ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد لله که این منتخب مختصر دیوان ختم ارباب نظر مشتهر به

دیوان صفدر

بدار الریاسة مصطفی آباد عرف رامپور حفظه الله عن المفاسد و الشرور

در تاج المطابع مثل شاهد رعنا جلوه ظهور نمود

100 years old

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد لله والمنة که این دیوان سراپا فصاحت و بلاغت مسمی به

[illegible] بلاغت جناب شوکت مآب محمد صفدر علیخان صاحب بهادر [illegible]

نگارستان الفت

۱۲۹۳

[illegible]

بدار الریاسة مصطفی آباد عرف رامپور حفظه الله عن المفاسد والشرور

در تاج المطابع [illegible] مشتمل [illegible] و بالاهتمام [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبتلا پیش از ظہورِ جلوۂ جانانہ تہا
شمع جب روشن نتہی محفل مین مین پروانہ تہا

خوب دیکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تہا
ایک ہی جلوہ میانِ کعبہ و بتخانہ تہا

تیری آگی حسن مین کیا آبرو پاتا کوئی
دونون عالم تہی صدف تو گوہرِ یکدانہ تہا

کہل گئی جب آنکہہ دیکھا جلوہ تیری حسن کا
کان رکہکر جو سنا جس سی ترا افسانہ تہا

شمع و گل دونون مین تیرا جلوہ آتا تہا نظر
صبح کو بلبل مرا دل شام کو پروانہ تہا

آگیا موسی کو غش سمجھی کہ اب بجلی گری
اور وہاں اک جا

اک طرف ذکر صمد تھا اک طرف شور صنم
بیچ میں

کوئی قرآن میں نہ سمجھا معنی قالو بلی
وہ مرا

غیر ذات حق جسے دیکھا اوسی پایا فنا
میہمان سارا زمانہ ایک صاحبخانہ تھا

گور میں جا کر حقیقت ہمکو دنیا کی کھلی
زندگی کی رات تھوڑی تھی دراز افسانہ تھا

کھل گئیں آنکھیں تو صفدر ہمکو یہ روشن ہوا
محفل عالم میں وہ خود شمع خود پروانہ تھا

۲

بہت مشتاق ہوں یا رب میں احمد کی زیارت کا
ملی بخت ہمایوں سے مجھے افسر سعادت کا

ابھی کیا دیکھنا پھر جوش تم دریای رحمت کا
کوئی قطرہ ٹپکنی دو مری اشک ندامت کا

کھلا بند نقاب روی احمد کیا قیامت میں
گنہگاروں کی منہ پر کھل گیا دروازہ جنت کا

لیی آتا ہوں میں دل میں شبیہ قامت دلکش
تہ و بالا نہو جای کہیں عرصہ قیامت کا

...مین نہین ای شافع محشر
بغل مین ہم گنہگارون کی محضر ہی شفاعت کا

...نگ پڑتی ہے
تماشا دیکھتا ہون عالم کثرت مین وحدت کا

...ا بر وپائی
چمک کر اشک موتی بنگیا تاج شفاعت کا

...ن چار یاری ہون
بھروسا حشر کی دن کا ہی مجھی یاران حضرت کا

پھر اپنے جرم ... پ...

دماغ اہل معنی تازہ ہونگی دیکھکر صفدر
کھنچا ہی اس غزل مین عطر گلہای محبت کا

۳

ہمنام خدا کی ہین یہ رتبا ہی علی کا
بندہ جو خدا کا ہی وہ بندا ہی علی کا

موسی کیطرح مرتبہ اعلا ہی علی کا
جو نقش قدم ہی ید بیضا ہی علی کا

ہمنام خدا دستِ خدا شیر خدا ہین
کیا جانی کوئی مرتبہ کیا کیا ہی علی کا

کعبی مین ولادت ہوی مسجد مین شہادت
آغاز بھی انجام بھی اچھا ہی علی کا

اللہ نے کی اپنی صفت اونکو عنایت
عالم مین نہ ہمسر ہے نہ ہمتا ہی علی کا

اللہ کی بھی ہی نظر لطف اوسی پر | سو جان سی جو عاشق شیدا ہی علی کا

صفدر رہی عیان گرمی خورشید قیامت
پر خوف ہی کیا سر پہ جو سایا ہی علی کا

۴

پر تو ہون ایک مین بھی رب غفور تیرا | آنکھون مین نور تیرا دل مین ظہور تیرا

کعبہ کہ بتکدہ ہو دونون مکان تیری | یہان بھی ظہور تیرا وہان بھی ظہور تیرا

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت | پائین کہان سی نقشہ غلمان و حور تیرا

سب جانتی ہین عاشق تیرا چھپا نہین ہون | ہمراہ میری چرچا ہوگا ضرور تیرا

آگی نہ خودنمائی اتنی مزاج مین تھی | آئینی نی بڑھایا کبر و غرور تیرا

عاشق بنا کی مجکو دونون جہان سی کھویا | مین خوب جانتا ہون ای دل قصور تیرا

سمجھا رہا ہی کسکو مین اور ترک الفت | چل بیٹھ جا کی ناصح دیکھا شعور تیرا

بدگو ہین غیر کتنی کرتی ہین روز شکوہ | تیری حضور میرا میری حضور تیرا

ہرچند وہ خفا ہی صفدر ہی عذر لازم
چل تو معاف کردی شاید قصور تیرا

یہان بیخودی ہین تنہا جلوا کسیکا ۵ خودی ہو گئی اپنے پردا کسیکا

اوسی حال معلوم ہو گیا کسیکا ۔ نہ عاشق کسیکا نہ شیدا کسیکا

کیا تونی پامال کیون دل کو ظالم ۔ اری تہا یہ نازون کا پالا کسیکا

کلیجا پکڑ کر ابہی بیٹہہ جاتی ۔ سنا ہی نہین تمنی نالا کسیکا

جو نرگس کو دیکہا مجہی یاد آیا ۔ وہ شرما کی آنکھین جہکانا کسیکا

بتون کو جو دیکھون نکر منع واعظ ۔ تماشا ہی انکا تماشا کسیکا

اوٹہای جو یہ ناز بیجا تمہاری ۔ ہماری سوا حوصلہ کیا کسیکا

عبث دلکو لیتی ہو ای جان جان تم ۔ جو میرا نہین کیا یہ ہوگا کسیکا

خوشی اونکی ہی ضبط غم کر رہا ہون ۔ تڑپنا ہی میرا تماشا کسیکا

شب وصل آنا نتھا موت تجکو
بنا کھیل تو نے بگاڑا کسیکا

سنا میرا مرنا تو بولے وہ صفدرؔ
چلو ہو گیا قول پورا کسیکا

۶

شوخی کی ساتھ کچھ رہی پردہ حجاب کا
آغاز ہے ابھی ترے حسنِ شباب کا

جھگڑون مین میری روز جزا ہو گیا تمام
قصہ نہ طی ہوا دلِ خانہ خراب کا

اتنا غرورِ حسن پہ لازم نہین بتو
مہمان چند روزہ ہی موسم شباب کا

کس کس طرح تڑپ کی بسر کی شب فراق
پوچھو نہ حال تمہی مری اضطراب کا

پروا اگر کی کسکو ہی لا ساقیا شراب
جل جل کی دل مین ہو گیا عالم کباب کا

ای شہسوار حسن ذرا روک لی عنان
لیلون مین چشم شوق سی بوسہ رکاب کا

زاہد کا دل خدا کی قسم پھر نہ رہ سکی
دین اپنی ہاتہ سی جو وہ ساغر شراب کا

پی لون اگر شراب تو زاہد معاف کر
یہ موسم بہار یہ عالم شباب کا

کیسا پھنسا دیا ہی بلاؤن مین عشق کی
صفدر برا ہوا اس دلِ خانہ خراب کا

تہا شکایت کا جو اونسی حوصلہ جاتا رہا
سامنا جب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا

فصل گل مین بیڑیان کاٹین عبث حداد نی
تہا جو سر کار جنون سی سلسلہ جاتا رہا

وای قسمت بیخودی مین کہو گئی تصویر یار
دل کی بہلانی کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا

اسقدر صدمی سہی ہمنی بتونکی عشق مین
دل لگانی کا کسے سے حوصلہ جاتا رہا

جام ٹوٹی اپنی دور چرخ مینا رنگ سی
محتسب کا شکوہ قاضی کا گلہ جاتا رہا

تہین وہ ساری وحشتین جوش جنون تک اب کہان
سر سی وہ سودا وہ دل سی ولولہ جاتا رہا

ساتہ یارونکا چہوڑا یا تو نے ای اماندگی
خاک اوڑاتی رہگئی ہم قافلہ جاتا رہا

دوستون کی ہاتہ سی صدمی اوٹہای اسقدر
دل سی اپنی دشمنون کا بھی گلہ جاتا رہا

عہد پیری مین کہان صفدر جوانی کی ترنگ

وہ بہار آخر ہوئی وہ ولولہ جاتا رہا

وصف واعظ سی تو ہم سنتی ہین حسن حور کا
٨ کون جانی جھوٹ ہی یا سچ ہی شہرہ دور کا

دیکھکر تیری سراپا کو یہی سکتا ہی دل
آدمی کا قد پری کا ناز چہرہ حور کا

پردہ اولٹا رخ سی اوسنی دیکھیی ہوتا ہی کیا
سامنا ہی شل موسی آج برق طور کا

نالہ وزاری وبیتابی وفریاد وفغان
رات دن ہی شغل ای بت تیری رنجور کا

ہر فرشتی کی زبان پر الامان کی ہی پکار
میری نالی نی کیا شاید ارادہ دور کا

نالہ کرتا قبر سی اوٹھا جو تیرا نالہ کش
پہونچا محشر مین اسرافیل بہولی صور کا

ہوسکا ہرگز نہ درد عشق کا جب درم علاج
رہگئی منہ دیکھکر عیسی تری رنجور کا

گوشہ گیرو پوچھتی ہو حال مجہ پرگور کا
دور سی آیا ہون رکھتا ہون ارادہ دور کا

سر فروشون کا کبھی صفدر نہین مٹتا ہی نام
ذکر ابتک ہی زبان دار پر منصور کا

جو وہ آئی بزم مین رات کو تو عجیب بزم کا حال تھا

کوئی مست تھا کوئی غش میں تھا کہین وجد تھا کہین حال تھا

جو فروغِ حسن نظر پڑا مین ازل سی اوسپہ فدا ہوا

مری مرغِ دل کا تھا آشیان سرِ طور پر جو نہال تھا

سو غنچہ کا ہیکو دیکھتا کہ مین اوس دہن کا تھا مبتلا

رگِ گل سے مجکو غرض تھی کیا کسی کمر کا خیال تھا

رہی جب تلک کہ زمانی مین ہوسِ وصالِ بتان ہی

نہ ہوای حشمت وجاہ تھی نہ خیالِ دولت ومال تھا

وہ عجب مزی کا زمانہ تھا کہ جنون سی طبع تھی آشنا

نہ کسیکی تھی مجھی کچھ خبر نہ کسیکو میرا خیال تھا

یہ خزان نی آگی غضب کیا کہ فسردہ پھولون کو کر دیا

کوئی سبز تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا

یہی چند روز جہان مین ہم چلی نامراد سوِ عدم

یہی زندگی سی حصول تھا یہی اس جہان کا مآل تھا

کبھی عیشِ وصل تھا اور ہم نہین اب نصیب سوای غم

یہی سوچ دل مین ہی دمبدم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا

کرون صفدر اور تلاش کیا نہین مجکو حرصِ جہان ہوا

جو خدا نی مجکو عطا کیا یہ مری موافقِ حال تھا

	۱۰	
تصور روز و شب خاطر مین ہی گیسوی جانان کا		دلِ صد چاک شانہ بنگیا زلفِ پریشان کا
تمھاری کچی لب نے اوڑا یا رنگ ہنس ہنسکر		حنا کا لعل کا یاقوت کا خونِ شہیدان کا
ہوا سب ہو گئی عاشق جو سبزہ چہری پر آیا		سبق مرغِ چمن بھولی ورق اوٹا گلستان کا
لکھون برگِ حنا پر نامہ کلکِ شاخِ مرجان سے		کہ اس حیلی سے شاید آشنا ہو دستِ جانانان کا

تصور آگیا قاتل کا جب شوقِ شہادت مین
رگین گردن کی دم بھرنی لگین شمشیر ران کا

بڑی قسمت ہی عالم مین قتیل دستِ رنگین کی
دعای مغفرت کرتا ہی اتبک پنجہ مرجان کا

مری جانب سی ای پیک صبا صیاد سی کہنا
کفن بلبل کو دینا چاہیی گلچین کی دامان کا

اڑی پرزی گریبان کی تو ہنس ہنسکر جنون بولا
وہ شیرازہ کھلا مجموعہ حالِ پرشیان کا

صفدر
نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اوس شوخ نی
کیا حیلہ سحر تک پان کا مسی کا افشان کا

۱۱

ہوا ہی عشق جب سی ابرو و مژگان دلبر کا
گلا مشتاق ہی آب دمِ شمشیر و خنجر کا

مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچہ غم نہین قاتل
بہت اچھا ہوا او زرا تقاضا تیری خنجر کا

مری زنجیر نی زندان مین ایسا غل مچایا ہی
کہ برپا رات دن رہتا ہی اک ہنگامہ محشر کا

مزہ ہی حق پرستی کا ہمین تو بت پرستی مین
صدا ناقوس کی نعرہ ہی یہان اللہ اکبر کا

زہی طالع ہوئی معراج کیسی خواب مین ہمکو
جنان کو دیکہہ آی ٹہیک نقشہ ہی تری گہر کا

وہ بسمل ہون کہ وقت ذبح خون گرم سی گری
پڑین تلوار مین چہالی تو منہ آجای خنجر کا

نگاہ واپسین سی دیکھلون حسرت نہ رہجای
نہ گھبراؤ ٹھہر جاؤ فقط وقفہ ہی دم بھر کا

اندھیرا کیون نہ چہای کیون نہ و بالا ہو عالم
ورق پہنچا ہی محشر مین مری عصیان کی دفتر کا

بلا کر دان اگر ہون خانۂ دل کا تو زیبا ہی
اسی گھر سی تپا ملتا ہی صفدر یار کی گھر کا

١٢

نہ گلچین ہی شفیق اپنا نہ مونس باغبان اپنا
یہ دونون ہو گئی دشمن ٹھکانا ہی کہان اپنا

بیان کیا تصور سی بہی ہی قصہ نہان اپنا
زبان کا ذکر کیا دل بہی نہین ہی رازدان اپنا

ہمین کیا کام تہا اس گلشن ویران مین آئیسی
چھڑایا آب و دانہ نی قدیمی آشیان اپنا

وہ گھبراتی ہین تنہائی سی ہم غمسی تڑپتی ہین
عجب عالم ہی فرقت مین وہان اونکا یہان اپنا

تلاش اک رشک یوسف کی رہی اکثی دل سی سون
پھرا منزل بمنزل کاروان در کاروان اپنا

شب وصلت ہوئی آخر عدم کو ہم بہی چلتی ہین
کہو شمع سحر آگی بڑہی لیکر زبان اپنا

ریاضِ دہر مین ہی ختم مجہپر خانہ بردوشی	کہ اپنی مشتِ پر کو جانتا ہون آشیان اپنا
پسِ آئینہ ہم طوطی ہین جو سنتی ہین کہتی ہین	زبان اونکی زبان اپنے دہن اونکا دہان اپنا

شکر ریزی نہایت ہی سخن مین اپنی ای **صفدر**
بجا ہی گر لقب ہو طوطیِ شیرین زبان اپنا

۱۳

رسوا اگر جہان مین ہوا پہر کسیکو کیا	اچہا سہی مین سب سی برا پہر کسیکو کیا
زلفونکو اونکی سینی چہوا پہر کسیکو کیا	خود ہو گیا اسیرِ بلا پہر کسیکو کیا
احباب منع کرتی ہین کیون مجکو عشق سی	رسوا ہوا خراب ہوا پہر کسیکو کیا
سمجہا کیا بتون کو تو ناصح ہی کیون خفا	مجرم ہوا مین پیشِ خدا پہر کسیکو کیا
اوس بیوفا کو کچہ تو سمجہکر دیا ہی دل	اچہا کیا کہ ہمنے برا پہر کسیکو کیا
اپنی خوشی سے ہمتو چلی راہِ عشق مین	دل جا کہین ملا تو ملا پہر کسیکو کیا
ہندو سی کچہ غرض نہ مسلمان سی کچہ غرض	سب سی جدا ہی دین مرا پہر کسیکو کیا

گرتا ہون وصفِ حسن تو کہتی ہین ناز سے
جوبن ہی ہے یہ نامِ خدا پھر کسیکو کیا

جو ہی جہان ہین اوسکی ہین اعمال اوسکی ساتھ
صفدر بُرا ہے خواہ بھلا پھر کسیکو کیا

١٤

خوشا وہ روز کہ دل عشق مین خراب تہا
یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب تہا

قیامت آئی تو فتنون کا کچہ حساب نتہا
تمہاری چال کا لیکن کوئی جواب نتہا

مین کیا کہون جو مزہ اوسکی گالیون نے دیا
کرم تہا لطف تہا احسان تہا عتاب نتہا

عجب دماغ مین بو تہی عجب مزاجِ نگار
وہ دن بہار کی تہی عالمِ شباب تہا

چہپایا آپ نی چہرہ نقاب مین ناحق
فروغِ عارضِ پرنور کیا حجاب تہا

مین ایسکی مفت مین منت پذیر کیون ہوتا
حبابِ خضر کچہ آبِ بقا شراب نتہا

خوشا وہ دن کہ حیا سی بہی تہی حیا تجکو
حجاب سی بہی ترا حسن بی حجاب نتہا

کہی گئی جو قیامت کی دن گناہ مری
فقط یہ چہیڑ کی باتین تہین کچہ حساب نتہا

ہم اوٹھی صور کی آواز سنکی کیون صفدر
یہ تہلکہ تو سنا اور اضطراب نتھا

ستم کا نام مٹا ظلم کا نشان نرہا
ہماری بعد اونہین لطفِ امتحان نرہا ۱۵

خزان کی آتی ہی وہ رنگِ بوستان نرہا
وہ ہمصفیر وہ گلشن وہ آشیان نرہا

چمن مین دشت مین زندان مین نہی کو جانا مین
شریکِ حال مرا غم کہان کہان نرہا

وہی ہین جوش وہی ولولی جوانی کی
دل آجتک ہی جوان گو کہ مین جوان نرہا

فسانہ لیلی و مجنون کا رہگیا باقی
وہ دشتِ نجد وہ ناقہ وہ ساربان نرہا

یہ بیحیاب اوٹھای فراق مین صدمی
فسانۂ شبِ غم قابلِ بیان نرہا

لیا جو ایک دل اوسنی تو دو دیی بوسے
ہزار شکر یہ سودا بہت گران نرہا

یہ ہمنی سنگِ درِ یار سی جبین رگڑی
کہ نام کو خطِ تقدیر کا نشان نرہا

بتونکی بیخبری دیکھکر ہمین صفدر

ذرا بھی حوصلۂ نالہ و فغان نہ رہا

١٦

جب رخ سے حباب اوس گل رعنا نے اوٹھایا
کیا لطف تماشا دل شیدا نے اوٹھایا

گلشن مین تری نرگس مخمور کی آگی
خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اوٹھایا

اوٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت
وہ بوجھ تری عاشق شیدا نے اوٹھایا

دل تھا یہ ہمارا کہ جلی عشق مین پر سون
کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اوٹھایا

بچتا نظر آتا نہین بیمار محبت
مجبور ہوی ہاتھ مسیحا نے اوٹھایا

دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا بادِ فنا نے
سر لاکہ حبابِ لبِ دریا نے اوٹھایا

کب بادیہ گردی سے ہی بہتر کوئی نعمت
کانٹون کا مزہ آبلۂ پا نے اوٹھایا

جب سیبِ زنخدان کا دیا یار نے بوسہ
کیا ذائقہ اپنے دلِ شیدا نے اوٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر
تابوت مرا میر نے سودا نے اوٹھایا

۱۷

رونق فزای باغ جو وہ گلبدن ہوا — بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا

کسکی شمیم زلف سنگھادی نسیم نی — مغز سر اپنا نافۂ مشک ختن ہوا

کوچی مین اوسکی خون شہیدان ناز کا — جس سنگ پر گرا وہ عقیق یمن ہوا

رہتا ہی دل جو شانی کی مانند چاک چاک — شاید اسیر زلف شکن در شکن ہوا

پھر فصل گل مین دست درازی ہی اب جنون کی — پھر گل کیطرح چاک مرا پیرہن ہوا

یوں کی تم انجمن سی اوٹھانا تہا مجھی — بدنام کہیے کون سر انجمن ہوا

شب بھر شب وصال رہی منہ مین وہ زبان — میرا دہن سنہے یار کا گویا دہن ہوا

لکھا صباحت رخ محبوب کا جو وصف — خامہ ہمارا شاخ گل یاسمن ہوا

صفدر کی دل سے اسکو نکلنا تہا کبھی

نالہ عبث نکل کے غریب الوطن ہوا

۱۸

کبھی چہرہ ہمسی چھپا لیا کبھی پردہ اوسنی اوٹھا دیا

کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا

کبھی بیٹھے یون سی جنون مین ہم ہوی خوفناک نہ طور سے

سر انکسار جھکا دیا قدم ثبات بڑھا دیا

نہ تو صبر ہی نہ قرار ہی شب و روز نالہ زار ہے

دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا

کہین کیا جنون مین جو حال ہے کسی پیرہن کا خیال ہے

جو کسی نے لا کی پہنا دیا وہین پرزی پرزی اوڑا دیا +

عبث آپ کو یہ خیال ہی کہ نظیر اب تو محال ہی

کہین اور بھی یہ جمال ہی تمہین آئینہ تو دکھا دیا

تری کوچے مین جو گذار تھا فقط ایک دم کا قرار تھا

پر کاہ یہ تن زار تھا کہ ہوا نے آگے اوڑا دیا

جو دیا خدا نی کسیکو دی جو گدا ہین اونکی دعائین لے
ترے کام آے گا ای سخنے یہی ایک روز لیا دیا

مجہی غیر رنج خوشی کہان کہ فلک ہوا ہی عدو جان
کبہی بہول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی سے کے ساتہ رولا دیا

ہوی صفدر انبو وہ مہربان کہ سنی جو شعر کہا کہ ہان
یہ زبان ہے سحر فسون بیان تری شاعری نی مزا دیا

١٩

کبہی سی کہ نہین سکتی معاملہ دل کا
اکیلی بیٹہی کیا کرتی ہین گلہ دل کا

گلی لگاتی ہین اسکو نہ قتل کرتی ہین
کسی طرح نہین ہوتا ہی فیصلہ دل کا

خدا کری وہ دم نزع دیکہنے آجائین
کہ مرتی مرتی نکلجای حوصلہ دل کا

کمال مجہپہ پریشانیون کا احسان ہے
ملادیا تری گیسو سے سلسلہ دل کا

یہ کیا ادا ہی لگاتی ہو تیغ رک رک کر
بڑہاتی جاتی ہو تم آپ ہی گلہ دل کا

وہ زلف لینی کو آئی ہی ہوش و صبر و قرار
اندھیری رات مین لٹتا ہی قافلہ دل کا

بجای اشک جو آنکھون سی خون آتا ہی
کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا

کوئی حسین نظر آیا ہم او سپہ لوٹ گئی
یہان تو جان کا کھونا ہی مشغلہ دل کا

گلی مین طوق نہ پاؤن مین بیڑیان صفدر
گیا بہار کی ہمراہ ولولہ دل کا

۲۰

وصل کا آج اوس پری سی ہو کی سامان رہگیا
شرم تیرا ہو برا دونون کو ارمان رہگیا

اوٹھتی اوٹھتی ناز کی سی دست جانان رہگیا
مجکو حسرت رہگئی قاتل کو ارمان رہگیا

ایک میری قتل نی دو بوجہ رکھی روز حشر
تیری سر پر خون میری سر پر احسان رہگیا

درد و غم رنج و الم سی کب ہا خالی دل
چار دن کوئی نہ کوئی اسمین مہمان رہگیا

اور تو سب حسرتین نکلین تہ شمشیر ناز
پر تڑپنی لوٹنی کا دل مین ارمان رہگیا

آدمی رہتا نہین دنیا مین رہتا ہی نشان
ذکر جم باقی رہا نام سلیمان رہگیا

ہم رہی صفدر قفس مین ہو چکی فصل بہار
حسرت گل رہگئی شوق گلستان رہگیا

۲۱

وہ جوبن پر جو آئین لطف اوٹھی زندگانی کا
ابھی گھونگھٹ مین چہرہ ہی عروس نوجوانی کا

دکھا دی دَور اِی ساقی شراب ارغوانی کا
کہ وقفہ چند روزہ ہی بہار زندگانی کا

ہلال و بدر دونون ہین تری تصویر کی خاکی
وہ صورت ہی لڑکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا

بہار آئی ہی گل پہولی ہین سبزہ لہلہاتا ہے
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

کہا داغ جدائی عاشقون کی ایک کافی ہے
دم رخصت جو مین طالب ہوا اونسی نشانی کا

کرون مین ترک میخواری ذرا واعظ خدا سی ڈر
یہ فصل گل یہ جوش عشق یہ عالم جوانی کا

نہ جا سکتا ہون مین صفدر نہ آسکتا ہی وہ یہانتک
نزاکت کا ہی اونکو عذر مجکو ناتوانی کا

۲۲

وہ گیسو جو مجکو دکھاتا رہیگا
بڑے پیچ یہ دل اوٹھاتا رہیگا

جو ہنسکر وہ قاتل رولاتا رہیگا
مرا زخم رو کر ہنستا رہیگا

مصاحب بناؤ تو تم میری دل کو
زمانی کی قصے سناتا رہیگا

عدم کو چلین دیر ہوتی ہی ہمکو
جسی ہوگا آنا وہ آتا رہیگا

ملا ہی جو بیتاب دل مجکو خوش ہون
لحد مین یہ ہر دم جگاتا رہیگا

اگر ہنسکی بولیگا تو مجہ گدا سے
ترا بول بالا بھی داتا رہیگا

اگر رہگیا بزم جانان مین چندی
بڑی رنگ صفدر جماتا رہیگا

۲۲

ان آنکھون نی دنیا مین کیا کیا نہ دیکھا
کسی من مگر اوسکا جلوا نہ دیکھا

نہ پروا ہی اوسکی نہ غافل ہین اوس سی
جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا

تڑپتی رہے در پہ بسمل تمہاری
کبھی تمنے آکر تماشا نہ دیکھا

دم سیر کس راستی سی وہ گذری
جہان فتنۂ حشر برپا نہ دیکھا

ہوئی ایسی یارون کو دنیا سی نفرت — کسینی پہر آکر دوبارا نہ دیکھا

بہت تیز قدمون کو ہمنے پکارا — کسینی بھی پہر کر نہ دیکھا نہ دیکھا

وہ بی مثل ہے سب حسینون مین صفدر

بہت دیکھی محبوب ایسا نہ دیکھا

۲۴

عدم مین ساتھ نہ ہستی سی جسم زار آیا — لباس عاریتی مین وہین اوتار آیا

حرم مین دیر مین مسجد مین میکدی مین صنم — کہان کہان نہ تجھی جاکی مین پکار آیا

ہماری دل کی تڑپ بعد مرگ بھی نگئی — زمین مین گڑکی نہ کمبخت کو قرار آیا

برنگ آئینہ دیکھی کبھی نہ شکل ملال — مین اور صاف ہوا دل مین جب غبار آیا

ہوا سی آئی ہی وہ زلف روی رنگین پر — چمن مین جھوم کے یا ابر نوبہار آیا

پس فنا یہ اثر جذب دل نی دکھلایا — جگر کو تھامی لحد پر وہ بیقرار آیا

چھپاؤن راز محبت مین کس طرح صفدر

گرجا کی نالہ مرا عرش تک پکار آیا

کیا حال ہوگیا ہی دل بیقرار کا ۲۵ آزار ہو کسیکو الہی نہ پیار کا

مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین پہلا پہر ہی میری شب انتظار کا

پتی خزان مین جھڑتی ہین جو ہر نہال کی زیور اوتر رہا ہی عروس بہار کا

دشمن سے دل مرا نہ مکدر ہوا کبھی اس آینی نی منہ نہین دیکھا غبار کا

امسال دیکھنا مری وحشت کی لو لی آیا ہے دہوم دہام سی موسم بہار کا

راہ اونکی تکتی تکتی یہ مدت گذر گئی آنکھونکو حوصلہ نرہا انتظار کا

گستاخیون سی یار کو آزردہ کردیا

صفدر برا ہو میری دل بیقرار کا

تری غم مین بدلا یہ نقشا ہمارا ۲۶ کہ کوئی نہین اب شناسا ہمارا

نہ تیغ دو دیکھ تڑپنے کی مہلت اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا

بہلا دیکہین کس طرح رہتی ہی رنجش
ذرا سامنا تو ہو اونکا ہمارا

بڑی بات یہ ہی کہ قاصد کسی نی
لکہا ہی ہمین خط مین شید اہمارا

گوارا نہین ہے جنہین بات کرنا
سنین گی وہ کاہیکو قصا ہمارا

گئی گہر کو سب دفن کر کی لحد مین
دیا ساتہ یارون نی اچہا ہمارا

رہی یونہی الفت جو زلفِ سیہ کی
نہ جای گا صفدر یہ سودا ہمارا

٢٧

اُٹہاک پر آکی محو زینت کبہی جو وہ گلعذار ہوگا
پسین گی منہدی پہ دل گلون کی چمن مین خون بہار ہوگا

دمِ فنا بہی یہی جو دلکو تصور زلفِ یار ہوگا
ہوا سی ہر کو بکو پریشان یقین ہی میرا غبار ہوگا

نہ مال و دولت نہ جاہ و حشمت نہ دو دلِ اونہار ہوگا

فقط ہی یہ چار دن کی ہستی ہم اور کُنج مزار ہوگا

فراق گذرا وصال آیا کہو کہ اب حسرتین ہین رخصت

کہ ایک پہلو مین ہوگا ساقی تو ایک پہلو مین یار ہوگا

نہ کھینچو تلوار کیا ہی حاجت ہمارا دل ہی شہید ہو

یہ آپ ہو جای گا تصدق یہ آپ تمپر نثار ہوگا

چھپا چرا اگر کبھی جو پی لی تو اس سے کیا فائدہ ہی قاضی

نہ میکدی مین جگہ ملیگی نہ میکشون مین شمار ہوگا

یہی ہین چالین اگر تمہاری تو دیکھنا مٹین گی ہم بھی

جہان پڑیگا قدم تمہارا وہین ہمارا مزار ہوگا

بھلا ہوا یہ کہ مٹ گیا مین برنگِ نقش قدم جہان سے

نہ اب اوٹھی گا مرا جنازہ نہ دوش یاران پہ بار ہوگا

یہ رات بھر کی ہین ساری جلسی جبا ہوئی صبح پھر تو صفدر

نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

۲۸

توایدل عبث مبتلا ہی کسیکا
سمجھ تو کوئی بھی ہوا ہے کسیکا

ذرا بزم سے اوٹھہ کی خلوت مین سنلو
خدا جانی کیا مدعا ہی کسیکا

پہونچ جلد جام و سبو لیکی ساقی
گھٹا آئی ہے دل بڑہا ہی کسیکا

دیا دل تو ہمنے کیا اپنا نقصان
اجارہ کہو اس مین کیا ہی کسیکا

غنیمت ہی جو دم ہی ٹھہرو نجاؤ
کہ دو روز مین فیصلا ہی کسیکا

فقط چار دن کی ہے یہ جاہ و حشمت
زمانہ کہان آشنا ہی کسیکا

وہ مسی لبون پر جماتی ہین صفدر
مگر آج نقشہ جما ہی کسیکا

۲۹

وہ مزہ ملا تڑپ مین اگر اختیار ہوتا
تو تمام عمر دل کو نہ کبھی قرار ہوتا

مجھی ہاں اسلیی ہی کہ یہ بت ہین سخت بیدین
تری وصل مین تو جیتا تری ہجر مین جیتا
جو ہین اس بغل مین حورین تو ہین اوس بغل مین غلمان
تمہین دیکھتی زلیخا تو عزیز مصر کیسا
شب ہجر کو گھٹاتا شب وصل کو بڑہاتا

جو خدا سی بھی یہ ملتی ہین امیدوار ہوتا
مجھی مرگ و زندگی مین اگر اختیار ہوتا
تری در پہ گر نہ گرتی یہ کہان وقار ہوتا
نہ وہ ذوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ پیار ہوتا
جو فلک کی گردشون مین مجھی اختیار ہوتا

جو ٹہا تہا دل تو دیتا وہ جگر کو داغ صدہا
کہ مسافر عدم کا یہی یادگار ہوتا

فراق یار مین جہلین مصیبتین کیا کیا
لب اونکی لب پہ ہا سینہ اونکی سینی پر
قفس سی چہوٹ کی جاون کہین گلستان کو
حضور یار کوئی بات ہمسی ہو نہ سکی

۳۰
گذر گئین مری سر پر تمنائین کیا کیا
اوٹھائین ہمنی شب وصل لذتین کیا کیا
کہ باغبان سی ہین کہنی حکایتین کیا کیا
اگرچہ دل مین بہری تہین شکایتین کیا کیا

اوچھلتی ڈوبتی بہتے تمام عمر کٹی
محیط عشق مین کھینچین شقتین کیا کیا

لحد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آی کبھی
جو لوگ رکھتی تھی ہمسی محبتین کیا کیا

جو دیکھی گور مین تنہائی مکان صفدر
تو یاد آگئین یارونکی صحبتین کیا کیا

۲۱

ہم ہونگی نہ حسن رخ جانانہ رہی گا
عالم مین مگر عشق کا افسانہ رہی گا

شب بھر فقط آرائش محفل ہی سحر کو
یہ شمع رہی گی نہ یہ پروانہ رہی گا

مسجد کی طرف جاتی ہین تو جائین نمازی
بن تو مقیم در میخانہ رہی گا

رستی مین اگر کوئی پری رو نظر آیا
قابو مین نہ اپنا دل دیوانہ رہی گا

جبتک کہ نہ ہاتہ آی گی وہ زلف مسلسل
صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہی گا

سر خنجر قاتل سی جو کٹ جای تو کٹ جاے
شہرہ ترا ای ہمت مردانہ رہی گا

دو روز فقط دور می عیش ہی صفدر

یہ شیشہ رہی گا نہ یہ پیمانہ رہی گا

پس فنا ہمین گر دون ستای گا پھر کیا	۳۲	مٹی ہو ونکو یہ ظالم مٹای گا پھر کیا
ضعیف نالہ دل اونکا ہلا نہین سکتا		یہ جا کی عرش کا پایہ ہلای گا پھر کیا
شریک جو نہوا ایک دم کو پہلو مین		وہ پہول آ کی لحد پر چڑہای گا پھر کیا
خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنی ذبح کرو		تڑپ کی سیر یہ تمکو دکھای گا پھر کیا
کہا سنا جو یہ لوگون سی بخشوا کی چلا		گلی سی یار کی قاصد نہ آی گا پھر کیا
کہو مصور نقدیر سی کہ خیر تو ہی		بگاڑ کر مرا چہرہ بنای گا پھر کیا

ہلال بدر بھی ہوتا ہی ایک شب صفدر
گہٹا کی مجکو نہ گردون بڑہای گا پھر کیا

مین جب تک مقیم در یار تہا	۳۳	یہ بام فلک زیر دیوار تھا
کسی سے نہ جبتک سروکار تہا		بڑی چین مین یہ دلِ زار تھا

جوانونے حیرت سی دیکھو سے مجھے
کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا

وہ کاندھا جنازی کو دین گیا عجب
کہ مین بھی کبھی ناز بردار تھا

گرہ کھلتی ہی زلف پر پیچ کی
جو آزاد تھا وہ گرفتار تھا

گیا اوسکی رحمت نی عصیان سی پاک ہو
گنہگار تھا مین گنہگار تھا

کبھی ہمنی صفدر کی دیکھی تھی رنگ
جوان سیکڑون مین نمودار تھا

۴۴

خال عارض کسی پیارا نہوا
کسکی آنکھون کا وہ تارا نہوا

ہو گیا دل بھی اونہین کی جانب
یہ بھی کمبخت ہمارا نہوا

وصل کا ذکر تو کیا قاتل کو
قتل کرنا بھی گوارا نہوا

یار آیا نہ اجل فرقت مین
ایک مطلب بھی ہمارا نہوا

ہی وہ خال رخ ماہ جبین عجب
میری قسمت کا ستارا نہوا

غیر کا دل نہ دکھایا ہمنے
رنج دشمن بھی گوارا نہوا

ہو رہے تم تو اوسیکی صفدر
وہ نہونا تھا تمہارا نہوا

٣٥

یا بھول گیا وہ بتِ خودکام ہمارا
یا شرم سی لیتا نہین اب نام ہمارا

ہم پینی والی تھی کسی ایسی کی آنکھین
کچھ کرنسکی گردشِ ایام ہمارا

جی بھر کی ندیکھین کبھی آنکھین ترے ساقی
اس مے سی نہ لبریز ہوا جام ہمارا

قاتل جو کہا مینی تو شرماکی بولی وہ
ﷲ نہ بدنام کرو نام ہمارا

ہم بوسی لیی جائینگی تم وار کرو گو
یہ کام تمہارا ہی تو وہ کام ہمارا

اب چین نہین سینی مین دلکو کسی پہلو
دزدیدہ نگہ لیگئی آرام ہمارا

نواب بہادر وہ ہمین کہتی ہین صفدر
پورا نہین لیتی ہین کبھی نام ہمارا

ہوی دام و قفس مین اسیر جو ہم تو ذرا ہمین لطفِ چمن نہ رہا

کرین کس سی بیان کشاکشِ غم کہ سفر مین خیالِ وطن نہ رہا

ترا چہرہ ہی گل ترا غنچہ دہن ترا سینہ سمن ترا سیب ذقن

تری شکل پہ جب سی پڑی ہے نظر ہمین ذوقِ بہارِ چمن نہ رہا

نہ وہ دانت گہر نہ عقیق وہ لب نہ وہ آئینہ رخ نہ وہ مشک نہ موے

وہ عدن نہ رہا وہ یمن نہ رہا وہ حلب نہ رہا وہ ختن نہ رہا

خبر اپنی نہین ہی حضور کو کچہ گئی چاہنی والی عیان ہوا چہلا

کوئی بستہٴ زلفِ دوتا نہ رہا کوئی قیدی چاہِ ذقن نہ رہا

تہی جوان تو بدن مین تہی تاب و توان جو شباب گیا تو وہ لطف کہان

وہ زبان نہ رہی وہ بیان نہ رہا وہ دہن نہ رہا وہ سخن نہ رہا

نہ شراب مین ہی کوئی ذائقہ اب نہ کباب مین ہی کوئی ذائقہ اب

وہ فضا نہ ہی وہ ہوا نہ ہی وہ مزہ نہ ہا وہ چمن نہ ہا

جو زبان سی دعوی عشق کیا ہی صفدر اب اسکا خیال ذرا

کوئی یہ نہ کہی کہ یہ مر نہ مٹا اسی پاس و لحاظ سخن نہ ہا

	٣٧	
جلوہ گر آئینی مین پر تو ترا کیونکر ہوا		تو تو یکتا تہا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا
آپ ہی بسمل کیا تیغِ نگاہ ناز سے		آپ ہی کہتا ہی وہ کیا ہوا کیونکر ہوا
ہمنی قاتل سی نہ پوچھا یہ بھی فرطِ شوق مین		لائق تعزیر بندہ بیخطا کیونکر ہوا
بہاگتا تہا اپنی سائی سی مین وہ محتاط تہا		اونکی زلفون مین گرفتارِ بلا کیونکر ہوا
آجتک آئینہ اوسکی بزم مین پہنچا نہین		ہی تعجب خود بخود وہ خود نما کیونکر ہوا
جب کشیدہ تیغ ہی خنجر ہی منہ موڑی ہوی		پھر سرو گردن کا قاتل فیصلا کیونکر ہوا

کیسی ہی فتنی تہین اوسکی چھوڑ دین لذتین

کوئی کیا جانی کہ صفدر پارسا کیونکر ہوا

۲۸

بٹھہ کر مین نہ در یار پر اصلا اوٹھا
ہان جو اوٹھا تو پس مرگ جنازا اوٹھا

اوسکا اوٹھنا تہا کہ بیتاب ہوا دل میرا
حشر برپا ہوا لو اور یہ فتنا اوٹھا

کبھی رخ کی کبھی بوسی لب جانان کی لیی
کیا کہون مین کہ مزہ وصل مین کیا کیا اوٹھا

نہوا کچہ مرض عشق کا جب اوس سی علاج
تنگ اگر مری بالین سی مسیحا اوٹھا

تیری وحشی نی ندی قیس کو تعلیم جنون
جب تلک کان پکڑ کر نہ وہ بٹہا اوٹہا

آتی ہی گلشن ہستی سی چلی مثل نسیم
ایک دم کی لیی کیا لطف تماشا اوٹھا

سنتی ہین کوچ زمانی سی کیا صفدر نی
ناتوان تہا نہ تری ہجر کا صدما اوٹھا

۲۹

وارد بزم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا
اک نگہ مین کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا

ادسکی رسوائی نی کیا نہ کیا مجکو خجل
عرصہ حشر مین مین یا مرا قاتل ہوتا

خار پامال ہوئی اسکی خلش ہی دلکو
کاش مین دشت مین پابند سلاسل ہوتا

زخمی ہونا تہا کہان رسم ستم اوٹہ جاتی
بدلی پیکانکی جو ناوک مین مرا دل ہوتا

پردہ سو بار تماشی کو اوٹہاتی لیلی
ساتہ مجنون کی اگر مین پس محمل ہوتا

ہجر مین آتی اجل وصل مین آنا تہا اسی
روح کو تن سی نکلنا تو نہ مشکل ہوتا

کوچہ یار مین ملتی جو جگہ ای صفدر
مین گدا بہی کسی سلطانکی مقابل ہوتا

کیا جانین وان سی لای قاصد جواب کیا کیا
تڑپا رہا ہی ہمکو یہان اضطراب کیا کیا

نام خدا اب اونکا جوبن اوبہار پر ہے
جلوہ دکہا رہا ہی حسن شباب کیا کیا

کہتا ہی کوئی مفتون کہتا ہی کوئی مجنون
الفت مین تیری ہمنی پای خطاب کیا کیا

جہگڑا چکا نہ اکدن یو ہین رہی ہمیشہ
اپنی سوال کیا کیا اونکی جواب کیا کیا

آغوش مین بہی کہینچا بوسی بہی ہمنی پای
لوٹی مزی پلا کر اونکو شراب کیا کیا

وہ حوصلی وہ ہمت وہ ولولی وہ طاقت
ہمراہ لیگیا ہی عہد شباب کیا کیا

کیا اعتبار دولت ہی اس جہان مین صفدر
مٹی مین ملگئی ہین عالی جناب کیا کیا

	۴۱	
دکہلا و زلف مجکو سودا ہوا تو پھر کیا		وابستۂ محبت رسوا ہوا تو پھر کیا
ناز و ادا سی چلیی لیکن ذرا سنبہل کر		ہنگامۂ قیامت بر پا ہوا تو پھر کیا
جور و جفا کہان تک مہر و وفا ہی لازم		مین اور ہی کسیکا شیدا ہوا تو پھر کیا
ای دل تڑپ نہ اتنا لازم ہی ضبط نالہ		عالم مین راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا
کانون تک اوسکی پہنچی ایسا کہان مقدر		گردون سی پار اپنا نالا ہوا تو پھر کیا
ایام نوجوانی مہمان ہی چند روزہ		اس حسن عارضی کا شہرا ہوا تو پھر کیا

یہ بیوفا ہی صفدر کیا اعتبار دل کا
میرا ہوا تو پھر کیا اوںکا ہوا تو پھر کیا

	۴۲	
قہر ہی آفت ہی یہ آنکھین لڑانی کی ادا		خوب آتی ہی تمہین فتنی جگانی کی ادا

جب کسی غنچے کو گلشن مین کہلاتی ہی نسیم
یاد آتی ہی تمہاری مسکرانی کی ادا

لاتی ہی کس کس طرح تسخیر دلِ عشاق سی
یا ان کہانی کی ادا اسی لگانی کی ادا

چلتی ہو مرقد پہ تم دامن اوٹھا کر ناز سی
کس سی سیکہی خاک مین ہمکو ملانی کی ادا

دیکہیے کس کس کی گردن پر کری خنجر روان
قاتلِ عالم تری تیوری چڑہانی کی ادا

خون ہو جائینگی ناحق دیکہنے والونکی دل
رنگ لاے گی نیا مہندی لگانی کی ادا

یاد ہی صفدر شب وصلت وہ اپنا چہیڑنا
اور وہ اونکی شرم سی آنکہین جہکانی کی ادا

۴۳

صفدر اونکا خیال تہا کیا تہا
گل جو چہرہ بحال تہا کیا تہا

دفعتاً مٹ گیا جو عہد شباب
وہم تہا یا خیال تہا کیا تہا

دل شگفتہ مرا کبھی نہوا
سبزہ پامال تہا کیا تہا

رات پستان وہ کیون چہپاتی تہی
کیا یہ چوری کا مال تہا کیا تہا

دہن یار کی ملی نہ مثال — یہ عدیم المثال تہا کیا تہا
تیری وحشی کو خلق مان گئی — کوئی صاحب کمال تہا کیا تہا

کس سی بگڑی تہی سچ کہو صفدر
کل جو بسمل کا حال تہا کیا تہا

۴۴

مسجد نہ میکدہ نہ صنمخانہ دیکہنا — ایدل کسیکی نرگس مستانہ دیکہنا
دیکہا تہا اک نظر تو قیامت گذر گئی — اب دیکہین کیا دکہای تمہارا دوبارہ دیکہنا
کوی پریخان مین تو جاتا ہی شاد شاد — برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکہنا
یون دیکہ بار بار نہ اوس چشم مست کو — ساقی گری نہ ہاتہ سی پیمانہ دیکہنا
آنکہین ہین میری لائق دیدار حسن یار — کیا جانی آئنہ رخ جانانہ دیکہنا
جہکی ہزار بار مری سر پہ تیغ ظلم — جہکی نہ آنکہ ہمت مردانہ دیکہنا

عالم مین ان بتون کا جو صفدر رہی ہی دور

کبھی کو ایک روز صنم خانہ دیکھنا

۴۵

کبھی شکوہ نہ آیا وہ رشکِ قمر کبھی جلوہ نورِ سحر نہوا
کبھی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کبھی آہ مین تاثیر نہوا

رہون ہائے و نسی اپنی مین کبھی جن نہ تھا کہ کسیکی گلیمین ہوا نہ روان
مجھی ہاتھ نہ سہی اپنی ہو کیون نہ گلا کہ کسیکا یہ طوقِ کمر نہوا

نہ گیا کبھی ہجر کا غم نہ گیا کبھی وصل کا ہمکو مزہ نہ ملا
یہی لیل و نہار ہمیشہ رہا یہ زمانہ ادہر سے ادہر نہوا

کہو کام پھر آئینگی کونسی دن مری پہلو مین رہ کی یہ قلب و جگر
جو یہ بسملِ تیغ مژہ نہوا وہ نشانہ تیرِ نظر نہوا

ہمین روز خوشی جو نصیب ہوی تو عزیز و رفیق بھی سیاہ ہی
رہِ ملکِ عدم کیطرف جو چلی کوئی اپنا شریکِ سفر نہوا

یہ فقط مری اشک کو اوج ہوا یہ فقط مری داغ کو رتبہ ملا
کوئی ذرہ چمک کی نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کی گہر نہوا

کہین مشک کو مینی تلاش کیا کہین سعی سمک مین خراب پھرا
جو مزہ ہی مجھی شرہ کسی ہی مزا کوئی مجھسا بھی خستہ جگر نہوا

کبھی ہمکو نہ لطفِ وصال ملا کبھی ہجر کا رنج و الم نہ گیا
کبھی گریہ شب نے مزہ نہ دیا کبھی نالہ دل مین اثر نہوا

رہِ وادیِ غم مین نہ چین ملا مجھی صفدر الم ہی ہمیشہ رہا
کہین زیرِ شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہ فگن وہ شجر نہوا

۴۶

جلوہ جو اپنی حسن کا اوسنی دکھا دیا — دم مین فروغ شمس و قمر کا مٹا دیا

ہمنی جو اپنی غم کا فسانہ سنا دیا — کچھ اور تو نہ منہ سی کہا مسکرا دیا

جلدی تھی کیا نہ صور سرافیل پھونکتی — سویا تھا مین ابھی مجھی ناحق جگا دیا

تیغ ادا اٹھا ہی تھا کیا قتل مین غرض — کھینچا جو ہاتھ پاؤن کو ہمنے بڑھا دیا

ای آتش فراق کیا تو نی کیا غضب — جنت تھا میرا گھر اسی دوزخ بنا دیا

کچھ دی کبھی فقیر کو منعم تو غالبا — کام آئیگا تری یہ کہ جسدن لیا دیا

بلبل کو نالہ کرکی جو صفدر رلا دیا بلبل

گل ہنس پڑی تو غنچون نی بھی مسکرا دیا

۴۷

جو دل مین ذرا آپ کی گھر نہو گا — گذارا ہمارا بندہ پرور نہو گا

نزاکت بھی ہی تو اوس بت نہ گرسی — رواں میری گردن پہ خنجر نہو گا

کرو ظالمو ظلم جتنا کہ چاہو — بیاں کیا کسی روز محشر نہو گا

نہ چھیڑو گی جبتک نمک زخمِ دل پر
مزہ زندگی کا میسر نہوگا

نہ دیکھینگی جبتک مجھی آپ تا سہ
کبھی ختم شکوونکا دفتر نہوگا

اگر کوئی قاتل کا جانا نہ چھوٹا
بدن پر مری ایک دن سر نہوگا

لیا خواب مین جسنی چوری سی آکر
کوئی اور ہوگا وہ صفدر نہوگا

۴۴

جو گل تھا باغ مین ترا آئینہ دار تھا
پرتو تری لباس کا رنگِ بہار تھا

قابل ستم کی جسطرح نہ مین خاکسار تھا
کیا عبث کہ آپ ہی مشتِ غبار تھا

کیا بد معاملہ ہو کہ تم پہیرتے نہین
ہمنی جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا

ہر صبح راہ کوچۂ جانان تھی اور ہم
زنخ تھی جب تلک یہی اپنا شعار تھا

اللہ ری ضد کہ غیر نی وہ بھی مٹا دیا
اوس کوچے مین مرا جو نشان مزار تھا

اچھا ہوا کہ جلد مین تربت مین گر گیا
یارون کی دوش پر مرا تابوت بار تھا

اب دوست بھی عدو نظر آتی ہین ہمین
صفدر گئی وہ روز کہ دشمن بھی یار تہا

۴۹

یار تہا مقتل تہا شمشیر ادا تہی مین تہا
قتل پر میری کمر باندہی قضا تہی مین تہا

اوسنی جب پوچہا کہ تونی قتل عاشق کو کیا
غمزہ بولا وہ نزاکت تہی ادا تہی مین تہا

کیا ہوا مجہسی جدا ہوکر جو دلبر تک گیا
دل مرا ساتہی نہ تہا کچہ دلکا ساتہی مین تہا

کہتی ہین وہ رخ کی بوسی خواب مین کسنی لیی
مین یہ کہتا ہون تری زلف رسا تہی مین تہا

وہ کہین گی حشر مین قاتل کو پوچہونگا اگر
وہ قضا تیری تہی یا میری ادا تہی مین تہا

صاف کہدیتا بہانا ہی عبث پر کیا کرون
عالم ایجاد کی جب ابتدا تہی مین تہا

رات اوس محفل مین کیا موقع تہا صفدر کیا کہون
سرمہ تہا مسی تہی غازہ تہا حنا تہی مین تہا

۵۰

انداز نرالا ہی تری جلوہ گری کا
ہی چاند سا چہرہ تو چلن کبک دری کا

اوٹھا ہی یہ کسکی رخِ پرنور سی پردہ / خورشید مین عالم ہی چراغ سحری کا

ہر جنبش مژگان سے ہی مقتول زمانہ / کیا تیز ہی خنجر تری بیدادگری کا

لائی گی نہ بو جامۂ محبوب کی جبتک / دامن مین نہ چھوڑونگا نسیمِ سحری کا

اندر کا اکھاڑا ہی چمن موسمِ گل مین / ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہی پری کا

یاد آگئی مجھی اپنی دم باز پسین کی / دم ٹوٹتی دیکھا جو چراغِ سحری کا

پھر چاک ہوئی گل کی قبا باغ مین صفدر / پھر شوق ہوا دل کو مری جامہ دری کا

اہ

کس سی کس سی مین جا بجا نملا / پر کہین دل کا مدعا نہ ملا

ربط اوس شوخ سی ہوا نہوا / کیا اجارہ ہی دل ملا نہ ملا

دین و دنیا کی ملگئی دولت / تم جو مجکو ملے تو کیا نہ ملا

دلربا سیکڑون ملی لیکن / کوئی معشوق با وفا نہ ملا

فقر مین عرش پر دماغ رہا
بادشاہون سی مین گدا نہ ملا

راہِ ہستی مین سب تھی بیگانی
آج تک کوئی آشنا نہ ملا

دل جو سینی سی گم ہوا صفدر
لاکھ ڈھونڈا کہین پتا نہ ملا

۵۲

کیا کہون حال ہے جو کچھ دل کا
رقص دیکھا ہی تم نی بسمل کا

ہوئین بسمل کی مشکلین آسان
دم غنیمت ہے تیغِ قاتل کا

وہ اوٹھایا ہی ہجر کا صدمہ
اب کے بچنا محال ہی دل کا

ہی عدم کتنی دور ہستی سی
فاصلہ کل ہی ایک منزل کا

ہجر جانان ہین مہر و ماہ نہین
داغ ہی وہ جگر کا یہ دل کا

مرتے دم دو مجھی کوئی تو
ہی سوال آخری یہ سائل کا

آج صفدر وہ آگئی ہین ادھر

خوب نکلیگا حوصلہ دل کا

صانع نی اوسکو آپ ستمگر بنا دیا ۵۳ ابرو کو قتل کی لیے خنجر بنا دیا

مانی نی کہینچین دونون شبیہین الگ الگ اوسکی قدم پہ پہون نہ مر اسر بنا دیا

آنکھون نی میری وقت نظارہ بہائی اشک تار نگہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا

لکہنا تہا ایک بندھ ہزارون کیی رقم نامی کو فرط شوق نی دفتر بنا دیا

بخشا جو اوسکو حسن تو مجکو خدا نی عشق قمری مجہی تو اوسکو صنوبر بنا دیا

پردہ اوٹہاتی ہی رخ روشن سی یار نی ذرونکو آفتاب منور بنا دیا

پہلی تو ایسی عشوہ و ناز و ادا نتہے
معشوق ہمنے یار کو صفدر بنا دیا

۵۴
سفر مین اگر کبہی ان آنکہون نے روی اہل وطن ندیکہا

قفس مین ایسی ہوی مقید کہ خواب مین بہی چمن ندیکہا

سوا ہی رخسار و خال و گیسو کے یکا سبھنے وہیں نہ دیکھا

طلب بھی دیکھا جشن بھی دیکھا غضب بھی دیکھا پر یہ نہ دیکھا

نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہی ترچھی ادا سے تیکھی

جو بانکپن ہے تم میں دیکھا کسی میں یہ بانکپن نہ دیکھا

دہن ہی غنچہ تو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت

تمہیں تو دیکھا بلا سے ایسی جو صحن گل میں چمن نہ دیکھا

ہمیں تمہیں خوبرو کا مجمع تمہاری شان یکا یک

وفا و الفت کا ذکر کیا ہی کہ مہر بھی وہیں نہ دیکھا

پھری رسائی میں مدتوں ہم بہ جستجوئے نکہت

کسی کی ایسی رسائی کسی میں یہ بانکپن نہ دیکھا

کمال یاروں کی تنگدلی تھی جو شکر ما آپ کو بھی

چلی سفر کو کبھی جو صفدر تو پھر کی سوی وطن نہ دیکھا

۵۵

کیا ہمسی پھر گئی نگہ یار دیکھنا / تقدیر جو دکھای وہ ناچار دیکھنا

صیاد دام لیکی تو آی سوی چمن / ہم سب سی پہلے ہونگی گرفتار دیکھنا

دیکھا جو مینی پیار سی جھنجلا کی یہ کہا / پھر یون مری طرف نہ خبردار دیکھنا

گہ میری سمت گاہ سوی غیر ہی نگاہ / کستے ہی دونون باگون پہ تلوار دیکھنا

گھر چھوٹنا وہ عالم غربت مین یاد ہے / حسرت سے جانب در و دیوار دیکھنا

دیکھا جو برق طور کو موسی نی غش کیا / آسان نہین ہی جلوہ دلدار دیکھنا

صفدر شب وصال جو بوسہ طلب کیا / ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا

۵۶

اب رہا کون آشنا میرا / دل بھی مجھسی جدا ہوا میرا

ہر نگہ مین ہین سیکڑون ارمان / کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا

بتر دہی دل کہون نہ کہون
پوچھتی ہین وہ مدعا میرا

لیی جاتی ہو تم کہان دلکو
ہی یہ مدت کا آشنا میرا

اوس ستمگر سے دل لگایا ہے
کوئی دیکھے تو حوصلا میرا

پاس تمکو اگر نہیں تو نہو
ای بتو کیا نہیں خدا میرا

جب بہار آئی باغ مین صفدر
زخم دل ہو گیا ہرا میرا

٥٧

روی تابان حسین دیکہا صرف حیرانی ہوا
مبتلای زلف پابند پریشانی ہوا

اسقدر سجدی کیی سنگ در محبوب پر
یک قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا

خضر و یوسف دونون عاشق ہین کی تر آشنا ہی فرق
کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا

اوس حسین کی آی جسدم باغ ہستی مین قدم
شور اوٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا

گہتتی گہتتی تن گویا معراج معدومی ملی
رفتہ رفتہ سایۂ محبوب یزدانی ہوا

قامت آدم سی بالا قدِ احمد کیون نہو | مصرعِ اول سی بہتر مصرعِ ثانی ہوا

کہنچ گیا نقشہ مضامین سراپا کا تری
خانۂ صفدر بہی گویا خانۂ مانی ہوا

۵۸

جبتک اپنی دلکو شغلِ آہِ آتشناک تہا | اک نیا ہر روز ہنگامہ تہِ افلاک تہا
وصل ہوتی ہی بیان ہستی کا قصہ پاک تہا | ربطِ حسن و عشق ربطِ شعلہ و خاشاک تہا
اوسکی جاتی ہی گلستان ہوگیا ماتم سرا | نخل ماتم ہر شجر ہر گل گریبان چاک تہا
کیون کمی قاتل نی کی تلوار روکی کیلیی | گردن و سر کا تو اک ضربت مین قصہ پاک تہا
سرخرو وہ بسملون مین تیری تہا اے شہسوار | ہوگئی سر جسکا بدن سی بستۂ فتراک تہا
ایک دم مین عرصۂ ہستی کو یہ طی کرگیا | توسنِ عمرِ روان چالاک سا چالاک تہا

تہا بہت مجرم مگر شرم گنہ کام آگئی
انکہ سی آنسو گرا صفدر کہ دامن پاک تہا

۵۹

ہر پری پیکر کا ہین عالم مین دیوانہ ہوا
شمع رو دیکھا جہان بس اوسکا پروانہ ہوا

دل جو عشق نرگس میگون مین دیوانہ ہوا
رفتہ رفتہ عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

کون مہمان ہی الہی آج رشک آفتاب
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ ہوا

حال اوسکی حسن کا قصہ ہماری عشق کا
رفتہ رفتہ لیلی و مجنون کا افسانہ ہوا

وہ مری گہر سی گئی کیا دل بہی پہلو سی گیا
ہجر ہوتی ہی جو اپنا تہا وہ بیگانہ ہوا

ہی یہ رنگ بی ثباتی بزم خالی ہو گئی
جب تلک ساقی لبالب می سی پیمانہ ہوا

ہی مری وحشت بہی ای صفدر کی تازہ طلسم
چار دن بیٹہا جو میری پاس دیوانہ ہوا

۶۰

غم عاشقی کا رگر ہو چکا
جو ہونا تہا ای بیخبر ہو چکا

کرو غصہ موقوف برہم نہو
زمانہ ادہر سی اودہر ہو چکا

نشانہ ہو جلد ای دل بیخبر
روانہ وہ تیر نظر ہو چکا

کسی بات پر وہ نہ راضی ہوی — گئی رات وقت سحر ہو چکا

صبا کا گذر اوس گلی مین نہین — گذارا ترا نامہ بر ہو چکا

کسیکے وہ اب دلکو دیکھینگی کیون — کہ آئینہ مد نظر ہو چکا

بہت سجدی اوس در پہ صفدر کیی

چلو بس اوٹھو درد سر ہو چکا

۶۱

گریۂ مینای می یا خندۂ پیمانہ تہا — غور سے دیکھا تو اوسکا جلوۂ مستانہ تہا

قتلگاہِ شوق مین قاتل نہتا معشوق تہا — تیغ رکھ دینا گلی پر ناز معشوقانہ تہا

پای قاتل پر جو سینی کاٹ کر رکھ دیا — یہ بھی اک ادنی سا جوشِ ہمتِ مردانہ تہا

حالِ واعظ ہمسی پوچھین اہل مسجد سی کہو — آج ہی منبر نشین کل ساکنِ میخانہ تہا

میری مرنی کی خبر پائی تو اوسنی یہ کہا — جی بہلتا تہا مرا وہ بھی عجب دیوانہ تہا

کسطرح گلزار مین رہتی کہ قسمت پھر گئی — خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ تہا

سنکی وہ حالِ دلِ صفدر یہ کہکر سوگئی
فی الحقیقۃ واہ کیا دلچسپ یہ افسانہ تھا

٦٢

کم ہوگی دردِ عشق کی شدت فغان سی کیا
صدمہ جو دل پہ ہی وہ کہون مین زبان سی کیا

آئی بہار جای خزان تازہ ہون نہال
مین دام مین پہنسا ہون مجہی بوستان سی کیا

بوسی تو روی گل کی لیی فرطِ شوق مین
حیران ہون اب کہ عذر کرون باغبان سی کیا

تن مین نہین جو روح تو کس کام ہی تن
طائر جو اوڑ گیا تو غرض آشیان سی کیا

دیدار دخت رز کا نہین آجتک نصیب
حاصل ہی مجکو خدمتِ پیرِ مغان سی کیا

راہ جہان مین مدنظر ہی رواروی
اوترون مین پشتِ توسنِ عمرِ روان سی کیا

ہون سر فروش قتل کی صفدر ہی آرزو
مہر کین گی پاون معرکہ امتحان سی کیا

٦٣

جہان فانی حباب پایا یہ بحرِ ہستی سراب دیکھا

تمام عالم کا کارخانہ برنگِ چشمِ حباب دیکھا

کہون شب غم کی کیا مصیبت سوای ایذا ہوی نہ راحت

نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا

اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہی صنمکدہ بھی ہی اچھی محفل

مگر نہ دونون کو ہمنے اپنی مکانِ دل کا جواب دیکھا

ترقیِ داغ غم نہ پوچھو فراقِ جانان مین ہمنشینو

جو شام کو ماہ اسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا

کلیم سی کوئی جا کی کہدو کہ تمنی کہنا مرا نہ مانا

رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی حجاب دیکھا

جسی سمجھتی ہین سب محبت وہ ہی حقیقت مین عین ذلت

کسیکو شیدا کسیکو رسوا کسیکو خانہ خراب دیکھا

نہ چین صفدر تھا زندگی مین نہ بعد مرنی کی پائی راحت
یہان بھی ہمنے عذاب دیکھا وہان بھی ہمنے عذاب دیکھا

۶۴

دلِ صد چاک اپنا جب کسی گیسو کا شانہ تھا
وہ دن کیا خوب تھی یارب وہ کیا اچھا زمانہ تھا

اوسی کی شکل دیکھی ہر طرف جب سیرِ گلشن کی
ہر اک پتا تھا آئینہ چمن آئینہ خانہ تھا

نکالی بھی نتھی بال و پر اپنی طائر دل نی
کہ تیر ظلم چرخ سفلہ پرور کا نشانہ تھا

عبث چین بر جبین ہو تم ہمارا حالِ دل سنکر
نتھی آزردگی کی بات شکوہ دوستانہ تھا

کبھی گلشن مین رہتی تھی قفس مین اب گذرتی ہی
خطا صیاد کی کیا ہی ہمارا آب و دانہ تھا

مقدر دیکھنا ہمپر ہوئی نیند اور بھی غالب
سحر کو قافلہ جسوقت منزل سی روانہ تھا

پریرو کس طرح گاتی نہ خوش ہو ہو کی ای صفدر
ہوا جو شعر سوز دن اس غزل مین عاشقانہ تھا

۶۵

دیکھی انجام کیا ہو بلبلِ ناشاد کا
رنگ کچھ بگڑا ہوا ہی صحبت صیاد کا

قصد تو روزِ قیامت تہا بہت فریاد کا
پیار لیکن آگیا مُنہ دیکھکر جلاّد کا

کسقدر شوقِ اسیری نی کیا ہی بیتاب
پوچھتی پھرتی ہین ہر کوچمین گہر صیاد کا

ذوق نظارہ کا تہا ایسا نہ کچہ ایذا ہوئی
ذبح ہوتی وقت منہ دیکہا کیی جلاّد کا

غیر پر بجلی گری گی یا پسیجی گا وہ بت
کچہ نہ کچہ صفدرؔ دکہائی گا اثر فریاد کا

۶۶

راتون کو مری سنکر فریاد بہت رویا
دل تہام لیا اپنا صیاد بہت رویا

وہ عاشقِ پرغم ہون سنکر مرا افسانہ
مجنون نی کیسے نالی فرہاد بہت رویا

پر درد وہ افسانی بلبل نی کہی شب بہر
گلچین کی بہی آنسو صیاد بہت رویا

وہ عاشقِ گریان ہون کہینچا جو مرا نقشہ
مانی کو ہوئی رقت بہزاد بہت رویا

ہر بیت مین مضمون تہا پر درد جو اے صفدرؔ
دیکہی جو غزل میری اوستاد بہت رویا

۶۷

پھر آج سامنا ہی کسی ماہِ عید کا
تارا چمک گیا مری بختِ سعید کا

حدسی بڑھا ہے اس دلِ زخمی کا آبلہ
گنبد بنی گا کھیا یہ مزارِ شہید کا

بیمثل ہے وہ روی کتابی ہزار مین
ممکن نہین جواب کلامِ مجید کا

قاتل سے کہدو دیکھیلی لِلّٰہ اک نظر
دنیا سے آج کوچ ہی تیری شہید کا

صفدر نہ آئی آمدِ جانان مین مجکو موت
انجام ہو بخیر شبِ روزِ عید کا

۶۸

غنچون مین ہی چرچا تری نازک بدنی کا
پھولون مین ہے شہرہ تری گل پیرہنی کا

شاخِ گلِ تر خامہ ہو کاغذ ورقِ گل
مضمون لکھون جب تری نازک بدنی کا

مشہور ختن مین ہے ترا گیسوی مشکین
شہرہ ہی سمرقند مین شیرین دہنی کا

کافی ہی وہی ہمکو چراغِ شبِ غربت
سینی مین جو ہے داغ غریب الوطنی کا

انگڑائی ادہر لی کسی مخمور نی صفدر
صدمہ جو ادہر تن کو ہی اعضا شکنی کا

٦٩

میں گھر سے چلکے بزمِ دلدار تک نہ پہنچا
بلبل قفس سے چھٹ کر گلزار تک نہ پہنچا

چرچا جنون کا پھیلا آفاق میں تو حاصل
قصہ ہمارا گوشِ دلدار تک نہ پہنچا

دل چاک چاک ہو کر برسوں رہا پریشان
لیکن کسیکی زلفِ خمدار تک نہ پہنچا

الفت تھی دونوں جانب تقدیر نے کمی کی
پہنچا نہ یار مجھ تک میں یار تک نہ پہنچا

اللہ رے ضبط صفدر فرقت میں عمر گذری
افسانۂ محبت اغیار تک نہ پہنچا

٧٠

دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا
لاکھ سنبھلا دلِ مضطر نے سنبھلنے نہ دیا

سب سے بڑھ کر ہے ہمین تیری اکڑ سے گلا
دو قدم ساتھ جنازے کی بھی چلنے نہ دیا

روح پہلے ہی نکل آئی مرے قالب سے
میان سے بھی ترے خنجر کو نکلنے نہ دیا

اے فلک شورشِ دل معجزہ ہوتی آخر
دستِ موسی کیطرح کیون اسے جلنے نہ دیا

ایک ہی وار میں صفدر کا ہوا کام تمام

حوصلہ خنجرِ قاتل نی نکلنے نہ دیا

دنیا مین کچہ سوائی رنج و محن نہ دیکھا
باغ جہان کا ہمنی برسون کیا تماشا
یہ غیرتِ رگِ گل غنچی سے وہ سوا ہے
اہلِ وطن جو چہوٹی ہمسی تو ایسے چہوٹے

۱۷ کُنجِ قفس مین ہمنے رنگِ چمن نہ دیکھا
شاداب پہول تجہسا ای گلبدن نہ دیکھا
ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا
غربت مین آگی ہمنے خوابِ وطن نہ دیکھا

عالم مین سب سخندان کہتی ہین تجکو صفدر
ہمنے کسیکا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

۲۲ بجا ہی تڑپی جو طائرِ دل کہ شوق غربت مین ہی وطن کا

قفس مین تقدیر نی پہنسایا خیال بلبل کو ہی چمن کا

بیان ہو کیا وصف اوس بدن کا کہ صاف عالم ہی یاسمن کا

جو حلقہ ہے زلفِ پرشکن کا وہ مشک نافہ ہی اک ختن کا

وہ چہرہ گل ہی وہ قد صنوبر وہ زلف سنبل وہ چشم نرگس

نظارہ اوس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا ہمین چمن کا

ہماری ہستی کا ہی یہ عالم عدم کی کرتی ہین سیر ہر دم

کبھی تصور ہے اوس کمر کا کبھی تصور ہی اوس دہن کا

اوداس شمعین ہین شیشی روتی ہین چپ ہی مطرب ملول ساقی

گئی وہ کیا انجمن سے اوٹھکر بدل گیا رنگ انجمن کا

اگرچہ مجرم بہت ہون صفدر نہین ہی کچھ مجکو خوفِ محشر

جلای گا آفتاب کیونکر کہ سر پہ سایہ ہی پنجتن کا

۴۳

جو گم ہو گا اوسی پر وہ دہن اگدن عیان ہو گا

نشان بی نشان پایگا جو خود بی نشان ہو گا

خیالِ قامت جانان اگر یون ہی رہا دل مین

اوٹھی گا نالہ جو سینی سی وہ سرو روان ہو گا

ترا دیوانہ ایسا گھل گیا ہی ناتوانی سے

کہ سر پر سایہ بال پری کوہِ گران ہو گا

وہ نالا ہون قدم رکھونگا جب صحرای وحشت مین
دہان نقش پا سی جادہ سر گرم فغان ہوگا

مین وہ دامان ہون ہمراہیون کا ذکر کیا صفدر
مرا سایہ بھی مجھکو چھوڑ کر آگی روان ہوگا

۷۴

کس کام کا ہی وہ دل جس مین ملال آیا
بیکار آئینہ ہی جب اوسمین بال آیا

اللہ مہربان ہی رحمت بہانہ جوہے
مجرم رہا نہ بندہ جب انفعال آیا

وہ خال زیر ابرو دیکھا تو ہم یہ سمجھی
کعبی مین یہ اذان کو شاید بلال آیا

اوسکی چہ ذقن مین دل کو عبث پہنسایا
چوکا کہ مین کنوئیمین یوسف کو ڈال آیا

شکر خدا کہ صفدر ہر غم کی انتہا ہے
فرقت کی رات گذری روز وصال آیا

۷۵

بگڑی جو بار بار ہوا اوس سی نباہ کیا
ہر روز جو جہنکای کنوین اوسکی چاہ کیا

محشر مین پوچھی جائینگی جو ہین بڑی بڑی
کیا ہم ضعیف اور ہماری گناہ کیا

الفت کا ہو برا ہمین برباد کر دیا
کیا جانتی تھے ہم کہ ہی ترچھی نگاہ کیا

زہاد بھی تو نشہ نخوت مین مست ہین
تھوڑی سی می جو ہمنی بھی پی لی گناہ کیا

ہوگا اوسیکا داورِ محشر کو بھی لحاظ
صفدر ہین اوسکا حشر مین ہو ن دادخواہ کیا

۷۶
ترا قد قیامت سی بڑہکر بنایا
بنایا جو کچہ اوسنے بہتر بنایا

پسند آئی ایسی وہ ابرو و گیسو
کہ صانع نے اون کو مکرر بنایا

عدو باغبان ہی تو گلچین ہی دشمن
کہان آشیان ہمنی آکر بنایا

اگر ہم نہ مرتی یہ شہرت نہ ہوتی
تہین ہمنی احسان بگڑکر بنایا

سنے دین و دنیا یہ شکل ہی صفدر
جو یہ گھر بگاڑا تو وہ گھر بنایا

۷۷
باغ مین جاکر مجھی وہ گلبدن یاد آگیا
سرو سادہ قد وہ غنچہ سا دہن یاد آگیا

جب کیا نظارہ اوراقِ نسرین و سمن
گورا گورا یار کا نازک بدن یاد آگیا

سروسی ہمکو بندھا اوس قدِ موزوں کا خیال
دیکھکر غنچہ وہ چھوٹا سا دہن یاد آگیا

سیر صحرا کی تو روی غربت مجنوں پہ ہم
کوہ پر پہنچی تو ہمکو کوہکن یاد آگیا

کیسی کیسی یاد آئی ہمکو یارانِ وطن
پہنچی غربت میں جو ہم صفدر وطن یاد آگیا

ردیف بای موحدہ

۸۷

سیرِ چمن کو آئیگا وہ گلعذار کب
گھونگھٹ ترا اوٹھیگا عروسِ بہار کب

تا صبح شوقِ دید میں آنکھیں کھلی رہیں
ٹھنڈی ہوی چراغِ شبِ انتظار کب

روزِ فراق و روزِ وصال ایک حال ہی
تیری تڑپ ٹٹیگی دلِ بیقرار کب

گھڑیاں شبِ فراق کی کب تک گنا کروں
پروردگار آئیگا روزِ شمار کب

توبہ جو کی شراب سی آئی ندای غیب..

صفدر تمہاری بات کا ہی اعتبار کب

٧٩

کوئی عالم مین نہین ہی اوس ستمگر کا جواب
ذرہ جسکی در کا ہی خورشید محشر کا جواب

خط کیا تحریر جب اوسکو ہوا شوق مین
بن گیا نامہ مرا بالِ کبوتر کا جواب

دخترِ رز میخانہ مینا جام ہی مری حضور
حور کا فردوس کا طوبی کا کوثر کا جواب

خط کو میری دیکھکر قاصد سی وہ کہنی لگی
اتنی فرصت کسکو ہی لکھی جو دفتر کا جواب

سنکی احوالِ دلِ صد چاک خط پرزی کیا
اوسنی قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب

٨٠

دلمین ہین رنج وحسرت وارمان عجب عجب
گھر مین ہماری آئی ہین مہمان عجب عجب

مجمر مین دود باغمین سنبل ختن مین مشک
ہین مبتلای زلفِ پریشان عجب عجب

دلمین خیال روی حسینان ہی اندنون
پریان ہین جمع گردِ سلیمان عجب عجب

کو نین وقت بادیہ گردی ہین دو قدم
وحشت دکھا رہی ہی بیابان عجب عجب

ساقی ہی مہرہ مہر ہی ساغر سبو ہی چرخ
صفدر کی میکشی کی ہین سامان عجب عجب

۸۱

حکم آنی کا جو اوس کوچی مین پای عندلیب
آشیان کو آتشِ گل سی جلای عندلیب

باغبان نالی کری گلچین کلیجا تہام لی
طرز اگر کچھ سیکھ لی نالون کی اوڑای عندلیب

قدرِ عاشق اک تمہاری ہی نگاہون مین نہین
دیکھلو گل سی زیادہ ہی بہای عندلیب

باغبان بی درد ہی گل بیوفا گلچین رقیب
کون سنتا ہی چمن مین نالہای عندلیب

ہم بھی اک گل کی تصور مین ہین ہردم نالہ کش
کون ہی ہمدرد ای صفدر سوای عندلیب

ردیف بای فارسی

۸۲

آئینہ دیکھتی نہین جادو کی ڈر سی آپ
اللہ ابتو بچتی ہین اپنی نظر سی آپ

سینی سی میری ہاتہ اوٹھاتی نہ عمر بھر
واقف نہین ہین لذت دردِ جگر سی آپ

خط کی لفافی پر او نہین میںنی یہ لکھدیا
پردی ہین خطِ شوق کو لین نامہ بر سی آپ

آنکھین ملائین دونون کا ہو جای امتحان
ہم آفتابِ حشر سی روی قمر سی آپ

محفل ہین اونکی سامنی سو بار ہم گئی
پوچھا نہ یہ بھی آئی ہین صفدر کدہر سی آپ

ردیف تای فوقانی

۸۳

وہان شانہ اور زلفِ معنبر تمام رات
یہان سر ہی اور بلائین ہین سر پر تمام رات

کیا جانئین کسکو آج وہ ظالم کریگا قتل
دیکھا ہی کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات

آنکھو نمین نیند بکھری ہوئی زلف رنگ زرد
جا کر کہین رہے ہو مقرر تمام رات

پروانہ مین نہین ہون کہ دم بھر مین جل بجھون
گھلتا ہون مثلِ شمع برابر تمام رات

اک بت کی انتظار مین آغوش کیطرح
تا صبح یہان کشادہ رہا در تمام رات

ای جان یہ بھی کوئی جلانی کا طور ہی
انگارون پر لٹاتی ہو دن بھر تمام رات

فرقت مین حال گریہ صفدر مین کیا کہون
بستر رہا ہی پانی کی چادر تمام رات

۸۴

یہ شب بزم جانان مین تھی دل کی صورت — جلا صبح تک شمع محفل کی صورت
نہ آہون مین گرمی نہ نالون مین تیزی — الٰہی یہ کیا ہوگئی دل کی صورت
چل ای تیغ دم لیکی گردن پہ میری — ذرا دیکھ لینی دی قاتل کی صورت
نہ آرام عاشق نی الفت مین پایا — مسافر نی دیکھی نہ منزل کی صورت
وہ ابرو ہی خمدار مثل مہ نو — وہ رخسار ہے ماہ کامل کی صورت
رہی مرتی مرتی بھی بسمل کو حسرت — نہ دیکھی دم ذبح قاتل کی صورت

جو دیکھا مرقع حسینون کا صفدر
نظر آگئی اوسکی محفل کی صورت

۸۵

ہر چند جسم زار ہوا خاک کوی دوست — باقی ابھی ہی دل مین مری آرزوی دوست

گیا صحن باغ بھی ہی کوئی جلوہ گاہ حسن — پھولون مین بوی دوست ہے کانٹون مین خوی دوست

ہمنی غضب کیا اوسی خود بین بنا دیا — رکھنا تھا آینہ نہ کبھی روبروی دوست

خاک مزار بھی مری ریگ روان بنی — مرنیکی بعد بھی نگئی جستجوی دوست

عمر شب وصال زیادہ کری خدا
صفدر ہماری ہاتہ مین طوق گلوی دوست

٩٦

دکھلای اوستی دست حنائی تمام رات — مہندی سی دل مین آگ لگائی تمام رات

دلمین جگر مین سینی پہلو مین آپ نی — بجلی کہان کہان نہ گرائی تمام رات

کسکو خبر ہی برق تجلی کی اکلیم — آنکھین تہین اور وہ پای حنائی تمام رات

در پردہ یہ بھی تمہاری تقدیر کا بگاڑ — اوس نازنین نی زلف بنائی تمام رات

آنکھ اوسکی آنکھ سی تو زبان سی زبان لڑی
صفدر رہی مزی کی لڑائی تمام رات

۸۷

ذرا ٹھیرو نہ ہو یارون سی تم احباب سن رخصت — سحر ہونی تو دو ہی انجمن کی انجمن رخصت

پھنسی ہم دام مین صیاد کی جاتی ہین گلشن سی — مقدر نی چھڑایا تمسی ای اہل چمن رخصت

سحر کیا آئی آفت کی قیامت کی گھڑی آئی — ہوئی رو رو کی پروانون سی شمع انجمن رخصت

کھنچا دل سی جو تیر اوسکا کہا حسرت نی رو رو کر — ہوا یعقوب سی کیا یوسف گل پیرہن رخصت

عزیز احباب سب روتی ہین صفدر سر پی بالین پر
بدن سی روح جاتی ہی کہ ہوتی ہی دولہن رخصت

۸۸

جنت سی بڑھ کی تھی مری محفل تمام رات — پہلو تہا اور وہ حور شمائل تمام رات

اللہ ری اشتیاق شہادت کہ خواب مین — گردن تھی اور خنجر قاتل تمام رات

مجکو تھا خوف اونکو حیا تھی شب وصال — پردہ رہا حجاب کا حائل تمام رات

افسوس بیخودی مین جوانی گذر گئی — رکھا نصیب نی مجھی غافل تمام رات

صفدر وہ شوخ جب مری پہلو سی اوڑ گیا

بیٹھا رہا مین تھامی ہوی دل تمام رات

ردیف تای ثقیلہ

	۸۹	
کچھ تو تڑپ کی ای دل اندوہگین اوٹ		اولٹی نہ آسمان جو تجھسی زمین اوٹ
ای آہ دو جہان کو دکھا اپنی تیزیان		فرشِ زمین بساطِ سپہر برین اوٹ
انسان تو کیا ملک تری مشتاق دید ہین		رخ سی نقاب ای بت زہرہ جبین اوٹ
ای اندھیری شب مین نظر چودہوین کا چاند ہی		چہری سی زلف بہر خدا ای حسین اوٹ

کب تک ہلا کی عرش کو زور آزمای گی
صفدر کہو پکار کی آہ حزین اوٹ

ردیف ثای مثلثہ

	۹۰	
انکھین چرای ہمسی ہی وہ دلربا عبث		گوشی مین چھپکی بیٹھہ رہی ہی حیا عبث
آئینہ رکھکی دیکھلو کیا چاہتا ہی دل		تم مجھسی پوچھتی ہو مرا مدعا عبث

شب کو لحاظ ٹوٹ چکا شرم اوڑھ چکی — اب میری جان کرتی ہو مجھسی حیا عبث

جب ہم نہین تو کون تمہارا ہی قدرداں — مسی عبث ہی سرمہ عبث ہی حنا عبث

لائی نہ زندگی مین کبھی بوئی لطف یار — تربت پہ گل چڑہاتی ہی بادصبا عبث

مہمان تن ہی روح برنگِ شمیمِ گل — شوق نظارۂ چمنِ دلکشا عبث

نامِ وفا وہ غیرِ جفا جانتا نہین
صفدر رہی اوس صنم سی امید وفا عبث

٩١

بھری آتی ہین آنسو آنکھ مین ای یار کیا باعث — نکلتی ہین صدف سی گوہرِ شہوار کیا باعث

نظر آتا ہی پژمردہ گلِ رخسار کیا باعث — پریشان اندنون ہین گیسوئ خمدار کیا باعث

نہ وہ منہ دیکھنا ہردم نہ وہ گیسو کی آرایش — خفا آئینی سی شانی سی ہو بیزار کیا باعث

نہ وہ شوخی کی باتین ہین نہ وہ گرمی طبیعت کی — لبون پر دمبدم ہی آہ آتشبار کیا باعث

نہ شوق ساغرِ مل ہی نہ ذوقِ لالہ وگل ہی — ہوئی پژمردگی ایسی گلے کا ہار کیا باعث

مسیحا تم تو تھی ای جانِ جان ساری خدائی کی — نصیبِ دشمنان کیون ہو گئی بیمار کیا باعث

جہان سی اوٹھ گیا صفدر سا کیا اہلِ وفا کوئی
سیہ پہنی ہو کیسہ مسی شل ماتمدار کیا باعث

ردیف جیم تازی

۹۲

صد شکر بیحجاب ہوا مجھسی یار آج — جی بھر کی پائی لذتِ بوس و کنار آج

اللہ ری بیقراری دل شوقِ وصل مین — کاٹی تڑپ تڑپ کی شبِ انتظار آج

ہونی ہی کل جو حشر مین سارے جہان پر — دکھلا رہی ہے وہ مجھی رفتار یار آج

پہلو مین تھام تھام کی رکھون نہ مین اگر — ٹھہری نہ ایک دم بھی دلِ بیقرار آج

گنتا ہی پوچھ پوچھ کی قاتل مری گناہ — ہوتی ہی مجھسی پرسش روز شمار آج

رخسار و زلف دونون ہین آمادہ ظلم پر — یکرنگ ہی دورنگی لیل و نہار آج

صفدر جو بیقرار نہین ہجر و فراق مین

کیون کروتمہین بدستے ہو تم بار بار آج

۹۳ ابر آیا گھر کی ساقی پھر سوی میخانہ آج
پھر ہوی توبہ شکستہ پھر چلی پیمانہ آج

خانہ زندان ہی ویران بیڑیان ہین صدا
ای پریرو مرگیا شاید ترا دیوانہ آج

اتی ہین وہ کھینچکر تلوار بھر امتحان
جوہر اپنی تو بھی دکھلا ہمت مردانہ آج

کسکی آنکھین پھر گئین جو میکدہ ویران ہوا
چور ہر شیشہ شکستہ ہی ہر اک پیمانہ آج

کس بت کافر کی آنکھون نی دیا صفدر فریب
کعبہ کل تھا گھر مرا مسکن ہوا بتخانہ آج

ردیف حای حطی

۹۴ حال پر میری تڑپتا ہی وہ بسمل کیطرح
درد بھی اب داغ دیتا ہی مجھی دل کیطرح

اہل محفل نی نہ لی مجہ سوختہ دل کی خبر
جلتی جلتی گھل گیا مین شمع محفل کیطرح

پھر تمہین بھی درد الفت کا مزہ حاصل ہو کچہ
میری پہلو مین جو آ بیٹھو مری دل کیطرح

ضعف نی کی راہ مین کیسی مری مٹی خراب
جب اوٹھا بٹھلا دیا پھر گردِ منزل کیطرح

لیگیا ہی نامہ ای صفدر کبوتر کی ہوبہو
دل تڑپتا ہی مرا سینی مین بسمل کیطرح

۹۵

مثل رقیب اوس سی صفائی ہو کس طرح
قسمت نصیب ہمکو پرائی ہو کس طرح

ہوتی ہین روز عشق کی بندی نئی نئی
باطل پھر ان بتونکی خدائی ہو کس طرح

خالی نہین تصور جانان سی ایک دم
غیرون کی اپنی دل مین سمائی ہو کس طرح

بڑھتا ہی روز بھی دلِ یار کا غبار
ایسی کدورتون مین صفائی ہو کس طرح

صفدر رقیب سب ہین شناسا نہین کوئی
بزمِ پری رخان مین رسائی ہو کس طرح

ردیف خای معجمہ

۹۶

کیا تماشا تھا ہمین اوس ستم ایجاد کا رخ
ذبح کی وقت بھی دیکھا کیی جلاد کا رخ

خیر ہو خیر اسیران قفس کی یارب
آج بدلا ہوا پاتا ہون مین صیاد کا رخ

ای صنم چہرۂ زیبا کا تری کیا کہنا
نہ سنا حور کا ایسا نہ پریزاد کا رخ

دل مین اوس بت کی مری آہ کری کیا تاثیر
اوڑ گیا رنگ اثر دیکہہ کی فریاد کا رخ

نہین معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر
پہر گیا ہمسی جو چرخ ستم ایجاد کا رخ

۹۷

اس طرح روی یار ہی پیکر شراب سرخ
ہوتا ہی جیسی وقت طلوع آفتاب سرخ

گلگون ہی سینہ یار کا پستان ہی لالہ فام
کیونکر نہ آب سرخ سی اوٹہین حباب سرخ

خط مینی خون سی یار نی شنجرف سی لکہا
اچہا یہ اوسنی سرخ کا بہیجا جواب سرخ

نازک گلی مین اوسکی نہین پان کا یہ رنگ
مینای سبز مین یہ بہری ہی شراب سرخ

تب میکدی مین لطف ہی صفدر شراب کا
زاہد کی ریش مین جو لگی یہ خضاب سرخ

ردیف دال مہملہ

۹۸

دامِ الفت میں کوئی دل نہ پھنسا میری بعد
مختصر ہو گئی وہ زلفِ رسا میری بعد

ہای اوس شوخ نی کی ترک جفا میری بعد
امتحان غیر کا کچھ بھی نہوا میری بعد

بلبلیں نوحہ کرینگی مری تربت پہ مدام
برگِ گل روز چڑہای گی صبا میری بعد

مجھسا جانباز ملیگا نہ مری قاتل کو
کند ہو جای گی شمشیر ادا میری بعد

کوئی اس دور میں مجھسا بھی نہ میکش ہوگا
ساغرِ مِی مری مٹی سی بنا میری بعد

بوی کاکل کی عوض جان صبا کو بخشی
ڈہونڈہتی پھرتی ہی اب کسکو قضا میری بعد

خلش ای خارِ جنون کوئی نہ باقی رکہنا
پھر نہ آئیگا ادہر آبلہ پا میری بعد

کشتگان رہِ الفت کا ہیں تہا ماتمدار
بجھگئی شمع مزارِ شہدا میری بعد

دلپہ لالی کی مرا داغ رہے گا صفدر
خونِ دل غم میں بہای گی حنا میری بعد

۹۹

نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد
سنی نہ جای گی تجھسی مری فغان صیاد

فغان کو سنکی مری تو عبث بگڑتا ہے
مرا گلا ہی مرا منہ مری زبان صیاد

قفس مین آکی مری بال و پر گری تو گری
ہری بھری رہین پھولون کی ڈالیان صیاد

کبھی تو پوچھ لی کچھ حال ہم اسیرون کا
نہ منہ دکھی گا نہ تھک جای گی زبان صیاد

اسیر تازہ ہی صفدر خفا نہو اتنا
ابھی نہین ہی وہ تیرا مزاجدان صیاد

۱۰۰

کب بھولتی ہی چشم بت دلشکن کی یاد
شوخی رہیگی ہمکو غزالِ ختن کی یاد

صحن چمن مین سنبل پیچان کو دیکھکر
آئی کسیکی زلفِ شکن در شکن کی یاد

پھندی سی زیستی کی نہ چھوٹا کسیطرح
بھولی کمر کی یاد تو آئی دہن کی یاد

مدت سی ہمصفیر اسیر قفس ہین ہم
پھولون کی شکل سے ہے نہ شباہت چمن کی یاد

صفدر یہی وظیفہ رہی بعد ہر نماز

بھولی نہ پانچ وقت تمہین پنجتن کی یاد

۱۰۱	
نہ بی خبر ہو اسیر و نسی اسقدر صیاد	انہین کی دم سی ہی آباد تیرہ گھر صیاد
مزہ ملا مری فریاد مین کہانی کا	سنا کیا مری نالون کو رات بھر صیاد
مین آشیانی سی صحن چمن مین کیا اوڑ و ن	ادھر تو تاک مین ہی باغبان اودھر صیاد
قفس مین ہم ہین قفس دام مین ہی اسپر بھی	جگر کی باندہ رہا ہے ہماری پر صیاد

یہ مجکو شوق اسیری چمن مین تھا صفدر
اوسی طرف کو گیا مین گیا جدھر صیاد

ردیف ذال معجمہ

۱۰۲	
نہ لایہ بھلا درد جگر کا تعویذ	تیری بیمار نی کس کس سی نہ مانگا تعویذ
اضطراب دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا	اور بیتاب ہوا مینی جو باندھا تعویذ
وای قسمت کہ نظر اپنی نہ وہان تک پہنچی	اور مری لوٹی تری سینی پہ کیا کیا تعویذ

نظر بد کا ہی کیا خوف کہ پہنی ہی وہ شوخ
ہیکلین نادِ علی ڈہولنا گنڈا تعویذ

کسی تدبیر سی یہ شورشِ دل کم نہوئی
لاکہ احباب نی لکہ لکہ کی جلایا تعویذ

قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندہ ہوتی
پیتی دہو دہو کی مری سنگِ لحد کا تعویذ

مرضِ عشق کی تدبیر عبث ہی صفدر
فکر بی سود ہے بیکار ہی گنڈا تعویذ

ردیف رای مہملہ

۱۰۳
خدای عالم رہِ رضا مین وہ دل وہ ہمت مجہی عطا کر
چہری کی نیچی کرون مین سجدہ قلم کی مانند سر جہکا کر

کہا تہا بلبل سے حال مینی تری ستم کا بہت چہپا کر
یہ کسنی انکو خبر سنائی کہ ہنس پڑی پہول کہل کہلا کر

کبہی کاوٹ کبہی کہنچاوٹ کبہی ہی جہڑکی کبہی ہی گالی

بری بلاؤن مین مبتلا ہون مین ان حسینون سی دل لگاکر

مگر وہ سمجھی ہین شمع مجکو کہ کشتہ کرتی ہین وصل کی شب

جلا جلا کر بجہا بجہا کر رولا رولا کر گہلا گہلا کر

بلند تیغ نگاہ قاتل ذرا جو ہوجای قتلگہ سین

زمین پہ خورشید وماہ لوٹین برنگ بسمل فلک سی اگر

مریض درد فراق ہون مین کمال مرنی کی ہے تمنا

ملی جو کوئی فقیر کامل کہون کہ حق مین مری دعا کر

مری جنازی کو اونکی کوچے مین ناحق احباب لیکی آئی

نگاہ حسرت سی دیکھتی ہین وہ رخ سے پردہ اوٹھا اوٹھا کر

فغان بکا آہ نالہ زاری یہی ہے شغل روز اے دل

یہ عاشقون کا ہے پنجگانہ مقنا نہ کر اسکو تو ادا کر

نماز مین بھی ہی فکر دنیا کدہر سے تیرا خیال صفدر
خدا پرستی مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر

کہا تہا کیا مجہسی یاد ہی کچہ یہ کہکے پہر نا ذرا حیا کر
ضرور دل مین فساد سے کچہ یہ ظلم ظالم خدا خدا کر

عجیب دنیا کا حال دیکہا کہ جسکا جاہ و جلال دیکہا
اوسیکو پہر خستہ حال دیکہا بگاڑتی ہین وہی بنا کر

ہمیشہ کی جنکی خیر خواہی وہی ہوی در پی تباہی
مقام انصاف ہی الٰہی بتون مین اور مجہ مین فیصلا کر

سحر ہی نزدیک شب سے ہے آخر سرا سی چلتی ہین ہم مسافر
جنہین سے ہے ملنا وہ سب ہین حاضر جرس سی کہہ دو کوئی صدا کر

کیا تہا قاصد جو بیسی راہی گذر گئی اوسپہ کیا تباہی

پھر انہ ابتک وہ یا الٰہی گلی مین اوس فتنہ گر کی جا کر

ہزار محنت مین مبتلا ہون مگر مین راحت سی آشنا ہون

بصورتِ زخم ہنس رہا ہون مین اپنی آنکھون سی خون بہا کر

کڑی اوٹھاتا ہون پی تکلف نہین ہی صفدر مجھی تاسف

زبان سی مین کبھی کہون اُف یہ مجھسی ہوگا خدا خدا کر

۱۰۵

بعدِ فنا ہین داغِ محبت بہار پر
لالہ کہلا ہوا ہے ہماری مزار پر

جوبن عجب شباب مین ہی دی یار پر
فصلِ بہار مین یہ چمن ہی بہار پر

نوشاہ کی طرح سی چمن ہی سجا ہوا
کیا جوبن آج کل ہی عروسِ بہار پر

ای چرخ یہ بھی ہی کوئی انصاف کی روش
یہ بارشِ بلا مری مشتِ غبار پر

لاغر ہوئی قفس مین یہان تک تو عندلیب
دو چار استخوان رہی دو تین چار پر

مینی کہا جو اونسی کہ شبکو یہین رہو
آنکھین جھکا کی بولی کہ کس اعتبار پر

صفدر ہماری نام کی کافی ہی روشنی
حاجت نہین چراغ کی اپنی مزار پر

حسینانِ جہان مرتی ہین کیا کیا اوسکی جوبن پر
حیا پر حور قربان ہی پری صدقی ہی چتون پر ۱۰۶
سراپا سی کسیکی قدرتِ خالق نمایان ہے
ازل سی لوٹ ہی برقِ تجلی روی روشن پر
مین ایسی صاحب عصمت پری پیکر کا عاشق ہون
نمازین پڑہتی ہین حورین ہمیشہ جسکی دامن پر
صنمخانی کی اگلی صحبتین دلکش جو یاد آئین
بہت رویا مین رات آوازِ ناقوسِ برہمن پر
جنون کی جوش مین افسوس اتنا بھی نہ سمجھا مین
کہ ہاتہ اپنی گریبان پر پڑا یا اوسکی دامن پر
رہی بیرحمیِ قاتل نہ خنجر دستِ قاتل مین
قیامت تک مگر احسان رہا بسمل کی گردن پر

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ہر طرف دیکھا
بہت روی گئی جبوقت ہم صفدر کی مدفن پر

رکھدیا سر کو تیغِ قاتل پر ۱۰۷ ہم گری بھی تو جا کی منزل پر

انکہ جب بسملو نہین اونچی ہو — مر گری کٹ کی پای قاتل پر

ایک دم بھی تڑپ سی چین نہین — دیکہ لو ہاتہ رکہکی تم دل پر

کون دامان رنگیا تیپے — کچہ ادا سے ہی آج منزل پر

اور اک تیر تاک کر مارا — رحم آیا اونہین جو بسمل پر

پہول ہنستی ہین شمع روتی ہی — رات بہر حال اہل محفل پر

جب گذرتی ہین وہ ادہر صفدر — کیا کہون کیا گذرتی ہی دل پر

١٠٨

پس گیا دل اونکی آرائش کا سامان دیکہکر — لب پہ مسی دیکہکر ہاتھی پہ افشان دیکہکر

گل ہی وہ بلبل ہون مین وہ شمع مین پروانہ ہون — آتی ہین کیا کیا تصور روی جانان دیکہکر

سوز دل چہالا ڈالی پای نازک مین کہین — پاون رکہو میری سینی پر مری جان دیکہکر

کیا رفو گر پر ہمارا رعب وحشت چہا گیا — ہاتہ تہرانی لگی چاک گریبان دیکہکر

ہم کہاں پھر یہ تماشا باغِ ہستی کا کہاں	چار دن خوش ہو چلے سیرِ گلستاں دیکھکر
حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے	آج وہ سب مٹ گئے گورِ غریباں دیکھکر

دیر میں کعبے میں کچھ آیا نہ اے صفدر نظر
گھر میں پھر آ بیٹھے ہم یہاں دیکھکر وہاں دیکھکر

روز ہنستا ہے برنگِ گل مری فریاد پر	۱۰۹	ایک دن بجلی گری گی خانۂ صیاد پر
باغباں بے رحم گل بیدرد گلچیں بیوفا		پھٹ پڑا ہے آسماں مجھ خانماں برباد پر
رنجِ دنیا خوفِ عقبیٰ جورِ بت فکرِ معاش		یہ مصیبت ایک مشتِ خاکِ بے بنیاد پر
سخت دل کی بعد مرنے کی بھی ہے مٹی خراب		کوئی رونے کو نہ آیا کشتۂ فولاد پر

مرتے مرتے بھی وہی صفدر رہی نظارے کا شوق
تیغ گردن پر نظر ہے چہرۂ جلاد پر

ہنستے ہیں اکثر مری بیتابیِ دل دیکھکر	۱۱۰	کیا خوشی ہوتی ہے انکو رقصِ بسمل دیکھکر

شمع رو اوسکو بنایا جس سی روشن ہو جہان
ہمکو پروانہ کیا جلنی کی قابل دیکھکر

خاک جسکی راہ مین ہو وہ کری مٹی عزیز
جان دینا چاہیی جلاد کا دل دیکھکر

قصد جلنی کا ہی مقتل مین مبارک ہو مگر
اک ذرا اپنا پرایا تیغ قاتل دیکھکر

قاسم روز ازل بھی تھا بڑا مردم شناس
عشق صفدر کو دیا مشکل سی مشکل دیکھکر

۱۱۱

نظر پڑ جای سعدی کی جو اوسکی روی تابان پر
گلستان بوستان دونونکو رکھدین طاق نسیان پر

تری جانباز ای قاتل یہ مشتاق شہادت ہین
کہ خود آکر گلی رکہ رکھدیی شمشیر بران پر

گدائی تری مغرور ہین یہ ای شہ خوبی
قدم رکھتی نہین بھولی سی بھی تخت سلیمان پر

خبر آئی نہین مدت سی کچھ یاران رفتہ کی
ذرا ای بیکسی لیچل مجھی گور غریبان پر

نہ کیونکر گریہ صفدر سی عالم الحذر مانگی
تلاطم پر تلاطم ہے یہان طوفان ہی طوفان پر

ہجر مین نیند آئی کیا ای ماہ پیکر رات بھر ۱۱۲ تیری دوری سی گنا کرتا ہون اختر رات بھر

زلف و رخ کا یار کی ہر دم جو رہتا ہی خیال
لوٹتا ہی دل مری سینی مین دن بھر رات بھر

وصل کی شب صبح تک سویا مین کس آرام سی
شکر ہی زانوی جانان پر رہا سر رات بھر

دل فغان کرتا تھا فریادی تھی فرقت مین زبان
میری گھر بہ پا رہا محشر سا محشر رات بھر

کیا کہون کسطرح گذری ہی شب اونکی بزم مین
شمع کی ہمراہ مین رویا ہون صفدر رات بھر

عدم کو کیون نہ مین ہستی سی جاؤن سرخ رو ہو کر ۱۱۳ کہ دل پہنچا تری دست حنائی تک لہو ہو کر

جگہ حور جنان کو کیا تعجب ہی کہ ملجای
مری دل مین اگر آئی کسیکی آرزو ہو کر

مدد لازم ہی ای دست جنون اب جوش وحشت مین
گریبان تنگ کرتا ہی مجھی طوق گلو ہو کر

نقاب اولٹو اگر رخ سی دم گلگشت گلشن مین
تو گل ہون ایسی شرمندہ کہ رنگ اوڑ جای بو ہو کر

پڑی احباب اکثر میری اونکی درمیان صفدر

اگر مطلب نہ نکلا رہگئی کچھ گفتگو ہوکر

۱۱۴

آنکھ کس چہری کو آئی دیکھکر — روتی ہی جسکو خدائی دیکھکر

شاخِ گل نی سر جھکایا شرم سے — آپ کی نازک کلائی دیکھکر

لوٹتی ہی خود سرِ مقتل قضا — دستِ قاتل کی صفائی دیکھکر

آئنی مین آپکا ہمسر بہی ہے — کیجیی اب خودنمائی دیکھکر

کیا کرین صفدر رہنون سی نباہ

بیوفائی کج ادائی دیکھکر

۱۱۵

قاتل رکا جو حسرتِ بسمل کو دیکھکر — بسمل تڑپ گیا رخِ قاتل کو دیکھکر

حسرت سی دونون عشق مین روتی ہین زار زار — دل مجکو دیکھ دیکھکی مین دل کو دیکھکر

رکہا تو پاؤن مینی رہِ عشق مین مگر — جی کانپتا ہی دوریِ منزل کو دیکھکر

رونق ہی مجھسی بزم کی لیکن برنگِ شمع — روتا ہون بی ثباتیِ محفل کو دیکھکر

صفدر تبوں سی چاہ کو مانع نہین کوئی
دل دو مگر کسیکی ذرا دل کو دیکھکر

ردیف رای ہندی

چل عندلیب دام مین صحنِ چمن کو چھوڑ — ۱۱۶ — ہی عنقریب فصلِ خزان اب وطن کو چھوڑ
دنیا و دین حصول ہون دونون محال ہی — اى دل نگار شیخ سی یا برہمن کو چھوڑ
اولجھی ہوی ہین سیکڑون دل بال بال مین — آہستہ اپنی زلف شکن در شکن کو چھوڑ
اچھی نہین ہر ایک سخن مین نہین نہین — ہان ہان نگہ ملا سے مگر اس سخن کو چھوڑ

ہستی بہت خراب ہی صفدر عدم خوب ہی
اوس انجمن کا قصد کر اس انجمن کو چھوڑ

ردیف زای معجمہ

یہ شیشہ یہ سبو ہی یہ پیمانہ چند روز — ۱۱۷ — ساقی فقط ہے رونقِ میخانہ چند روز

گل پر کبھی فدا ہون کبھی شمع پر نثار
بلبل ہون چند روز تو پروانہ چند روز

ای موسم بہار تو اتنا قیام کر +
حسرت نکال لی کوئی دیوانہ چند روز

گیسو پہ تھا فدا کبھی رخسار پر یہ دل
آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز

دور فلک رہیگا موافق نہ عمر بھر
ساقی کھلا رہی در میخانہ چند روز

پریون کی جمگھٹی تھے مری دل مین تا شباب
یہ گھر بھی رہ چکا ہی پریخانہ چند روز

صفدر وہ شوخ کتنا تلوّن مزاج ہے
اپنا ہی چند روز تو بیگانہ چند روز

۱۱ ہ

کیونکر اوٹھا سکی کوئی اوس دلربا کی ناز
آفت کی غمزی قہر کی عشوی بلا کی ناز

بلبل کی جان پر ہین ہزارون مصیبتین
گل کی ستم سہی کہ اوٹھای صبا کی ناز

سہ سہ کی جور اور اونہین کر دیا شریر
پچتا رہی ہین بیٹھی ہوی ہم اوٹھا کی ناز

یہ کھینچ کی کر رہی ہی وہ آتی نہین قریب
غمزی اوٹھاون تیغ کی مین یا قضا کی ناز

خونِ شہیدِ ناز کا کیونکر اوٹھسای بار
جس دستِ نازنین سی نہ اوٹھین حناکی ناز

خوش بھی یہی کر گیا حناسے تو کیا ہوا
آنکھون پہ میری اسی دلِ دردآشنا کی ناز

صفدر کمین وہ یہہ بھی لین مسکرا کی سُنہ
اوٹھے مزہ جو ساتہہ ہون شرم و حیا کی ناز

۱۱۹

یہ تمنا ہی تڑپی شلِ بسمل چند روز
دیکھیی ناز و ادائے تیغِ قاتل چند روز

پھر بہار آئی جنون پھر سلسلہ جنبان ہوا
پھر رہیگا کو بکو شورِ سلاسل چند روز

اب نہ کچہ اونکی خبر مجکو نہ کچہ میری اونہین
اونپہ مائل مین رہا وہ مجپہ مائل چند روز

لون بتون سی مین بھی خاطر خواہ بدلا ظلم کا
یا خدا انکا سا ہو جائی مرا دل چند روز

دین جو ہر سی ہر دم میری غم مین خون بہا
قتل کرکی روتی مجکو تیغِ قاتل چند روز

دور ہی ہر چند کوی یار پر ای شوقِ دل
اور چلنا چاہیے منزل بمنزل چند روز

آجکل صفدر بہت تیغِ نگہ کی دہوم ہے

ہم بھی ہو کر دیکھ لین قاتل پہ مائل چند روز

ردیف سین مہملہ

پہنچون کہین مین اوس بتِ غنچہ دہن کی پاس
۱۲۰ لیجای عندلیب کو قسمت چمن کی پاس

کیسی حیا کہاں کا تکلف وصال مین
لب ہو قریب لب کی دہن ہو دہن کی پاس

آئی بکھر کی زلف جو رخسارِ یار پر
ثابت ہوا ہمین کہ حلب ہی ختن کی پاس

آئینہ سامنی ہی ذرا خوب دیکھیی
ایک اور انجمن بھی ہی اس انجمن کی پاس

نازک بہت ہی آپکو اسکا ہی خیال
دل چھوڑتا ہون زلفِ شکن در شکن کی پاس

ایسی ہی زیرِ خنجرِ قاتل مجھی خوشی
دولہا ہو شاد جیسی پہونچکر دلہن کی پاس

صفدر یہی دعا ہی خدای کریم سے
تربت ہو میری روضۂ شاہِ زمن کی پاس

یارب ہی وصلِ یارِ پریزاد کی ہوس
۱۲۱ نکلی کبھی تو اس دلِ ناشاد کی ہوس

اوس گل کی اشتیاق مین آئی عدم سی ہم
کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس

آرام سی تھی کیا ہمین مقتل سی کام تھا
لائی نظارۂ رخ جلاد کی ہوس

بلبل چمن سی اوڑگئی گل بھی ہوا ہوئی
گلچین کی آرزو رہی صیاد کی ہوس

اس درجہ ضعف ہی کہ نکلتی نہین صدا
صفدر رہی ہمکو نالہ و فریاد کی ہوس

ردیف شین معجمہ

۱۲۲

کبھی تمہاری تو ہوتی تھی زبان خاموش
یہ آج کیا ہی کہ بیٹھی ہو میری جان خاموش

ہی ابتدائی محبت مجھی تسنہ نہین
کہان کلام کرون مین ہون کہان خاموش

یہ دیکھتا ہی وہ قاتل کہ سر فروش ہی کون
کھڑا ہی تیغ لیے بہر امتحان خاموش

کسیکی لے نہ خبر میری بزم جانان مین
تمام رات جلا ہون مین شمع سان خاموش

یہ بی سبب نہین سنسان خانۂ زندان
ہین غش مین ہون مری پاؤن کی بیڑیان خاموش

یہ اضطراب و قلق نالہ و فغان کبتک | ٹھہر بس ایدل بیتاب ای زبان خاموش

چہک کی چپ ہوا صفدر تو بول اوٹھا صیاد
مین سن رہا ہون نہو میری خوش بیان خاموش

۱۲۲

یار کو ہی شراب کی خواہش | مہ کو ہے آفتاب کی خواہش
ایکدن خاک مین ملائے گے | دل خانہ خراب سے کی خواہش
وصل مین چہیڑتی ہین ہم اونکو | لطف مین ہے عتاب کی خواہش
مجکو شوق نظارۂ رخ ہے | آپ کو ہے نقاب کی خواہش
مست ہون یاد چشم ساقی مین | نہین جام شراب کی خواہش
پردے پردے مین قتل ہو عالم | ہی یہ اون کی نقاب کی خواہش

بوسہ مانگا تو بولے وہ صفدر
بس یہی تھی جناب کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

۱۲۴

کسطرح کہون وصل کی تدبیر ہی ناقص
قسمت مری برگشتہ ہی تقدیر ہی ناقص

کیا شعر کہی سست جو ہو شاعرِ کامل
ہی نقص مصور کا جو تصویر ہی ناقص

زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا
سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہی ناقص

ہر روز ملاتا ہے جوان خاک مین کیا کیا
کس درجہ مزاج فلکِ پیر ہی ناقص

صفدر خطِ رخسارِ جانان نہین چھپا
آئینی مین طوطی کی یہ تصویر ہی ناقص

۱۲۵

کرتا ہی کام ساری جہان کا تمام رقص
رکھا ہی تمنی حشر خرامی کا نام رقص

قاتل کی دلمین شوق تماشی کا ہی وہی
بسمل ہوا تمام رہا نا تمام رقص

ٹھنڈی ہوا ہے لطف شبِ ماہتاب ہے
کچھ دیر چلکی کیجیی بالای بام رقص

دیکھی گا کون تیرا تماشا فراق مین
ای دل تڑپ تڑپ کی نکر صبح و شام رقص

صفدر ہزار شکر کہ گاکر مری غزل
کرتا ہی ناز سی وہ بت خوشخرام رقص

ردیف ضاد معجمہ

۱۲۶

مکین گوشہ عزلت ہون کیا جہان سی غرض
زمین سی مجھی مطلب نہ آسمان سی غرض

حرم سی دیر سی مسجد سی میکدی سی صنم
تری طلب مین اوٹھادی کہان کہان سی غرض

سجود کعبہ و بتخانہ سی ہی کیا مطلب
ہماری سر کو ہی اوس سنگ آستان سی غرض

فقط تفاوت شاہ و گدا ہی حاجت سی
سب ایک سی ہین جو اوٹھ جائی میان سی غرض

ہین اب تو خانۂ صیاد مین اسیر قفس
رہی نہ ہمکو چمن سی نہ آشیان سی غرض

کوئی خفا کوئی آزردہ ہو مگر دل کو
تڑپ سی آہ سی فریاد سی فغان سی غرض

کوئی یہ پوچھی کہ مقتل مین آئے کیون صاحب
فقط اونہین تو ہی صفدر کی امتحان سی غرض

۱۲۷

تم دوپٹی مین چھپاتی ہو جو ایجان عارض
صاف بنتی ہین چراغ تہِ دامان عارض

حق یہ ہی آپ سی کس کسکی دوا چاہون مین
سو مرض ہین مجھی ای عیسی دوران عارض

شمع کا نور بھی فانوس مین چھپتا ہی کہین
کیا چھپاتی ہو حیا سے تہِ دامان عارض

چشم بد دور نہین باغ سی کم باغ جمال
سرو قد زلف ہی سنبل گلِ خندان عارض

روز روشن ہی شب تار نظر مین صفدر
کس ستمگر نی کیا زلف مین پنہان عارض

ردیف طاء مہملہ

۱۲۸

یہ لکھی پھیر دیتا ہی قاصد کو یار خط
لونگا جو ایک مین وہ لکھینگی ھزار خط

جبریل بن کی آہی کہین اوسکا نامہ بر
نازل ہو مثل رحمتِ پروردگار خط

ٹکری ہین میری نامی کی مین جانتا ہون جب
قاصد نی مجھکو لاکی دی ہین جو چار خط

قاصد نی میری خلق مین رسوا کیا مجھی
گھر گھر لیے پھرا صفتِ اشتہار خط

صفدر رہی یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
پڑھتی نہین وہ دیکھتے ہین بار بار خط

١٢٩

کیونکر بڑھاؤن اوس بت نامہربان سی ربط
جسی ملال اوسکو ہی سارے جہان سی ربط

دلکو ہی میری رشتہ جان اسلیے عزیز
ہی اسکو کچھ نہ کچھ تری موی میان سی ربط

گلشن مین عندلیب کا حافظ ہی اب خدا
صیاد کو زیادہ ہوا باغبان سی ربط

گردن مین طوق ہنسکی وہ شمشیر رکھتی
حیران ہون مین یہ دونون ہین ایکمان سی ربط

صفدر شب وصال مین کیا کیا مزی اوٹھے
لب کو تھا اوسکی لب سی زبان کو زبان سی ربط

ردیف ظا معجمہ

١٣٠

صحبت بادہ ہی اسوقت کہان یار لحاظ
مست ہم نشی مین تم اب تو ہی دشوار لحاظ

شوق کہتا ہی شب وصل اوٹھا دو پردہ
ناز کہتا ہی کہ ٹوٹی نہ خبردار لحاظ

پوچھ مجھسی سر محفل نہ تمنا میری — شرم کی بات ہی آیگا تجھی یار لحاظ

ہاتھ پھیلا کی لپٹتی تو لپٹ ہی جاتی — سہل سی بات کو کر دیتا ہی شوخ لحاظ

خوش جو پانا اوسی سب حال مرا کہہ دینا — نامہ بر وقت پہ کرنا نہ خبردار لحاظ

آگئی ہی عرش پلٹ پھونک چلی گردون کو — کچھ خدا کا بھی کرای آہ شرربار لحاظ

حالِ دل یار سی سب چل کی کہو ای صفدر — اپنی عیسی سے نہین کرتی ہین بیمار لحاظ

١٣١

چلا جو مین نہ کسینی کہا خدا حافظ — تڑپ مین بھول گئی آشنا خدا حافظ

ابھی تم آئی ابھی کہتی ہو کہ جاتی ہین — درست ٹھیک مناسب بجا خدا حافظ

چمن سی رخصت بلبل ہی گل ہین پژمردہ — چٹک کی دیتی ہین غنچی صدا خدا حافظ

یقین ہی چھوٹ کی ہم قافلی سی پہنچین — قدم قدم پہ ہی بانگِ درا خدا حافظ

مٹا ہوا ہی عبث خوش قدون کی چالون پر — ابھی چلن ہی تو صفدر ترا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

١٣٢

وہی نظر وہی چتون وہی ہی ساری وضع
اوڑائی قاف مین پریون نی ہی تمہاری وضع

مین ٹھیک ٹھیک پتا اوسکا دون تجھی قاصید
جو ہو بہو ہی ہین ہاتہین تو پیاری پیاری وضع

مین تمکو دیکھکی یوسف کو آج دیکہ آیا
یہی ہی شکل یہی دہج یہی ہی ساری وضع

شراب رات کو پی دنکو روزہ دار رہے
خدا کا شکر کہ اچھی نبہی ہماری وضع

تمام فتنی اوٹھای ہوی ہین غیرونکی
نہ یہ روش ہی ہماری نہ یہ تمہاری وضع

شراب خانی مین می پی کی شیخ مست ہوی
گیا وہ زہد سٹا اتقا سدہاری وضع

کہان ہی ہمسی وفادار کوئی ای صفدر
ہمین پہ ختم ہی جو کچہ کہ ہی ہماری وضع

١٣٣

رکھتی ہی شاید کہ عشق عارض جانانہ شمع
سوز غمسی جل رہی ہی صورت پروانہ شمع

داغ کہاتی ہین تری دلسوز جاتی ہین جہان
جلتی ہی یکسان میان کعبہ و بتخانہ شمع

ہون وہ بیکس کچھ نسو بہا جو سستی میں مجھے
یون بھی عاشق سی کوئی معشوق کم تا ہی سلوک

جا کی مسجد سی اوٹھا لایا سو منچلہ شمع
مرگ پروانہ ہی تیرا انداز معشوقانہ شمع

یاد رکھتا ہی کسیکو کون صفدر بعد مرگ
لائیگا اپنا نہ میری قبر پر بیگانہ شمع

ردیف غین معجمہ

۱۲۴

سینی سی کیون نہ آی صدا ہای ہای داغ
داغ آشنای دل ہی تو درد آشنای داغ

کیا بکسیونسی پوچھتی ہو ماجرای داغ
اب کوئی دلنواز نہین ہی سوای داغ

ای سوز عشق دی مری دل کو یہ روشنی
مہتاب و آفتاب سی آنکھین ملای داغ

دلسی کبھی بتونکی محبت نجای گی
پتھر کا نقش ہی کوئی کیونکر مٹای داغ

تسکین دل جو ہجر مین ہی کچھ اسی سی ہے
سینی سی اسیری ہاتہ نہ یارب اوٹھای داغ

غمخوار جان زار جگر ہی نہ دل مرا
یہ آشنای درد ہی وہ آشنای داغ

بوسی لی رقیب کو ہم جلکی رہگئی || اوسکو جو گل ملی تو ہمین ہاتہ آئی داغ

بعدِ فنا بھی حق رفاقت ادا کیا
صفدر ہمیشہ یاد رہیگی وفای داغ

۱۳۵

پروا نہین جو عرش پہ ہی یار کا دماغ || ہی عرش سی بلند دلِ زار کا دماغ
یون تیز تیز چل نہ گلستان مین ای نسیم || نازک بہت ہی بلبل گلزار کا دماغ
ای منکر و نکیر ہٹو میری قبر سی || بخشو تم اوس سی جسکو ہو تکرار کا دماغ
دربار مین نہ یاد کیا کبھی مجھے || مین خاکسار عرش پہ سرکار کا دماغ

صفدر مین مدح ساقی کوثر سی مست ہون
کسکو ہی وصف بادۂ و خمار کا دماغ

ردیف فا

۱۳۶

ہم جانتی ہی جاتی ہین یون بزم جانان کیطرف || پروانہ آئی جس طرح اوڑ کر چراغان کیطرف

فصل گل آئی گل کھلی سنکر قفس مین یہ خبر
ہوش اوڑگئی دل کھنچ گیا اپنا گلستان کیطرف

بلبل تری نالون مین ہوتا نہ تو وحشت کا اثر
گلچین گریبان پہاڑکر جاتی بیابان کیطرف

تو نی پہنسایا قید مین دیوانونکو آتی ہنسی
جاتی تہی گلشن کیطرف انکی زندان کیطرف

مجہ عشق مشرب کیطرف اے جان جانان بہی نہین
گیسو ہی ہندو کیطرف عارض مسلمان کیطرف

آنکہونکی الفت نی مجہی وہ اجل دکہلا دیا
آہو گا کرلیگی شیر نیستان کیطرف

ہوئینگی صفدر خواب مین کوچہ قاتل کا کبہی
جو مرد ہین سوتی ہین وہ سنہ کرکی میدان کیطرف

۱۲۷

ہونی دو باغبان ہی جو صیاد کیطرف
بہولونگی کان ہین مری فریاد کیطرف

آنکہین تو ہو سوی رب تجلی ہین طور پر
دل ہی تمہاری حسن خداداد کیطرف

پہنچی جو روح خلد مین کچہ دیکہ بہال کر
پہر آئی وہان سی کوچہ جلاد کیطرف

مانع ہی ضبط ورنہ ارادہ اگر کرون
آجاتی خود اثر مری فریاد کیطرف

غم ہو الم ہو درد ہو حسرت ہو یاس ہو
صفدر رہو کوئی تو دلِ ناشاد کی طرف

ردیف قاف

۱۳۸

ہزار ہونگی اگر تم پہ جانِ جانِ عاشق
ملیگا ایک نہ مجھسا مزاجدانِ عاشق

تمہاری ظلم وستم سی خیال آتا ہی
کہ تمپہ کیون نہ ہوی بعدِ امتحانِ عاشق

قدم جنون مین نکلتا نہین جو زندان سی
ہماری پاون کی شاید ہین بیڑیان عاشق

تمہاری سایہ سی بھی اب تو شک گذرتا ہی
نہ کبھی ہونگی کبھی ہمسی بدگمان عاشق

تمہین سناتی ہو سب کچھ وہ کچھ نہین کہتا
نپاؤگی کہین صفدر سا بی زبان عاشق

۱۳۹

وصل ہوتا نہین سوای فراق
دیکھیی کب ہو انتہای فراق

بیقراری یہ ای دلِ بیصبر
ابھی نادان ہی ابتدای فراق

ہمکو اسسی ہی خواہش وصل
وہ کیا کرتی ہین جای فراق

جسنی لکھا مرا خط تقدیر
وصل لکھا نہ کیون بجای فراق

کہہ چکا لاکہ داستان جنون
ابھی باقی ہے ماجرای فراق

ردیف کاف تازی

۱۸۸
یہ شرمگین انکہ میری دل سی حیاسی منہ پر نقاب کبتک

رہی گی دولہا سے روز صحبت دولہن کرے گی حجاب کبتک

مین مرگیا اور غش سمجھکر یہ کہ رہا ہے وہ ماہ پیکر

کرانکی غفلت تو ہی برابر بہلا مین چہر کون گلاب کبتک

وہ بت عنایت پہ جلد آی خدا کرے منسی منہ ملای

تکلف اوٹھی لحاظ جای کرے گا شرم حجاب کبتک

خزان ہی آخر بہار دنیا بقا ہی اسمین ہوا کا جھونکا

غرور اتنا نہین ہی اچھا بھلا یہ حسن شباب کبتک

یہان ہی جینی کا کیا بھروسا کہ حادثون سی بھری ہی دنیا

یہی جو ہے موج کا تماچا تو پھر قیام حباب کبتک

ضرور آفاق سی سفر ہی سرور یہان قابل حذر ہی

مقام عبرت یہ خشک و تر ہی شراب کبتک کباب کبتک

خانہ صفدر رہو مانو کہنا تغافل اتنا نہین ہی اچھا

سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکہ کھولو یہ خواب کبتک

۱۸۱

حوصلہ ہو جانی کا خاک بزم جانان تک
اسقدر ہی تشنگی پس گئی ہین ایمان تک

فصل گل قریب آئی ای جنون مبارک ہو
ہاتہ پھر لگا جانی خود بخود گریبان تک

خاک مین ملا یا ہی چرخ تو نی کیا پردا
گرد بنکی پہنچینگی ہم کسیکی دامان تک

حال ہو بہو کہا میری غم او بجھنی کا
مجہین طاقتِ پرواز ضعف سی کہان صیاد
یا وہ زور وحشت تہا توڑتی تہی زنجیرین

ای صبا اگر جانا اوسکی زلف پیچان تک
پر ہی میری پہنچینگی اوڑ کی اب گلستان تک
چاک ہو نہین سکتا ہمسی اب اگر تا بیابان

حال گریۂ صفدر کیا بیان کرون ہمدم
موج زن ہی اک دریا شہر سی بیابان تک

۱۴۲

لایا تو ہی نصیب ہمین کوی یار تک
توبہ تو می سی کی مگر آتا ہے یہ خیال
بوسی لیی زیادہ تو بولی وہ نازسے
دامن مین بوی گل کو سمجھتی ہین جو غبار

دیکھین گذر ہو یا نہو اوس گلعذار تک
دیکھین کہ کس طرف ہو طبیعت بہار تک
بس بس مضائقہ نہین دو تین چار تک
ای دل وہ خاک آئینگی مجہ خاکسار تک

صفدر غم فراق مین جینا محال ہے
اپنی تو زندگی ہی فقط وصلِ یار تک

ردیف کاف فارسی

۱۴۳

چمک گیا یہ جوانی میں وی یار کا رنگ
کہ جسکو دیکھکی صاف اوڑگیا بہار کا رنگ

چمن میں گر یہ بلبل پہ پہول ہنستی ہین
بدل گیا ہی عجب باغ روزگار کا رنگ

مین کسکی دست حنائی کا کشتہ ہون آیا
کہ بعد مرگ ہی گلگون مری غبار کا رنگ

گلون کو ہنسنی دی بلبل کو نالی کرنی دی
کہ چند روز ہی ای باغبان بہار کا رنگ

لکھی ہین وصف جو ابروی یار کی صفدر
ہر ایک شعر مین اپنی ہی ذوالفقار کا رنگ

۱۴۴

رخسار یار پر ہین جو یہ تل الگ الگ
ہر ایک مانگتا ہی مرا دل الگ الگ

کسنی چمن مین آکی یہ ڈالا ہے تفرقہ
پہولون سی ہین جو آج عنادل الگ الگ

جاکر ہماری سینی سی گیسوی یار مین
کیا کیا مزی اوڑاتا ہے یہ دل الگ الگ

کس بت کی انتظار مین ہین گرم جستجو
آنکھین جدا جدا جگر و دل الگ الگ

منزل ہی ایک پہنچین گین صفدر ریئب ہین
ملکر چلین کہ رہرو منزل اگر اگر

ردیف لام

۱۴۵

یہی پھرتا ہی مجھکو جا بجا دل
مرا چھین میرا چلبلا دل

ملایا خاک مین کیون اسکو تونی
بہت نازون کا پالا تھا مرا دل

ہزارون حسرتون کا خون ہوگا
اری ظالم نہ مٹی مین ملا دل

او ٹہاتا کیون بتون کی ناز بیجا
اگر ہوتا مری بس مین مرا دل

ادا و ناز جانان کی دوہائی
گیا دل ہاتہ سے میری گیا دل

ملا روز ازل عالم کو سب کچہ
ہمین آفت رسیدہ اک ملا دل

ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا
اری او بی مروت بیوفا دل

گلی سی اوسکی گہر تک آتی آتی
مچلکر سو جگہ رہ رہ گیا دل

خوشی ہو غم ہو کچھ ہو ہمیں صفدر کیا
بس اب تو اک صنم کو دیدیا دل

۱۴۶

کیا پوچھتی ہو کتنا ہی عالی وقار دل — عرش خدا ہی کعبۂ پروردگار دل

تجلی شرار شعلہ سمندر ہزار دل — المختصر ہی قدرت پروردگار دل

قاتل کی ہر طرح مجھی منظور ہی خوشی — ہر کشمکش ہی جان فدا ہی نثار دل

اندوہ و یاس و حسرت و حرمان کا ہی ہجوم — آباد ہی انہیں سی مرا داغدار دل

الفت نی اسکو خاک مین آخر ملا دیا — تھا ورنہ یہ کبھی گہر آبدار دل

ہوتا ہی بیقرار حسینون کو دیکھکر — ایسا دیا تھا کیون مجھی پروردگار دل

صفدر مدار زیست تڑپنی پہ ہی مرا
مرجاؤن ایک دم جو نہو بیقرار دل

۱۴۷

آبدار ہی پھر شمشیر قاتل آجکل — پھر تڑپتی ہین پڑی بسمل پہ بسمل آجکل

تیسری دن اونکی عادت ہی کہ ملجاتی ہین آپ
پھر ہوا سودا سیکی زلف پیچان کا ہمین

خم کی خم اوٹہ ٹری ہین سیکڑی ہین چار سو
قیس نی پلکونسی اپنی صاف کی ہین نشترین

دو گھڑی گلشن ہین چلکر سیر سنبل دیکھیی
یاد گیسو ہین پریشان ہی بہت دل آجکل

صبر کرنا چاہیی ہر طرح ای دل آجکل
پھر ہمین درکار ہین طوق و سلاسل آجکل

قابل نظارہ ہی مستونکی محفل آجکل
شاید آی گا ادھر لیلی کا محمل آجکل

ٹھنڈی سانسین کھینچ رہی ہین لب پہ کچھ ہوی صفدر کھو
کس پر یہ پر ہوی ہین آپ مائل آجکل

۱۴۸

کھینچکر تیغ جو آیا سو بسمل قاتل
وہ اداکی کہ قضا بول اوٹھی قاتل قاتل

جسطرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا
آنکھ رہزن ہی تری آنکھ کا ہی تل قاتل

کون ہی قابل حرمت کوئی پوچھی گا اگر
صاف محشر مین کہیدونگا کہ قاتل قاتل

ذبح کی وقت نہ اتنا دل بیتاب ترپ
ایسی جلد ہونکا نہوگا متحمل قاتل

مرغ بسمل کی طرح نجد مین بیتاب ہی قیس ہو گئی کیا نگہ صاحب محمل قاتل

کیا تکلف ہی جو دم بھرتی ہین بسمل تیرا بات جب ہی کہ مسیحا کہی قاتل قاتل

لوگ دیوانی ہین جو ڈھونڈہ رہی ہین صفدر

قتل کر کی مجھی پہنچا کئی منزل قاتل

۱۴۶

مرا گھر کہان اونکی آنیکی قابل بلاؤن اگر ہون بلانیکی قابل

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولی چلو تم نہین منہ لگانیکی قابل

غرض دیر سی ہی نہ کعبی سی ہمکو یہ سر ہی تری آستانی کی قابل

ہنسا مین تو ہنسکر کہا اونسی مجھسی ہوی آپ بھی مسکرانیکی قابل

ق

جنازی پہ میری کہا سبنی اونسی مسیحا ہو تم یہ جلانی کی قابل

کہا اونسی کچھ سوچکر اپنی دل مین یہ فتنہ نہین ہی جگانی کی قابل

کہا کچھ جو مینی تو بولی وہ صفدر

ہوئی تم بھی باتین بنانی کی قابل

کیا ترقی پر ہی حسن روی جانان آجکل | ۱۵۰ | چھپتا ہی چرخ پر مہرِ درخشان آجکل

پھر کہان یہ فصل گل یہ جوش ای دشت جنون | رہ نجای حسرت چاک گریبان آجکل

مہندی پھر ملنی کا قاتل کو ہوا ہی تازہ شوق | رنگ لایا ہی نیا خونِ شہیدان آجکل

دیکھیی کسکو جلای کسکو ہونکی خبر ہو | گرمیان دکھلا رہی ہی آہ سوزان آجکل

پان مسی سرمہ کاجل غازہ مہندی آئنہ | جمع وہان کیا کیا ہین آرایش کی سامان آجکل

یہان شب ہای یکسان اختر شماری ہی ہمین | وہان چنی جاتی ہے پیشانی پہ افشان آجکل

کہدو مشتاقون سی جلدی کیا ہی لیجای گا جلد

لکھ گیا چھپنی کو ہی صفدر کا دیوان آجکل

پروا نہین جو قبر پہ کوئی نہ لای گل | ۱۵۱ | بادِ صبا نہ لاکی چمن سی چڑہای گل

ماتم سرا ہی قمری و بلبل سے بوستان | اک سمت ہای سرو ہی اک سمت ہای گل

دل قدیہ ہی نثار جگر روی یار پر
اک آشنای سروہی اک آشنای گل

مدت کی بعد آئی مری قبر پر جو شمع
وہ بھی ہوئی ہوا کی شرارت سی ہلی گل

صفدر عدو کی ساتہ بھی کاوش نہین ہمین
کاٹی نہین ہماری چمن مین سوای گل

۱۵۲

رقیبون مین مہندی لگانیسی حاصل
جلی دلکو میری جلانیسی حاصل

یونہین فتنہ پرداز عالم ہے چتون
پھر آنکہون مین سرمہ لگانیسی حاصل

جو چوری ہی مد نظر دل ہی حاضر
مری جان آنکہین چرانی سی حاصل

نہ لو چٹکیان غیر کا ذکر کر کی
دکھی دلکو میری دکھانیسی حاصل

نکلتی ہی گھر سی نہین ہاین وہ صفدر
سر راہ آنکہین بچھانی سی حاصل

۱۵۳

قفس پہ پہول رکھنی سی ستم ایجاد کیا حاصل
گرفتار دنکی تڑپانی ہی اى صیاد کیا حاصل

خزان آئی چمن مین خاک اسی صیاد اورتی ہی — قفس سی اب جو کرتا ہی مجھی آزاد کیا حاصل

شکایت دور انجم کی بھلا کب چرخ سنتا ہی — برہمن سی بتون کی ہم کرین فریاد کیا حاصل

تہ خنجر جو کہتا ہون اوٹھا رکھ سی ذرا ابرو — تو کس اغماض سی کہتا ہی وہ جلاد کیا حاصل

کوئی سنتا نہین بیدرد ہین سب قافلی والی

کہو صفدر جرس سی بی اثر فریاد کیا حاصل

ردیف میم

۱۵۴

نسرین مین تم ہو بیلی مین یاسمن مین تم — حقا بزنگ بو ہو ہر اک پیرہن مین تم

طاقت دل و جگر مین زبان ہو دہن مین تم — مین ہون کہ بولتی ہو مری پیرہن مین تم

مسجد مین سیکدی ہین کلیسا مین برہمن — دیکھا تو تھی چراغ ہر اک انجمن مین تم

گل مین شمیم نشہ ہی لالہ فام مین — موتی مین آب رنگ عقیق یمن مین تم

سوی میان نازک طلعتان مین لب — خم گلرخون کی زلف شکن در شکن مین تم

وجہ صفای چہرہ آئینہ حلب
خوشبو لباس نافۂ مشک ختن مین تم

بل گرگدن کی شاخ مین چیتی کی تن مین داغ
جرأت مزاج شیر مین شوخی ہرن مین تم

زینت کی وقت زانوِ شیرین پہ آئینہ
ہنگام جہد تیشہ کف کوہکن مین تم

کہتی تھی کیا زبان سی کیا کچہ نکل گیا
صفدر کمال آج تو بہکی سخن مین تم

۱۵۵

جانی کو گھر اوسکی جائینگی ہم
دل روز کہان سی لائینگی ہم

پہلو مین جو تم ہو حسرتِ دل
اک دم بھی نہ چین پائینگی ہم

پرسش جو ہوی تو حشر کی دن
تصویر تری دکھائینگی ہم

ہنستی ہوی آی اس چمن مین
روتی ہوی یہان سی جائینگی ہم

کیون خاک مین ہو ہمین ملاتی
دیکھو تمہین یاد آئینگی ہم

جی بھر کی کرینگے دل کا ماتم
چھوٹی سی لحد بنائینگی ہم

صفدر اک روز وصل ہوگا
کب تک صدمے اوٹھائینگے ہم

۱۵۶

کسیکو اوسکی دہن کا نشان نہین معلوم
سو ہے خدا کی یہ راز نہان نہین معلوم

تمہارا دل جو کہین آئیگا تو سمجھوگی
ہماری قدر ابھی جان جان نہین معلوم

پنوچھہ خانہ بدوشونکا کچھ پتا صیاد
کدہر چمن تھا کہان آشیان نہین معلوم

گلی مین یار کی یا وادی جنون کی طرف
گیا ہی یہ دل وحشی کہان نہین معلوم

عدم کو لوگ چلی جاتی ہین جو ہستی سی
یہان سی کیا ہی زیادہ وہان نہین معلوم

رہی وہ گور غریبان مین یا گئی سوی خلد
مسافران عدم کا نشان نہین معلوم

عبث بگڑتا ہی صیاد آہ صفدر سے
اسیر تازہ ہی طرز فغان نہین معلوم

۱۵۷

دل دیکی تمہین بتو چلے ہم
کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم

اس باغ مین رہ گئی جو شب بھر — شبنم کی طرح سی رو چلی ہم

اى دل تجھی دی کی ایک گل کو — کانٹی تری حق مین بو چلی ہم

کیا خاک اس انجمن مین دیکھا — بس کھلتی ہی آنکھ سو چلی ہم

اب جلد لگا دی منہ سی ساغر — ساقی ہشیار ہو چلی ہم

ہم دفن ہوی تو روح بولی — کشتی اپنی ڈبو چلی ہم

یہان شمع کی طرح آکی صفدر
احوال پہ اپنی رو چلی ہم

۱۵۸

صفدر بکمال تنگ ہین جور و جفا سی ہم — فریاد ان بتون کی کرینگی خدا سی ہم

دلکو خیالِ گیسوِ پیچان نہین رہا — اچھا ہوا کہ چھوٹ گئی اس بلا سی ہم

جس جا کبھی ہوا نہ فرشتی کا بھی گذر — پہنچی وہان رسائیِ بختِ رسا سی ہم

چھلا چرا کی ایک تو دی دست یار کا — کہتی ہین ہاتھ جوڑ کی دزدِ حنا سی ہم

پوچھا مزاج ہمنے تو بولی کہ شکر ہی
اچھی ہین آجتک تو تمہاری دعا سی ہم

نفرت ہی دلکو دولتِ دنیا سی اسقدر
جلتی ہین بچکی سایۂ بالِ ہما سی ہم

صفدر ہمارا دل جو پریشان ہو رہا
کہینچین گی ہاتہ الفتِ زلفِ دوتا سی ہم

۱۵۹
وہ شیرین ہی پرویز دوران ہین ہم
وہ بلقیس ہی تو سلیمان ہین ہم

فقیری ہماری فقیری نہین
سکندر ہین قیصر ہین خاقان ہین ہم

بظاہر ہین کوچی مین اوسکی گدا
حقیقت مین دیکھو تو سلطان ہین ہم

دکہا دو کبہی پہول سا رخ ہمین
کہ مشتاقِ سیرِ گلستان ہین ہم

جو سرو خرامان ہی صفدر وہ گل
تو داغون سی سرو چراغان ہین ہم

۱۶۰
نرہی اپنی اختیار مین ہم
اور کچہ ہو گئی بہار مین ہم

قید کر ہمکو یار ہا صیاد
اب تو ہین تیری اختیار مین ہم

پی چکی ہین ہزار خم لیکن
ساقیا ہین ابھی خمار مین ہم

شور محشر نے کیا قیامت کی
سو گئی تھی ابھی مزار مین ہم

نیند آئی نہ رات بھر صفدر
تھی کسیکی جو انتظار مین ہم

ردیف نون

کیف مے کہن ہون مین بوی گل و سمن ہون مین

لالہ ہر چمن ہون مین شمع ہر انجمن ہون مین

میکدی ہین مین بادہ نوش مستی مین تمام ہوش

کعبی مین شیخ جبہ پوش دیر مین برہمن ہون مین

رنگ رخ خجل ہون مین حسرت منفعل ہون مین

گریۂ چشم دل ہو نہین خندۂ زخم تن ہون مین

سایۂ ہر شجر ہون مین لذتِ ہر ثمر ہون مین

آتشِ لعلِ تر ہو نہین آبِ دُرِ عدن ہون مین

ساکنِ بی مکان ہون مین بسملِ بی سنان ہون مین

نالۂ بی زبان ہون مین خندۂ بی دہن ہون مین

گریۂ آبشار مین تازگی بہار مین ؛؛

سبزی سبزہ زار مین زردی یاسمن ہون مین

بلبلِ نالہ کش ہون مین پھولون کی بو پہ غش ہون مین

طوطیِ خضر وش ہون مین آئینہ چمن ہون مین

ذوقِ جگر خراشی آہِ اثر گدازِ قیس

لذتِ دردِ محنتِ بازوِ کوہکن ہون مین

صفدر اگر ہو چشم وا حشر مین بھر عاصیان	
	سایۂ ابر رحمت حضرت ذو المنن ہون مین

۱۶۲

کوئی کیا جانی مجکو مرکز عالم مین ہون کہان ہون مین	خط نصف النہار آسمان اعتلا ہون مین
شہیدونکو دیت مطلوب ہی تو خونبہا ہون مین	حسینونکو جو زینت کا خیال آئی حنا ہون مین
اگر سرمہ بھی ہون تو سرمۂ چشم بصیرت ہون مین	اگر شبنم بھی ہون تو شبنم باغ صفا ہون مین
سبک روحی سی سو سو رنگ عالم مین بدلتا ہون	سمن ہون یاسمن ہون نکہت ہون گل صبا ہون مین
نعلی پر جو آؤن تو فروغ تازہ کہلاؤن	قمر ہون مشتری ہون مہر تابان ہون سہا ہون مین
مری فریاد سی نہ ہو عالم ہو اگر مردہ	صدای صور ہون ہنگامۂ روز جزا ہون مین
بروز قحط تاثیر دعای احمد مرسل	دم پیکار زور بازوی مشکلکشا ہون مین
مداوا درد کی حق مین تو مرہم داغ کی حق مین	غریبونکا سہارا ہون مریضونکی شفا ہون مین

عتاب و لطف دونون ذاتی ہین مجھ مین ای صفدر

دمِ آبِ بقا ہون جرعۂ زہرِ فنا ہون مین

۱۶۳

تہیدستونکو دولتمند کردون وہ گدا ہون مین
سیہ بختی مین مثلِ سایۂ بالِ ہما ہون مین

پریشان خاک کی صورت شتابان آب کی صورت
حرارت مین ہون آتش تیز چلنی مین ہوا ہون مین

کوئی بہٹکی کسی صحرا مین خضر راہ ہون اوسکا
کوئی کشتی بہی دریا مین اوسکا ناخدا ہون مین

کبھی برقِ تجلی ہون کبھی نورِ رخِ یوسف
کہین بدر الدجی ہونمین کہین شمس الضحی ہون مین

کسیکا کام اس تیزلمین مجہسی کب نکلتا ہی
نہ نقشِ پا ہی رہرو ہون نہ آوازِ درا ہون مین

جو ظاہر بین ہین یہ مردم تو مین کب انسی ملتا ہون
یہ جبتک سامنی ہین انسی صورت آشنا ہون مین

بہ شکلِ آئینہ وارفتۂ چشمِ عنایت ہون
جو مجکو دیکھتا ہی بس اوسیکو دیکھتا ہون مین

تماشا اس چمن کا کیا سما ہی ئی نظرون مین
دلِ بی آرزو ہون تارکِ برگ و نوا ہون مین

مقابل مجہسی ہوکر کون بچ سکتا ہی ای صفدر
نشانہ سامنی آئی تو پہر بی خطا ہو نہین

کس شان سی گھر مین مری وہ آئی ہوئی ہین	۱۶۴	سہمی ہوئی چھپی ہوئی شرمائی ہوئی ہین
پھر ہاتھ نہ آئیگا جو لینا ہی تو لی لو		ابتک دل بیتاب کو ٹھہرائی ہوئی ہین
ہی صبح شب وصل بھی کس لطف کی صحبت		ہم چھیڑ پر آمادہ وہ شرمائی ہوئی ہین
خنجر کو نہ آتی تھی کھنچاوٹ نہ رکاوٹ		قاتل یہ چلن سب تری سکھلائی ہوئی ہین
خلوت مین بھی اظہار تمنا نہین ممکن		انداز و ادا یار کی ساتھ آئی ہوئی ہین
کہدی مری مرنی کی خبر اونسی یہ کسنی		کچھ سوچ مین بیٹھی ہین وہ گھبرائی ہوئی ہین
صرصر سی کہو جلد چراغ آکی بجھادی		تربت پہ کوئی پردہ نشین آئی ہوئی ہین
کرتا دل بیتاب قیامت مگر ابتک		روکی ہوئی تھامی ہوئی بہلائی ہوئی ہین

حورونکو کبھی منہ نہ لگائینگی وہ صفدر
جو یار کی بوسونکا مزہ پائی ہوئی ہین

ہمیشہ مجکو حسرت سی ستمگر یاد کرتی ہین	۱۶۵	تاسف خون ناحق کا مری جلاد کرتی ہین

صنم کا ذکر کرتی ہین نہ حق کی یاد کرتی ہین
ہم اس عمر دو روزہ کو عبث برباد کرتی ہین

ٹھہر جا کوئی ساعت اوری تیغ قضا دم لے
ابھی بسمل تماشای رخ جلاد کرتی ہین

ہوئی ہی ترک میخواری مگر کچھ ربط باقی ہے
صراحی ہچکیان لیتی ہی جب ہم یاد کرتی ہین

چہکنا بھی عصفیران چمن سب بھول جاتی ہین
تڑپ کر جب اسیران قفس فریاد کرتی ہین

سوال وصل پر لازم نہین ہین گالیان دینی
ہماری عرض کیا ہی آپ کیا ارشاد کرتی ہین

سحر کو طائران خوش نوا کس کس صدا سی ہے
ثنای باغبان گلشن ایجاد کرتی ہین

تصور آجکل پھر دل مین آیا خوبرویون کا
پھر اس اوجڑی ہوئی بستی کو ہم آباد کرتی ہین

یہ کس محبوب کی تصویر ہی آئینۂ دل مین
کہ صفدر رشک جس سی مانی و بہزاد کرتی ہین

١٦٦

صبا کیا چھو گئی ہی آپ کیون شرمائی جاتی ہین
گل عارض نصیب دشمنان کمھلای جاتی ہین

ذرا مقتل مین چل کھنچ کھنچ کی دم لی بی کی رگ رگ کی
قیامت ہی یہ غمزی تیغ کو سکھلای جاتی ہین

گیا ہی قاصد شوق شہادت اوسکی لینی کو
اجل تا تا توقف کرکہ وہ بہی آ ہی جاتی ہین

جہان مین رہ نجاہی نام الفت تا کہین باقی
نشانہا ہی مزار عاشقان مٹو اہی جاتی ہین

بڑہا ہی عشق دل دست ہوس پستان جانان پر
ثمر نخل قامت سی ابہی ہاتہ آہی جاتی ہین

نظر آتی ہی شان کبریا اوس بت کی محفلمین
بٹہا ہی جاتی ہین اغیار ہم اوٹہوا ہی جاتی ہین

وہ مست حسن دونون ہین کسیکی بہی نہین سنتا
عبث شیخ و برہمن اپنی اپنی گاہی جاتی ہین

دکہا کر آب تیغ تیز وہ سفاک کہتا ہے
جو ہمپر مرتی ہین اس گہاٹ وہ نہلا ہی جاتی ہین

بہلا صفدر مین اونکو راہ پر کسطرح سی لاؤن
کبہی جاتی ہین ونی لگتی ہین شرما ہی جاتی ہین

۱۲۷
کبہی سبزہ لب نہر ہون کبہی اس چمن مین نسیم ہون

کبہی تخت لالہ مین داغ ہون کبہی جیب گل مین شمیم ہون

نئی حال مین ہون مین ہر نفس کہ وبیش پر مجہی دسترس

جو گھٹون تو تحت ثریٰ بنون جو بڑھون تو عرش عظیم ہون

نہ نکل سکون نہ سنبھل سکون نہ ٹھہر سکون تہ فلک

کوئی کشتی جیسی بھنور مین ہو انھین گردشون مین مقیم ہون

جو ستای مجکو کوئی ذرا وہ عذاب مین رہی مبتلا

نہین سہل کچھ مجھی چھیڑنا اثر سرشک یتیم ہون

مری رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مری خوشی کی ہی انتہا

جو جلون تو نار جحیم ہون جو ہنسون تو باغ نعیم ہون

نہین اس جہان پہ نظر مجھی کہ مآل ہی سی ہی خبر مجھی

نہ ہوای لعل و گہر مجھی نہ مین طالب زر و سیم ہون

جو جلا ہی آتش عشق کا وہی آگ ہو گی اوسی دوا

نہین احتیاج حکیم کی کہ مین آپ اپنا حکیم ہون

غمِ عشق تیری ترقیان تری زیر حکم ہو سب جہان

مجھی بھی قدم سی نگر جدا ہین ترا رفیق قدیم ہون

نگرون مین صفدرِ خستہ جان جو رجوع اوس سی ہو دل کہان

وہ طبیب ہی ہین مریض ہون وہ حکیم ہی مین سقیم ہون

۱۶۸

شہرہ ہی تیری حسن کا جانا کہان کہان
ہی نورِ آفتابِ درخشان کہان کہان

پہنچا نہ تیری حسن کا فرمان کہان کہان
بندی ہوی نہ گبر و مسلمان کہان کہان

شمعون مین اوسکا نور ہی پہولون مین اوسکا رنگ
دیکھا ہی ہمنی جلوۂ جانان کہان کہان

جاتا ہی کوئی سوی حرم کوئی سوی دیر
پھرتی ہین ڈہونڈہتی تجھی انسان کہان کہان

مرغوب طبع ہی جو زمانی مین ہی حسین
اک دل ہی اسکو کیجیی قربان کہان کہان

دل ناگہان جو گیسوِ دلدار مین گیا
بولا یہ شانہ ہو کی پریشان کہان کہان

وہ لف و رنج یہ کہتی ہین تاراج کی لیی
ہندو کہان کہان ہین مسلمان کہان کہان

دریا مین موج باغ مین گل جادہ دشت مین
پہیلی ہین میری چاک گریبان کہان کہان

صفدر یہ پوچھا ہمنی گئی جس دیار مین
یارو یہان ہی مجمع خوبان کہان کہان

۱۶۹

چمنمین کی ہی پہر پہر کر تمہاری جستجو برسون
کسی گل مین نپائی پر یہ بہینی بہینی بو برسون

دلا ہی حرص بیجا ایک دم کی زندگانی ہی
جہان مین ہنی آیا ہون نہ مین ہون گا نہ تو برسون

نہ کچہ عقدہ کہلا او پیر مری حال پریشان کا
کہا کی زلف پیچان حال میرا مو بمو برسون

کسی کی یاد نی بخشا ہی ایسا ذوق خاموشی
کہ بت بنکر رہی ہین ہم خدا کی روبرو برسون

یہ کسکی خون کی سنہدی الہی ملکی آئی تہی
گر آئی تیغ قاتل سی دولہن کی مجکو بو برسون

لحد پر بہی وہ مجہ ناشاد کی آیا نہ مدت تک
موی پر بہی نہ میری دل سی نکلی آرزو برسون

چمک دیکہی جو میری درد کی انصاف سی دم بہر
تو بجلی کیطرح تڑپا کری ای تیغ تو برسون

رہی کیا وجہ اسیری مین بہی باقی تیری مشتاق کی
کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلو برسون

زبان حال سی اظہار درد دل کیا صفدرؔ
لب خاموش سی کرتی رہی ہم گفتگو برسون

۱۷۰

عالم تباہ ہو جو مین آفت رسیدہ ہون
طوفان نوح آی اگر آبدیدہ ہون

شکوہ نہین جو یار رہا مجھسی بیخبر
مین حرف مدعای لب نارسیدہ ہون

پہولا کبھی نہ غنچہ صفت تنگدل رہا
یارب مین کس چمن کا گل نودمیدہ ہون

وہ اپنی گہر مین خوش رہین مین اپنی گہر مین خوش
مجھسی جو وہ خفا ہین تو مین بھی کشیدہ ہون

صیاد کا نہ خوف نہ ڈر مجھکو دام کا
مین اس چمن مین طائر رنگ پریدہ ہون

وحشت کی دیتی ہی مری افتادگی خبر
صحرا مین نقش پای غزال رمیدہ ہون

پائی ہی مینی خاک مین ملنی سی آبرو
اس غمکدی مین صورت اشک چکیدہ ہون

پروانہ مین نہین کہ جلون شمع بزم پر
بلبل نہین جو نکہت گل پر طپیدہ ہون

صفدر مین بوستان جہان مین بقول درد

جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

١٧١

ستاتی ہین نہ زلفون والی ہمین
خدا اس بلا سی نکالی ہمین

چمن سی نہ گلچین نکالی ہمین
کہ رو رو کی بھرنی ہین تھالی ہمین

نہ دیوانی ہین ہم نہ وحشی ہین ہم
جو چاہین کہین کہنی والی ہمین

کسیکی ہمین یاد آئی ہی حال
کہو ہمنشین اب سنبھالی ہمین

نہ جائینگی ہم بزم دلدار سے
نہین مانگ جو وہ نکالی ہمین

نہ شکوہ کرینگی خدا کی قسم
وہ بت جتنا چاہی ستالی ہمین

لحد تک سب آ کر گئی اپنی گھر
کیا ہی خدا کی حوالی ہمین

بہت مضطرب ہی دل بیقرار
کبھی تو گلی سے لگالی ہمین

گلی مین مری ہاتھ وہ ڈال کر
یہ کہتی ہین صفدر منالی ہمین

١٧٢

رہی ہی کعبہ و بتخانہ مین قید مکان سون
رہی ہین ہم یہان سون بسر کی ہی وہان برسون

شب وصلت کبھی بوسہ جو اوسکی لب کا پایا تھا
جدائی مین مزے کیا کیا اوڑایا کی زبان سون

عجب اک عالمِ وحشت تھا آغازِ محبت مین
رہا مین خانمان برباد بی نام و نشان برسون

نہین کچھ آج نالی نی مری تاثیر دکھلائی
رہی ہین درہم و برہم زمین و آسمان سون

کشیدن چہرۂ گل کو جو گستاخی سی دیکھا تھا
ہوئی سیدھی نہ بلبل سی نگاہِ باغبان سون

نہین پایا ہی اوس ظالم نی مجھسا صابر کامل
مہینون آزمایا ہی کیا ہی امتحان برسون

گلستان کو نہ اگر خانۂ صیاد مین بہولی
رہا ہمکو قفس مین بھی خیالِ آشیان برسون

اجازت دی مجھی صیاد اب تو ایک نالی کی
زبان روکی ہی مدت تک کیا ضبطِ فغان برسون

جھوا تھا اوسکی گیسو کو فقط اس جرم پر صفدر
رہی زندان مین ہم محبوس پہنی بیڑیان برسون

١٧٣

غمِ دل جو اوسپہ عیان نہین تو کچھ اسکی وجہ نہان نہین

مری لب پہ شور و فغان نہین مری اشک چشم روان نہین

وہ شجر ہون جسمین ثمر نہین وہ صدف ہون جسمین گہر نہین

وہ سخن ہون جسمین اثر نہین وہ دہن ہون جسمین زبان نہین

تری مدح ہمسی ہو جسان جان کبہی اپنی دلکو نہین گمان

وہ دہن کہان وہ زبان کہان وہ سخن نہین وہ بیان نہین

جسی ذوق الفت یار ہی اوسی سب طرح سی قرار ہے

عجب اس چمن کی بہار ہی کبہی جسکو خوف خزان نہین

جنہین زندگی پہ غرور ہی او نہین عقل ہی نہ شعور ہے

سفر اس سرا سی ضرور ہی کہ قیام عمر روان نہین

جنہین ناز جاہ و حشم پہ تہا جنہین کبر گنج و درم پہ تہا

جنہین فخر طبل و علم پہ تہا کہین آج اونکا نشان نہین

غزل اور صفدر خوش بیان کہو خوش ہو جس سی دل جہان

نہ رکی قلم نہ تھمی زبان ابھی بند طبع روان نہین ++

یہ گل ہمیشہ بہار ہی مری دل مین داغ عیان نہین

صفت گل چمن جنان کبھی اسکو خوف خزان نہین

وہی سبزہ لب نہر ہی وہی آبشارونکا شور ہے

وہی قمریونکا ہجوم ہی مگر اپنا سرو روان نہین

ابھی تیغ غمزہ کھنچی نہین ابھی تیر عشوہ چلا نہین

ابھی اوسمین ناز و ادا نہین ابھی طفل ہی وہ جوان نہین

وہی کعبی مین وہی دیر مین وہی باغ مین وہی بزم مین

جو دوئی کا پردہ اوٹھا دیا تو خدا کا جلوہ کہان نہین

کہا اوسنی صفدر نیم جان مگر اس جہان سی گذر گیا

کہ ہماری کوچے ہین دیر سی وہ صدای آہ و فغان نہین

	۱۷۵	
کچہ دہیان ہجر کا نہ ہا وصل یار مین		بہولا خزان کو مرغ خوش الحان بہار مین
دیکہا نہ ایک مین تری عارض کا ہمنی رنگ		پہولی ہزار گل چمن روزگار مین
روز فراق ہو نہ شب وصل کی سوا		گردش فلک کی ہو جو مری اختیار مین
گستاخیون سی میری وہ آزردہ ہو گئی		سوجہا نہ خاک لذت بوس و کنار مین
پاس رقیب سی ادہر آتا نہین وہ شوخ		اولجہا ہوا ہی دامن گل نوک خار مین
مستونکو اوسنی وادر جنت دکہا دیا		انگڑائی لی جو ہاتہ اوٹہا کر خمار مین

صفدر پہر اوسکی چشم فسونگر کا ہی خیال
پہر مبتلا ہون گردش لیل و نہار مین

	۱۷۶	
خاک دیکہی سیر ہمنی گلشن ایجاد مین		پر نہ نکلے تہے کہ آئی خانۂ صیاد مین
عمر بہر نالان رہا اک رشک گل کی یاد مین		پہل یہ پایا مینی اک گلشن ایجاد مین

حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہی ہجوم — آگئی وسعت کہان سی اس دل ناشاد مین

چاہتا ہون زیر خنجر حشر تک گردن رہی — کیا کہون قاتل جو لذت ہی تری بیداد مین

سرو کی الفت مین قمری شوق گلمین عندلیب — مین ترا مشتاق آیا گلشن ایجاد مین

ہی سکندر کا نہ دارا کا نہ قیصر کا نشان — چار دن سب رہگئی اس قصر بی بنیاد مین

ٹھوکرین کہا مین بہت صفدر ہنوز عشق مین
زندگی باقی بسر ہو اب خدا کی یاد مین

۱۷۷

اب کہتی ہو کہ تم مری محفل مین آئی کیون — آتا تھا کون کوئی کسیکو بلائی کیون

کہتا ہون صاف صاف کہ مرتا ہون آپ پر — ظاہر جو بات ہو اوسی کوئی چھپائی کیون

مینی جو آہ کی تو کہا ہنسکی یار نی — ایسی جو ناتوان تھی تو پھر ناز اوٹھائی کیون

ایدل اگر کسیکی نتھی تجھکو جستجو — قلابی آسمان و زمین کی ملائی کیون

ہستی مین نیستی سی تو آنیکو آئی ہم — لیکن بہت ہین دل مین پشیمان کہ آئی کیون

عبرت کا ہی مقام تماشا نہین ہی یہ
لاشی پہ میری جمع ہین اپنی پرای کیون

محراب بہر سجدہ ہو جب ابروِ بتان
صفدر دیارِ ہند سی کعبی کو جای کیون

۱۷۸

کہون کیا مین تمسی کہ کیا چاہتا ہون
جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہون

نہ وصلت سی مطلب نہ فرقت سی مطلب
فقط مین تمہاری رضا چاہتا ہون

دل آئینہ ہی تمکو معلوم ہوگا
نہین چاہتا ہون مین یا چاہتا ہون

بہت آشنا ہین زمانی مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

کسی گل کی بو لا کے مجکو سنگھا دی
یہی تجہسی باد صبا چاہتا ہون

خدا دوست کو میری مجہسے چھڑا دی
جو دشمن کا بھی مین برا چاہتا ہون

وہ عیسی سے ملے تو کہون اوس سی صفدر
کہ مین درد دل کی دوا چاہتا ہون

دل و جگر خون ہو چکی ہین حواس تک اپنی جا چکی ہین

وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمی اوٹھا چکی ہین

یقین ہے اب رحم پر وہ آئین ستم کبھی ہین کمال مجھ پہ

ستا چکی ہین رولا چکے ہین دل و جگر کو جلا چکی ہین

کبھی مذمت نہو گی واعظ شراب گلگون کی میکشون سے

زبان سی اوسکو برا کہین کیا جسی کہ منہ ہم لگا چکی ہین

گلا کی غنچہ بچھا ئینگی کیا وہ پاس میری سنا ہی مینی

مری طرف سی رقیب اونکو لگا چکی ہین بجھا چکے ہین

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو

کسیکا اب اور امتحان ہو ہمین تو آپ آزما چکی ہین

مقدر اپنا ہی خفتہ کب سے کہان ہی امداد اب کر جونگی

تڑپ کی چلاکی شور کرکی بہت اسی ہم جگا چکی ہین

چمن سے گل توڑنا تو کیسا ہی سے صفدر بہت غنیمت

کہ دامن اولجھا جو خار سی تھا بہ مشکل اوسکو چھڑا چکی ہین

١٨٠

ہوی الفت کی جب بلا سی تو کب قاضی سی ڈرتی ہین
خدا کی سامنی کہدینگی ای بت تجہپہ مرتی ہین

جہان دیکہا کسیکو بس یہ حسرت اوسپہ مرتی ہین
حسینون سی نہین ڈرتی ہم اپنی دل سی ڈرتی ہین

کہا مجکو اجل نی دیکہکر مقتل مین قاتل سی
ہین حاضر اسکو جلدی آپ اب بیدم کریتی ہین

زیادہ اس سی شوخی اور کیا ہو گی قیامت ہے
یہی بیٹھی ہین مٹھی مین مرا دل اور لیکری ہین

تری اس بیوفائی پر وفاداری یہ کرتا ہی
نہین مرتی ہین تجہپر ہمتو اپنی دلپہ مرتی ہین

یہ خودبینی کہان تک آئنی کو اب کرو رخصت
ادہر بھی اک نظر ہم بھی تو تمکو پیار کرتی ہین

فراق یار مین یون عمر صفدر کی گذرتی ہے
تڑپتی ہین سسکتی ہین نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین

۱۸۱

تعلق سی رہا آزاد سیر دشت و گلشن مین
نہ گل سیری گریبان مین نہ کانٹا میری دامن مین

مین سمجا عشق مین معین تو اگر ہی حسن مین کامل
نہ سمجھا خار صحرا مین نہ سمجھا پھول گلشن مین

نہ کوئی غیر کعبی مین نہ بتخانی مین بیگانہ
نہ بردستی کا جھگڑا پڑ گیا شیخ و برہمن مین

وہ بیکس ہین کہ ای زاہد ہماری ہاتہ رہتی ہین
کبھی شیشی کی گردن مین کبھی ساقی کی گردن مین

کسی کی دل کی دکھنی پر ترس کہاتا نہین کوئی
گھٹائین رو رہی ہین ہنس رہی ہی برق ساون مین

تمہارا ایک جلوہ ہر جگہ نیرنگ کہتا ہی
صنم چشم مسلمان مین صنم چشم برہمن مین

مضامین منتخب میری غزل مین کیون نہو صفدر
مین کانٹون کو ہٹا کر پھول چن لیتا ہون دامن مین

۱۸۲

پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری اندنون
مرغ بسمل کی تڑپ ہی بیقراری اندنون

واہ کیا جوبن پہ ہی حسن عروسان چمن
ناز کرتی پھرتی ہی باد بہاری اندنون

فرقت دلدار مین خصت ہوئی ہوش و حواس
درد اک کرتا ہے دل کی غمگساری اندنون

جابجا سبزہ ہوائین سرد ہین موج زن | کیا گلستان مین ہی لطف بادہ خواری اندنون
فرقت جانان مین دل نی بھی عجاری ترک کی | ہمنشینی غمگساری دوستداری اندنون
واہ کیا جوبن دکھاتی ہین تمہاری چھاتیان | ابہری ابہری گوری گوری پیاری پیاری اندنون

فصل گل مین توڑہی توبہ رہا جاتا نہین
کیا کرین صفدر رکہی بی اختیاری اندنون

۱۰۳

کم سن ہین آئینہ ابھی پیش نظر نہین | کیا لین مری خبر او نہین اپنی خبر نہین
ہمدم کہان رفیق کہان ہجر یار مین | پہلو نشین سوای دل نوحہ گر نہین
لیتا ہون ایک گال کی بوسی جو چاہیے | کس ناز سی وہ کہتی ہین بس اب ادہر نہین
اوڑہ اوڑہ کی مسی لگا کرین آپ پان | مین دیکہون بیٹہی بیٹہی یہ مسی اگر نہین
سودای زلف یار مین کہتا ہون آہ ہم | یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین
ملتی نہین ہی آنکہ بھی بوسی کا ذکر کیا | اگلی سی وہ حضور کی ہم پہ نظر نہین

صفدر رکھین چھپای سی چھپتا ہی درد دل
بیتاب کیون ہین آپ محبت اگر نہین

۱۸۴

ہم آئی تھی گھڑی بھر غم غلط کرنیکو یارون مین
وہ سب ہمسی سوا نکلی تمہاری دوستدارون مین

نہ میرا عشق ہین ثانی نہ تیرا حسن ہین ثانی
مین ہون لاکھون مین یکتا منتخب ہی تو ہزارون مین

نہین آرام اسکو ایکدم مثل دلِ عاشق
نگاہ ناز بھی ہی کیا تمہاری بیقرارون مین

ہمین ہی جستجو ہر بزم مین معشوق کمسن کی
تمنا لالۂ بیداغ کی ہی لالہ زارون مین

چھکایا می سی اک عالم کو ساقی تونی محفل مین
ادہر بھی کوئی ساغر ہم بھی ہین امیدوارون مین

کہو یہ برق سی لذت تڑپنی کی اگر چاہی
رہی دو چار دن آکر تمہاری بیقرارون مین

شب فرقت مرا نالہ صدای صور تھا صفدر
زمین جنبش مین آئی دی دہائی مزارون مین

۱۸۵

کوئی بات منہ سی نکل گئی جو خلاف وصلت یار مین

تو یہ عذر اوسنی کرونگا مین کہ جنون سے ہے مجکو بہار مین

مری دلکی کچہ سے نئی فغان الم جدائی یار مین

نہ جرس کی نالے مین درد یہ نہ اثر یہ صوت ہزار مین

وہ کہڑی ہوئی ہین سر لحد مری اقربا سی کہی کوئی

او نہین اور دیکہو لون کوئی دم ابہی تختے دین نہ قرار مین

چمن جہان مین مین پہر چکا نہین تما گل کوئی دوسرا

فقط ایک بلبل زار کیا جو کہو تو کہدون ہزار مین

دم وصل بسکہ لحاظ تہا نہ زبان سی کچہ بہی مجہی کہا

مگر انکہین شرم سی بند کین نئی سوجہی بوس و کنار مین

تری لطف حد سے کہین سوا مری جرم کی نہین انتہا

نہ وہ آسکین گی حساب مین نہ یہ آسکین گی شمار مین

نہ وہ ناز اوٹہانی کی حوصلی نہ وہ صفدر اپنی ہین ولولے

نہین طاقت اب دلِ زار مین نہین تاب جان نزار مین

۱۸۶

مذکور اوس دہن کا جسدم سنا چمن مین
موتی بھری گی شبنم ہر غنچی کی دہن مین

گم گشتہ دل ہمارا تمسے جدا نہوگا
چاہ ذقن مین ہوگا یا زلف پرشکن مین

ای باغبان پھری ہم برسون نسیم آسا
آئی نہ ایک گل سی بوی وفا چمن مین

ٹھوکر نہ یون لگاو قبر ونکو نازسی تم
مردی اوچھل پڑینگی بیساختہ کفن مین

اوجھی ہوی ہین لاکھون دل عاشقونکی اسمین
کنگھی کرو سمجھکر گیسوی پرشکن مین

حیرت نی باز رکھا قاتل کی دیکھنی سے
پردہ یہ آئینہ ہی دولہا مین اور دولہن مین

اسواسطی ہی خواہش ملک عدم کی صفدر
بچھری ہوی احبا ملجائینگی وطن مین

۱۸۷

شرم آنکہ مین ہی آنکہ ہی پنہان نقاب مین
رہتا ہی اب حباب بھی اونکا حجاب مین

اللہ ری شوق پوچھتی ہین نامہ بر سی ہم
کچھ تو بتا دی کیا وہ لکھینگی جواب مین

رہ رہ کی مثل برق تڑپتا ہون بار بار
اللہ ری درد دل کی چمک اضطراب مین

کعبی کو مین گیا تو وہ بت ہو گیا خفا
چلکر رہ ثواب پڑا اس عذاب مین

قاصد بہی اوسکو دیکھکی بیتاب ہو گیا
کیا جانی کیا زبان سی کہا اضطراب مین

وہ کچھ لکہا کہ دل کو مری یاس ہو گئی
اس سی تو کاش کچھ وہ نہ لکھتی جواب مین

رنج فراق حضرت ناصح سی روز بحث
صفدر ری ایک جان ہی کس کس عذاب مین

۱۸۸

یہان ہماری سوالون کا کچھ حساب نہین
وہان جواب یہی ہی کہ کچھ جواب نہین

وہ ولولی نہین وہ عالم شباب نہین
چمک وہ درد کی وہ رنگ اضطراب نہین

دہن ہی غنچہ تو سنبل ہی زلف گل عارض
بہار باغ سی کم عالم شباب نہین

وہ بیدہن ہین تو ہم بھی زبان نہین رکھتی
ادہر سوال نہین ہی ادہر جواب نہین

تڑپ کی تڑپ کی یہ موجین حباب کرتی ہین
بنا مزار پس مرگ کوی جانان ہین

کسیکا دین پر آب ہی حباب نہین
ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہین

شرف وہی ہی پوچھی کوئی تو کیا صفدر
امام سبحہ ہون گو داخل حساب نہین

۱۸۹

گالیون پر بھی تری حق مین دعا کرتی ہین
ہم وہ کرتی ہین جو ارباب وفا کرتی ہین

تیری بو سونگھنی کو چاہیی ای باد دماغ
کیا سمجھکر گلہ باد صبا کرتی ہین

کوئی اتنا تو بتادی کہ حسینان جہان
دل جو لیجاتی ہین عشاق کا کیا کرتی ہین

گالیان دینی لگی کیسی وہ برہم ہوکر
ہمنی اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتی ہین

دہیان کب اوسکی کمر کا نہین آتا ہمکو
سفر ملک عدم روز کیا کرتی ہین

بادشاہی نہ اوٹھیگا تری در و گیسو سی
کیا سمجھکر طلب ظل ہما کرتی ہین

کی جو صفدر نی شکایت تو شکایت کیا ہی

دوستون ہی کا تو احباب گلا کرتی ہین

۱۹۰

رہتا ہون رات دن جو کسیکی خیال مین
باقی نہین تمیز فراق و وصال مین

او ڈاوڑہ کی درد دل تجھہی ہی چھیڑنیسی کام
کیا جانی تو کہ بیٹھی ہین ہم کس خیال مین

کیا مجکو قتل کرکی پشیمان ہوسی ہین وہ
بیٹھی ہین سر جھکای ہوی انفعال مین

دل بہاگتا ہی ابتو تصور سے یار کی
کمبخت غیر آتا ہی پہلی خیال مین

اللہ کیا مقام ہی میدانِ عشق بھی
قاتل جو وجد مین ہی تو بسمل ہی حال مین

وہ اور جواب میری سوالونکا نانہ ر
وہ بات کہ کہ آی کسیکی خیال مین

صفدر غضب ہی جان پہ عاشق کی ہر طرح
گرمی جلال مین ہی تو شوخی جمال مین

۱۹۱

مین اگرچہ زار و نزار ہون مگر اسکا شکر گذار ہون
نہ کسیکی چشم مین خار ہون نہ کسیکی دلکا غبار ہون

نہ کسیکی چوٹی کا پھول ہون نہ کسے گلے کا مین ہار ہون

یہ ہجوم داغ ہی جسم پر کہ مین آپ باغ و بہار ہون

نہ کسیکی سینی کا داغ مین نہ کسیکا لالۂ باغ مین

نہ کسیکی گھر کا چراغ مین نہ کسیکا شمع مزار ہون

نہ شمار مین نہ قطار مین نہ کرور مین نہ ہزار مین

غم بیکسی کی دیار مین فقط ایک مشت غبار ہون

مجھی میرا گوشہ انزوا مری حق مین ہی سبب بقا

جو ذرا جہان کی لگی ہوا تو فنا برنگ شرار ہون

مرا سر قدم سی اوٹھائیے مجھے اب گلی سی لگائیے

بہت آنکھین اب نہ دکھائیے کہ ہزار دل سی نثار ہون

یہ ہوس ہی جعفر خستہ جان کہ سوے مدینہ ہون مین روان

گری حنا کبھی جو یہ آسمان اوسی کوچی کا مین غبار ہون

١٩٢

خواب مین آنیکا اقرار ہی پہ خواب کہان
خواب بھی آئی تو پھر دیکھنی کی تاب کہان

یار آزردہ محفل غیر مخالف دربان
کھینچ لایا ہی مجھے یہ دلِ بیتاب کہان

دشت غربت مین وطن سی ہمین لائی قسمت
اب وہ ہم بزم وہ غمخوار وہ احباب کہان

خشک کانٹی ہین فقط باغ مین آئی ہی خزان
گل شاداب کہان لالۂ سیراب کہان

بیقراری سی مری دل کی نہین ہو واقف
تم نی دیکھی طپش ماہی بی آب کہان

کشتی ٹوٹی ہوئی گرتا ہوا اِک جوش پہ بحر
کتنا غافل ہون کہ آیا ہی مجھی خواب کہان

عہد پیری مین گیا حسن جوانی صفدر
ہوگئی صبح عیان جلوۂ مہتاب کہان

١٩٣

سخت بیمار درد فرقت ہون
آئی جلد ورنہ رخصت ہون

صاف باطن ہون پاک طینت ہون
شکل آئینہ بی کدورت ہون

جان تک بھی نثار کر دون گا — غم نکر غم جو مین سلامت ہون

مثل سبزہ ریاضِ عالم مین — پایمال ہجوم غفلت ہون

دورِ ساغر ہی اسطرف بھی ضرور — ساقیا لائق عنایت ہون

رنج فرقت سی دی نجات مجھی — موت کا مین رہین منت ہون

عشق محبوب پر تمام ہی صفدر
پیرو خاتمِ رسالت ہون

۱۹۴

رو نہین ابر تر کی نقشے مٹا دیے ہین — ہم جب اٹک گئی ہین دریا بہا دیے ہین

نالون سی دل ہلین گی کیونکر نہ ان بتون کی — عرش برین کی پایے اکثر ہلا دیے ہین

احسان نسیم گلشن کہتی ہی کیا لحد پر — کس دن چمن سی لاکر دو گل چڑھا دیے ہین

حسن و جمال کا کب شہرہ تھا چاند جانب — یہ چار چاند ہمنی تسکو لگا دیے ہین

ای شوخ تیری بسمل تڑپی ہین جب زمین پر — گردون کی دھجیون نی پردی اوٹھا دیے ہین

گرچہ نقش بند امکان کہتا نہیں ہی پڑا
کیا کیا بنا بنا کر نقشی مٹا دیی ہین

رونی کی آنکھین خوگر جلنی کا شوق دلکو
الفت نی روگ کیا کیا صفدر لگا دیی ہین

۱۹۵

رقیبان نگاہون سی کم دیکھتی ہین
تمہین جس محبت سی ہم دیکھتی ہین

رہ عشق مین دل نی بھی ساتھ چھوڑا
وفادار دنیا مین کم دیکھتی ہین

شگفتہ ہی گلزار لبریز ساغر
تری راہ ابرِ کرم دیکھتی ہین

دم نزع ہے سامنی سی نجاؤ
تمہین اور ہم کوئی دم دیکھتی ہین

نگاہون سی ہی قصدِ قتلِ دو عالم
ارادی بڑے اونکی ہم دیکھتی ہین

بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہی کوئی
ادہر بھی اودھر بھی عدم دیکھتی ہین

وہ صابر ہین خاموش بیٹھی ہین صفدر
جفا دیکھتی ہین ستم دیکھتی ہین

۱۹۶

اوس کوچی مین ہم پہنچی تدبیر اسی کہتی ہین | وہ گہر سی نکل آی تقدیر اسی کہتی ہین

سر اوسکی قدم پر ہی نام اوسکا زبان پر ہے | سجدہ اسی کہتی ہین تکبیر اسی کہتی ہین

پیغام مرا سنکر خط پڑہ کی کہا اوسنی | تقریر اسی کہتی ہین تحریر اسی کہتی ہین

گہبرا کی چلی آی وہ آپ مری گہر مین | ای نالۂ دل تحسین تاثیر اسی کہتی ہین

گہبرا کی جو دل بولا مین آکی پہنسا کس مین | شانی نی کہا نادان زنجیر اسی کہتی ہین

نقشہ تری صورت کا آیا جو تصور مین | بیساختہ دل بولا تصویر اسی کہتی ہین

جب دیر ہوئی **صفدر** خود اوسنی بلا بہیجا
قسمت کی یہ معنی ہین تقدیر اسی کہتی ہین

۱۹۷

ماتم کشتۂ فراق آج ہے بزم یار مین

سوت خزان مین آئی تہی پہول ہوی بہار مین

حسن مین تم ہو لاجواب عشق مین ہم ہین انتخاب

فرد ہو سیکڑون مین تم ایک ہین ہم ہزار مین

گیسو و روی یار کی ایسی ہے ہمکو جستجو

ایک قدم حلب مین ہی ایک قدم تتار مین

پھرتا ہون دمبدم اگر گرد تری خفا نہو

عذر ہی قابل قبول دل نہین اختیار مین

قید ہین بال بال مین سیکڑون بیکسون کی دل

شانہ سمجھ کی کیجیے گیسوِ مشکبار مین

دل کی تڑپ کا ہو برا جسنے ہمین جگا دیا

سوتے تھے پای چین سے چار گھڑی مزار مین

مالک کوثر و جنان روز جزا ہین مرتضی

ذکر شہی سے ہے صحبت صفدر بادہ خوار مین

١٩٨

جب سی مہمان ہوا ہی تو دل مین
نہ رہی کوئی آرزو دل مین

حسرت آنکھون مین ڈہونڈہتی ہی اوسے
درد کرتا ہے جستجو دل مین

جب اوٹھا جان پر ہوا صدمہ
درد کی طرح سی ہی تو دل مین

نہین آتی ہے شرم سی باہر
یہ دولہن ہے کہ آرزو دل مین

بیوفا یہ بھی ہو گیا کمبخت
آگئی ہے تمہاری خو دل مین

بیوفا دلربا کو کہتے ہین
اور مجکو ہے گفتگو دل مین

وصل سو بار ہو چکا صفدر
آرزو سی ہے آرزو دل مین

١٩٩

مین کب جنس جان رایگان بیچتا ہون
خریدار تم ہو تو ہان بیچتا ہون

فقط ایک بوسی پہ دیتا ہون دلکو
نہ سمجھو کہ سوداگران بیچتا ہون

جو تلوار تمنے کوئی مول لی ہے
مین سر اپنا ای جان جان بیچتا ہون

تمہین جو پسند آی حاضر ہی لیلیو
دل و دین و نام و نشان بیچتا ہون

ابھی دیکی دل مول لیتا ہون بوسہ
وہ آہستہ سا تو کہدین کہ ہان بیچتا ہون

اگرچہ مین کر تسکو لیتا ہی لیلیو
نہ دل بیچتا ہون نہ جان بیچتا ہون

کسی دین و دنیا کی پروا ہی صفدر
محبت مین دونون جہان بیچتا ہون

٢٠٠

لگای زخم کاری وسنی قاتل اسکو کہتی ہین
ہنسی کیا کیا نہ اپنی زخم بسمل اسکو کہتی ہین

نہ اسکو تیغ کا ڈر ہی نہ اندیشہ ہی خنجر کا
تری الفت مین کھیلا جان پہ دل اسکو کہتی ہین

قدم رکھکر جو کوی یار مین سینی نشان پوچھا
صدای غیب آئی کوی قاتل اسکو کہتی ہین

وہ جب سدم آئینہ خانی مین آی نہ کہا ہنسکر
عجب جلسہ حسینونکا ہی محفل اسکو کہتی ہین

بڑی جو چلنی والی تھی تھکی راہ محبت مین
کسی سی طی نہین ہوتی ہی منزل اسکو کہتی ہین

کوئی کہتا ہی غنچہ اوس دہن کو اور کوئی نقطہ
یہ عقدہ حل نہین ہوتا ہی مشکل اسکو کہتی ہین

نہ تڑپا زخم کھا کر زیر خنجر بھی جو میں صفدر
کہا قاتل نے ہنسکر واہ بسمل اسکو کہتے ہیں

پھر نظر آ گئی وہ گیسوئے خمدار کہیں	۲۰۱	پھر گرفتار ہوا آج دل زار کہیں
دل تڑپتا ہے بہت آج قفس میں صیاد		کوئی آزاد ہوا تازہ گرفتار کہیں
آ گئی آہ زباں تک تو کماں چرخ کی خیر		کھنچ گئی میان سے اب رکتی ہے تلوار کہیں
اتنی سی بات پہ ہوتی ہیں عبث آپ خفا		ایک بوسے پہ یہ دیکھی نہیں تکرار کہیں
اس ادا سے نہ قدم وقت تماشا رکھیے		ہو نہ ہنگامۂ محشر سر بازار کہیں
سر بازار نہ یوں ناز و ادا سے چلیے		آپ کی چال پہ چل جائے نہ تلوار کہیں

صاف چہرے سے تمہارے یہ عیاں ہے صفدر
دام الفت میں کسی کے ہو گرفتار کہیں

طلب دین کی یا فکر دنیا کریں	۲۰۲	حیات دو روزہ میں کیا کیا کریں

ستمگر نے چھوڑا ہمین نیم جان
یہ مد نظر ہی کہ تڑپا کرین

کہان تاب نظارہ اے شوق دل
اگر آنکھون سے وہ کا تماشا کرین

یہ چالین حسینون کی اچھی نہین
یقین ہی کوئی فتنہ برپا کرین

بس اب تو ارادہ ہی صفدر یہی
محبت کسی سے نہ اصلا کرین

۲۰۳
طور نرالا تمنے نکالا تمسا کوئے خود کام نہین

سب سے ہین راہین سب پہ نگاہین ہمسے سلام و پیام نہین

حال دل اپنا کیا کہون ہمدم کیسی گذرتی ہی شب غم

صبر نہین ہے تاب نہین ہی چین نہین آرام نہین

منہ سے تمہارے ہان کبھی نکلی ایسی بھی کوئی ساعت ہو

دن کو نہین ہی شب کو نہین ہی صبح نہین ہی شام نہین

دام بلا ہے فہم سا ہی نخلخہ سا ہی مشک خطا

مار سیہ ہی پیچ کی رہ ہی گیسوِ عنبر فام نہین

خوف خدا بھی چاہیے ای دل ہو کی مسلمان سنجت بہت

یہ تو نیا ہے کوئی طریقہ دین نہین اسلام نہین

صبح جو اوسکی در پہ گئی ہم ہو کی خفا دربان نی کہا

ٹھنڈی ٹھنڈی گھر کو سدھارو آجکی صحبت عام نہین

ہی جو ہجوم اغیار کا ہر سو کوچی مین اوسکی خوف نہین

آنکی صفون کو مین جو نتوڑون صفدر میرا نام نہین

۲۰۴

یہ کون آیا ہی کھلکر پھول جعد عنبر افشان مین
صبا اتراتی پھرتی ہی جوان روزون گلستان مین

کہین اب جلد بجھل ای جنون مجہ آبلہ پا کو
ہوی ہی دیر کانٹی راہ تکتی ہین بیابان مین

خدا جانی خرام ناز سی کسنی قدم رکھا
کہ شور حشر برپا ہو گیا شہر خموشان مین

روانی بڑھ گئی چلنے لگی اب ساری عالم پر ‏ ‏ ‏ ہماری قتل سے دم آگیا شمشیر براں میں

اگر فصل بہاری آگئی نزدیک ہے صفدر
کہ پھر کچھ ربط باہم ہو چلا دست و گریباں میں

٢٠٥

ترا داغ جفا ہے اور میں ہوں ‏ ‏ ‏ دل درد آشنا ہے اور میں ہوں

وہ بت ہے اور اک عالم کا مجمع ‏ ‏ ‏ یہاں میرا خدا ہے اور میں ہوں

خوشی ہے خورمی ہے اور ہیں وہ ‏ ‏ ‏ مصیبت ہے بلا ہے اور میں ہوں

جوانی جا چکی پیری بھی آئی ‏ ‏ ‏ بس اب آگی قضا ہے اور میں ہوں

دم عیسی نہیں درکار صفدر
وہ شمشیر ادا ہے اور میں ہوں

٢٠٦

الہی دے اثر ایسا مری بیتابی دل میں ‏ ‏ ‏ چلی آئیں کلیجا تھام کر وہ میری محفل میں

لب جان بخش و تیغ ابروِ جاناں کا دھیان آیا ‏ ‏ ‏ مسیحا سے ملاقات اپنی ٹھہری کوئے قاتل میں

مزہ ہی یہ کہ مقتل مین لگائی تیغ ہنس ہنسکر
نمک بھر بھر دیا قاتل نی ہر اک زخم بسمل مین

اوگی ہین بوٹیان مہندی کی قبرون پر شہیدونکی
لہو انکا ہی ابتک حسرت پابوس قاتل مین

نہ پوچھو کیون اوٹھا صفدر تمہاری بزم سی نالان
نہین معلوم کیا تھی کوئی کمبخت کی دل مین

۲۰۷

لطف میخواری ہی پھولا ہی چمن برسات مین
ای دلِ مشتاق ہو توبہ شکن برسات مین

سیر گلشن کو وہ جاتی ہین تو کہتی ہی نسیم
جھولو جھولا ڈالکر ای گلبدن برسات مین

غنچی ہا مہربان ساقی خم میخانہ بند
کیا سمجھکر ہین ہوا توبہ شکن برسات مین

زعفرانی صندلی دہانی بسنتی شربتی
چاہیی ہر روز بدلو پیرہن برسات مین

ہی شراب و ساقی و مینا و ساغر آج دن
کیا ہی بگڑا ہی ترا صفدر چلن برسات مین

۲۰۸

آئی بہار تازہ گلستان ہی ان دنون
باغ جہان بھی روضۂ رضوان ہی ان دنون

صحن چمن مین دور ہو جام شراب کا
ساقی ہوای سرد ہی باران ہی اندنون

لطف و کرم ہی مطرب و ساقی ہین سرفراز
جو ہی وہ اپنا بندۂ احسان ہی اندنون

دور شراب گردش ساغر ہی اوہم
جسکو خیال گردش دوران ہی اندنون

جلسی پریرخونکی ہین دور شراب ہے
صفدر بہی مرتبی مین سلیمان ہی اندنون

۲۰۹
قتل کو خنجر ادا دور سی کیون دکہاکہ یون
کچہ مین لپٹ نجاونگا اگی مجہی ہٹاکہ یون

اگی دو راہی مین پہنسی فکر ہی کس طرف چلین
رند بتاتی ہین کہ یون کہتی ہین پارسا کہ یون

شوق یہ دلکو جب ہوا شکل فنا کی دیکہی
مٹ کی حباب نی مجہی نقشہ بتادیا کہ یون

در پہ تری گذر تو ہو پھر نہ اوٹھونگا بہیک

راہ بتای گا مجھی خود مرا نقش پا کہ یون

فکر دل گرفتہ تھی ہوگا شگفتہ کس طرح

غنچی نی ہنس کی صبحدم کان مین دی صدا کہ یون

مینی کہا کہ تمنی می غیر کو دی تھی کسطرح

اوسنی منگا کی جام زہر مجکو پلا دیا کہ یون

غیر نی پوچھا یار سی عشق مین کس طرح رہون

صفدر رنجان کا حال اوسنی سنا دیا کہ یون

	٢١٠	
دل کی ہمراہ پہنسی روح تن انسان مین		ساتھ دیوانی کی ہی قید پری زندان مین
واہ قسمت نہ مین جنت نہ جہنم کا ہوا		چشم مالک مین جگہ ہی نہ دل رضوان مین
ذبح کرنا ہی جو منظور سنبھالو پوشاک		جان من خون کی دھبی نہ لگین داماں مین

بڑھ گئی خط کی نکلنے سے بہار عارض — جیسی اعراب سی رونق ہو سوا قرآن مین

راہرو آہی گئی میری طرف سی صفدر
مین وہ کانٹا ہون جو اوجھا نہ کسی اماں مین

٢١١

فصل گل آئی ہوا عشرت کا ساماں باغمین — نغمہ زن ہین بلبلین طاؤس رقصاں باغمین

ہر روش پر سرو مینا جام گل غنچی سبو — میکشی کا غیب سی کیا کیا ہی ساماں باغمین

جھوم کر پڑھتی ہین گلبن طفل مکتب کی طرح — دفتر گل ہی کہ سعدی کی گلستاں باغمین

باغبان ہی خواب مین جلدی جگادی ای نسیم — پھول چن کر بھر لیا گلچین نی داماں باغمین

بزم مین پڑھکر غزل خاموش صفدر ہوگیا
یا چہک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغمین

٢١٢

ہمتو ہزار بار ترے جستجو کرین — پر دل نہین رہا ہو تو خاک آرزو کرین

اک دل تھا وہ بھی عشق مین برباد ہوگیا — لائین کہان سی دل کہ تری آرزو کرین

کھل جاوی اونکو دعوی یکتائی جمال		ہی دل مین آج آئینہ ہم رو برو کرین
کوی بستان مین شہر مین صحرا مین باغ مین		دلکی کہ ہر تلاش کہان جستجو کرین
صفدر یہ آرزو ہی کہ تنہا جو وہ ملین		کچہ روئین کچہ گلہ کرین کچہ گفتگو کرین
اک قیامت ہی اوسکی چال نہین	٢١٣	کسکا دل ہی جو پائمال نہین
ہمتو ذرے اوس آفتاب کی ہین		جسکو اندیشۂ زوال نہین
ایک بوسی کا تمسی طالب ہون		اور کوئے مرا سوال نہین
وعدۂ وصل ہو وفا اون سے		یہ کسیطرح احتمال نہین
خون صفدر یہ رنگ لایا ہی		ہاتہ منہدی سی اونکی لال نہین
یون سرفروش کوی قاتل کو ڈہونڈہتی ہین	٢١٤	گم کردہ راہ جیسی منزل کو ڈہونڈہتی ہین
الفتین تیری ایسی دونون گم ہوگئی ہین		دل ہمکو ڈہونڈتا ہی ہم دلکو ڈہونڈہتی ہین
کہدو ابھی نہ کہولی باب بہشت رضوان		میدان حشر مین ہم قاتل کو ڈہونڈہتی ہین

پھرتی پھرا دس گھیر سب ہو جتا شی یا | کستی پھرا پر [illegible] سب گھر [illegible]
ہنا تما سا تہ جگا کدری دو سب جا لی | صف قد عشق ہم کی حسن [illegible]

ردیف واو

برا ہو تشبا دکا ہمی کھول کر آشیاں سی ہم کو

نفس میں پیکا دا میں خدا کا [illegible] کھا ئی ہم کو

کسا دی عشق تسیں سی الف [illegible] جانیں [illegible] ہم کو

سوا سار ی تسیں پی خطب جسا [illegible] ہم کو

دیکھو وسٹ سی مری کھوں رنگ [illegible] کا دیا

کہاسٹ دو توں [illegible] جگر [illegible] ہم کو

یقیں کال [illegible] مستی میں جیں کی دو سب [illegible]

کر [illegible] دل کی کہا [illegible] ہم کو

چمن مین ہم سیر کو تو آئی مگر ہے کھٹکا سا ایک دلکو

نہ دوست اپنا یہان ہی گلچین نہ راہ ہی باغبان سی ہمکو

ہوا ہی مدت مین وصل جانان عجیب راحت سی سو رہی ہین

ابھی تو ہی رات ای موذن جگا نہ شور اذان سی ہمکو

پس فنا بھی نظر مین ابتک وہی ہین جھگڑے وہی ہین جلسے

اگرچہ اس عمر بی بقا نی چھڑا دیا کاروان سی ہمکو

وہ توڑ کر چوڑیون کو اپنی یہ بولی میری کفن مین رکھکر

کہ صحن محشر مین ڈہونڈ لینا کسی جگہ اس نشان سی ہمکو

یہ صور محشر سی کہہ دے صفدر کہ خاکسارون سی کیا کدورت

لحد مین راحت سی سو رہی ہین جگا نہ شور و فغان سی ہمکو

موسم گل ہو باغ ہو ہم ہون وہ گلعذار ہو ۔ ۲۱۶ ۔ لطف اوٹھی بہار مین اور نئی بہار ہو

صحن چمن میں ہر جگہ رنگ جمی نشاط کا
نہریں رواں ہوں جابجا جوش پر آبشار ہو

ایک طرف ہو جام می ایک طرف ہو بانگ نی
ایک بغل میں شیشہ ہو ایک بغل میں یار ہو

جوش می نشاط میں اوسکی کمر میں ایک ہاتھ
دوسری ہاتھ میں مری گیسوی مشکبار ہو

سینہ بسینہ لب بلب جسم میں دلکی بکلیں سب
اوس سی میں ہمکنار ہوں مجھسی وہ ہمکنار ہو

اوسکی گلی میں میری ہاتھ میری گلی میں اوسکی ہاتھ
دونوں طرف سی چاہ ہو دونوں طرف سی پیار ہو

وہ کہی دم تو لو ذرا وصل کی ہی تمام شب
میں کہوں نہ سکو تاب ہی دلپہ بھی اختیار ہو

چہرہ بحال ہوا دہر شرم سی سرنگوں اودہر
صبح کو چیڑ چھاڑ ہو آنکھ اگر دوچار ہو

صفدر امیدوار ہی اسکی برآئی آرزو
ایسی بھی ای خدا کبھی گردش روزگار ہو

۲۱۷

آجکل دہن یہ بندہی ہی تری دیوانی کو
چلکی آباد کردن اب کسی ویرانی کو

وصل میں دور کرو آئینی کو شانی کو
اور راتیں ہیں بہت زلف کی الجہانی کو

دیکھکر در پہ خفا ہوتی ہو کیون جاتا ہون
تھم گیا تھا دل بیتاب کی ٹھہرانی کو

فرقت یار مین کس کسکو بہلاؤن دلسے
نازکو غمزی کو انداز کو شرمانی کو

دل دکھی یا نہ دکھی رحم کرین یا نکرین
کاش اکبار وہ سن لین مری افسانی کو

سخت حیران ہون کس کس کی سنون وحشت مین
غول یارونکی چلی آتی ہین سمجھانی کو

موت اوسکی ہی جو ہو تیغ ادا کا چورنگ
یون تو سب خلق مین مر جاتی ہین جانی کو

ایسی آنی سی تو ہم کاش نہ آئی ہوتی
چار دن گلشن ہستی کی ہوا کھانی کو

پاس خاطر سی کہی شعر یہ مینی صفدر
اک پری مجھسی غزل مانگتی تھی گانی کو

٢١٨

صفدر زبان سی راز محبت عیان نہو
دل آشنای درد ہو لب پر فغان نہو

زنجیر کیا ہی نسخہ وحشت کی واسطی
پگڑی گری قدم جو مرا درمیان نہو

شام و سحر دعا ہی یہی عندلیب کی
یارب کبھی بہار چمن کو خزان نہو

کھلائین مست توبہ بھی ہم رند اگر کرین
قاضی ہین شراب تو اونپر گمان نہو

تاثیر عشق ہوتی ہی دونون طرف ضرور
ممکن نہین کہ شوق یہان ہو وہان نہو

جوہر دکھا رہی ہین وہ شمشیر ناز کی
مد نظر کسیکا او نہین امتحان نہو

ہم اس جہان سی درد و غم و یاس لیچلی
پروا نہین جو ساتھ کوئی کاروان نہو

تن سی نکل کی روح پریشان ہی کسقدر
طائر کوئی زمانی مین بی آشیان نہو

صفدر کبھی مین نام محبت نہ لون اگر
یہ دل نہو یہ آنکھ نہو یہ زبان نہو

۲۱۹

بیچین کر رہا ہی کہا کیا دل و جگر کو
ہر دم کسیکا کہنا جاتی ہین ہم تو گھر کو

کبتک یہ طول فرقت تاثیر دی الٰہی
اس آہ نارسا کو اس اشک بی اثر کو

ایک ایک نازا ونکا بیچین کر رہا ہی
کیونکر کوئی سنبھالی اپنی دل و جگر کو

ہربار کون مانگی ساقی سی ساغر می
اپنی خبر نہین ہی مجھ مست بیخبر کو

بتیابیان سمجھا کچھ بھی وہ ناوک افگن | پیکان کی ساتہ کھینچا میری دل او جگر کو

زندان سی جب مین نکلا زنجیر نی کیا غل | آباد پھر بھی کرنا اگر اس اوجڑی گھر کو

جب قافلہ چلے گا سوی دیار جانان | پہلی چلینگی سب سی ہم باندہ کر کمر کو

ہر بات مین ہی رونا ہر گام پہ ہی نالہ | مشکل ہی ساتہ میرا ہر ایک ہمسفر کو

اوس بت نی حال میرا صفدر کبھی نہ پوچھا | کس دن نہین گیا مین تہامی ہوی جگر کو

٢٢٠

نظر آتا ہی گل آزردہ دشمن باغبان مجکو | بنانا تہا نہ ایسی بوستان مین آشیان مجکو

دہن تیرا دکھاتا ہی فضای لامکان مجکو | کمر تیری بتاتی ہی نشان بی نشان مجکو

فراہم اپنی بیگانی ہین ضبط آہ لازم ہی | خدا کی واسطی رسوا نکرنا ای زبان مجکو

مقیم محفل عشرت تہا اب صحرا مین پہنچا ہون | کہان تہا مین کہان لایا یہ دور آسمان مجکو

کیا ہی عہد دل سی کوی جانان مین نہ جاونگا | کہ اپنی صبر کا مد نظر ہی امتحان مجکو

تصور جب سے دامنگیر ہے اک رشکِ یوسف کا — بیابان مین پھراتی ہے تلاشِ کاروان مجکو

مرا دل کوئی قاتل مین پہنچکر مجھسے کہتا ہے — کہ یہ توہی شہادتگاہ تو لایا کہان مجکو

اگر فرصت ملی مسجد مین بھی آجاونگا زاہد — ابھی کرتی ہے چندے خدمتِ پیرِ مغان مجکو

مین اے صفدر پڑھون اشعار کیا یا قدردانون مین

بہار طبع دکھلاتا جو ملتا قدردان مجکو

٢٢١

تب لطف زندگی ہے جب ابر ہو چمن ہو — پیشِ نظر ہو ساقی پہلو مین گلبدن ہو

لبریز بادہ شیشے دورِ شرابِ گلگون — معشوقِ نوجوان ہو جامِ مے کہن ہو

مجمع مصاحبون کا یارانِ بے تکلف — جنسے کہ ربط باطن مانندِ روح تن ہو

مذکور حسنِ لیلی تقریرِ نازِ شیرین — گہ داستانِ مجنون گہ ذکر کوہکن ہو

بزمِ طرب مہیا جلسہ پریرخون کا — آغوش مین وہ دلبر جو جانِ انجمن ہو

گر رنج ہو اوسکی رخ پر گہ لب ہو اوسکی لب پر — آبِ بقا نصیب کام و لب و دہن ہو

طوقِ کمر کسیدم یہ دستِ شوق اپنا
طوقِ گلو کسیدم وہ زلفِ پرشکن ہو

ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم
وہ روح میں بدن ہون مین روح وہ بدن ہو

صفدر یہ عیش مجکو ہر روز ہین میسر
کیونکر ادای شکرِ الطاف ذوالمنن ہو

۲۲۲

شادی وصل مین آیا جو تبسم مجکو
غم فرقت نی کہا بہول گئی کم مجکو

حسن و انداز و ادا تمکو ملی روز ازل
درد و غم رنج و الم یاس و توہم مجکو

ہای یاد آتی ہین کیا کیا وہ ادا ہین اوسکی
آنکہ ہین شرم تکلم مین تبسم مجکو

کیا کہون کسکی تصور مین زمانہ چہوٹا
کسکی تصویر خیالی نی کیا گم مجکو

جسکی تقدیر مین جو تہا وہ ملا روزِ ازل
لیلی مجنون کو ملی نل کو دمن تم مجکو

ناگوار اتہا شبِ وصل ہوا کا بہی گذر
بدگمانی او نہین ہوتی تہی تو ہم مجکو

وہان جواب ایک نہین اور یہان لاکہ سوال
خامشی اونکو پسند آئی تکلم مجکو

راہ الفت مین کچھ ایسی ہوی دونون بیخود دل کو گم مینی کیا دل نی کیا گم مجکو

پاس سر پیٹتی ہی روتی ہی حسرت صفدر
بیکسی کہتی ہی کیون چھوڑ گئی تم مجکو

۲۲۳
وہ مزہ وصال کی رات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ جوشش شباب کا وہ مزہ سرور شراب کا
کبھی گریہ تھا کبھی قہقہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ ہمارا وصل مین چھیڑنا وہ تمہارا شرم سی جھینپا
کبھی منتین کبھی التجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی گرمیان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈی سانسین کبھی فغان
کبھی نیچی نظرون سی دیکھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوی ایسی غیرون سی آشنا ہمین صاف دل سی بہلا دیا

کہو ہمسی تمنی کہا تہا کیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ یہ دلبری کا سلیقہ تہا نہ ستمگری کا طریقہ تہا

نہ یہ شوخیان تہین نہ یہ حیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ لبون کو مسی سی کام تہا نہ تہا سرمہ آنکھون سی آشنا

نہ حنا سی سرخ تہی دست و پا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ نئی ادائین یہ شوخیان تو اب آگئین تمہین جان جان

کبھی آئینے سے بھی تھی حیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی تم بھی صفدر باوفا کسی بیوفا پہ تھی مبتلا

وہ کلیجا ہاتھون سی تہامنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جہان کی اچھی برون سی خبر نہین ہمکو ‏ نمبر ۲۲ ‏ کسی سی نفع کسی سی ضرر نہین ہمکو

کسی کی عشق مین ایسی ہی اتنو خبر ہی
کہ چند روز سی اپنی خبر نہین ہمکو

نصیب خفتہ زمانہ عدو فلک دشمن
کبھی دعا سی امید اثر نہین ہمکو

وہ شاخ ہین کہ نہ ہرگز کبھی پھلی پھولی
وہ نخل ہین کہ امید ثمر نہین ہمکو

بہارِ عارضِ جانانہ آئینہ لوٹی
کسی طرح سی یہ مد نظر نہین ہمکو

لحد مین بعد فنا بیکسون پہ کیا گذری
مسافران عدم کی خبر نہین ہمکو

وہ سرفروش ہین میدان عشق مین صفدر
کسی سے خوف کسی سی خطر نہین ہمکو

٢٢٥

جبسی ہی عشق رخ و زلف پریشان مجکو
کوئی کافر کوئی کہتا ہی مسلمان مجکو

حاجی کعبہ اوس ابرو کی تصور مین ہوا
یاد عارض نی کیا حافظِ قرآن مجکو

حور کی دلکو تمنا نہ پری کی خواہش
ملگئی تم نرہا اب کوئی ارمان مجکو

مین کہان عشق کہان دعوی الفت کیسا
جان نثارون مین سمجہ مین تری قربان مجکو

جان بلب ہون تری آنکھون کی قسم فرقت مین
پیار سی دیکھ لی اکبار مری جان مجکو

تو سلامت مری دشمن ہون قضا کی ممنون
مار ڈالیگی تری جنبش مژگان مجکو

اسکی تصویر خیالی نظر آئی صفدر
کر دیا حسن خداداد نی حیران مجکو

۲۲۶

گیا آزاد قید زندگی سی اپنی بسمل کو
الہی زور بازو دی زیادہ میری قاتل کو

مین آوارہ وہ سودائی مین سرگردان وہ دیوانہ
نہ کچھ دلکی خبر مجکو نہ کچھ میری خبر دل کو

خدا جانی کہ کیا لذت ملی دونونکو مقتل مین
ادہر حیرت ہی بسمل کو ادہر سکتا ہی قاتل کو

ہمارا انجمن سی کیا اوٹھانا ہم تو خود جائین
اوٹھا دین آپ اگر آئینی سی اپنی مقابل کو

اگر عیسی جلاتی ہین جلائین شوق سی ہمکو
مگر اتنا مناسب ہی بلا لین پہلی قاتل کو

قریب کوی جانان جب مین واماندہ ہو پہنچا
رقابت سی فرشتی دور کر دیتی ہین منزل کو

تمنا یاس حسرت درد کیا کیا اسمین رہتی ہین

عجب وسعت خدا نے دی ہے اے صفدر مری دلکو

٢٢٧

رہ سفر مین نہ بنے رہرو چراے چلو — عدم کی دور ہے منزل قدم اوٹھاے چلو

خرام ناز کی ہم بھی ہین دیکھنے والے — حسینو ہمسے بھی آنکھین ذرا ملاے چلو

مزار پر جو ہماری گذر ہوا اونکا — کہا یہ ناز نے دامن ذرا اوٹھاے چلو

کہین سفر مین نہ حاجت پڑے علاج نوشو — کمر مین چاہیے بوتل کوئی لگاے چلو

قریب کوچہ قاتل یہ مجھسے دل نے کہا — وہ آئے سامنے منزل قدم بڑہاے چلو

عدم کا قصد جو ہم روسیاہ کرتے ہین — حیا یہ کہتی ہے چادر سے منہ چھپاے چلو

جو عزم کوچہ قاتل ہے تمکو اے صفدر
طلسم ہستی فانی ہے یہ مٹاے چلو

٢٢٨

بہار آئی ہے دیوانو چلو صحرا سے گلشن کو — نگاہ شوق سے دیکھو عروس گل کے جوبن کو

تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کرون ہر دم — تری اس عجب صورت کو تری اس پیاری چتون کو

جوانی کو حسینان جہان بھی پیار کرتی ہین
لگا کی رکھتی ہین چھاتی سی اپنی جوبن کو

بہار گل مین توبہ کر گی کس حسرتسی تکتا ہون
کبھی ساقی کی چہری کو کبھی شیشی کی گردن کو

نہان کب تک رہیگا حسن عالم سوز پردی مین
جلادی شعلۂ برق تجلی اوسکی چلمن کو

وہ چلتی ہین ادھر کر جوش مستی مین تو کہتی ہین
نہین کچھ مال چوری کا چھپاؤن کیون مین جوبن کو

جھکی جو آپ سی لازم ہی جھکنا اوس سی ای صفدر
تہ شمشیر قاتل مین جھکاؤن کیون نہ گردن کو

٢٢٩

چمن مین ہی کا مزہ ہی جو پاس یار بھی ہو
ہوای سرد بھی ہو ابر نو بہار بھی ہو

نجاؤن اوسکی گلی مین مگر قرار بھی ہو
سنبھالون خاک جگر دل پہ اختیار بھی ہو

سوال وصل مین لازم ہی بیقراری دل
دعا قبول ہو شامل جو اضطرار بھی ہو

دیا تھا دل تمہین کس کس امید پر مینی
نجانتا تھا کہ ایسی ستم شعار بھی ہو

چمن مین بزم مین منظور ہو جہان چلیی
اگر یہ شرط ہی ہمراہ جان نثار بھی ہو

سحر قریب ہی بیٹھوگی بزم مین کتنک | | چلو پلنگ پہ عاشق سی ہمکنار بھی ہو

شب وصال کا جب لطف اوٹھی ہی صفدر
چمن بھی جام بھی مینا بھی مے بھی یار بھی ہو

۲۳

فرقت مین ستاتی ہی شب تار کسیکو
دکھلادو ذرا چاند سا رخسار کسیکو

شکوون پہ مری ہای یہ اوس شوخ کا کہنا
معشوق بھی ملتا ہی وفادار کسیکو

کچھ دلسی جو کہتا ہون تو کہدیتا ہون یہ بھی
کرنا نہ خبر اسکی خبردار کسیکو

احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولی
دشمن مری کیا کرنے لگین پیار کسیکو

بالین پہ مری کہتی ہین گھبرا کے مسیحا
اس درد کا دیکھا نہین بیمار کسیکو

آغوش مین کھینچا تو کہا اوسنی بگڑ کر
اسطرح بھی کرتا ہی کوئی پیار کسیکو

بی چین ہین بی صبر ہین بیتاب ہین صفدر
دیکھا ہی سر رہ بازار کسیکو

بادۂ عشق گلرخان ہمنی ہمپیا جو ہو سو ہو

صوم وصلوٰۃ واتقا چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

باغ مین کوئی مست ناز سویا ہی آج بیخبر

رخسی نقاب اوٹھا بھی دی باد صبا جو ہو سو ہو

حسرت وصل رنج ہجر رشک عدو جفای چرخ

اک بت بیوفا کو دل ہمنے دیا جو ہو سو ہو

ابتو شب وصال مین یار سی مین لپٹ گیا

شوخی وغمزہ وادا شرم وحیا جو ہو سو ہو

مینی کہا کہ جان ودل ہجر مین ہین بیقرار

اوسنی ادا و ناز سے ہنس کے کہا جو ہو سو ہو

عہد شباب فصل گل موسم نا و نوش ہی

اُسکو ہی فکر عاقبت بعد فنا جو ہو سو ہو

صفدر خستہ جان کا دل پھر کہین مبتلا ہوا

تھا جو جنون ذرا ذرا پھر وہ بڑھا جو ہو سو ہو

۲۹۴

دیتی دعائین حشر تلک کوی یار کو
تھوڑی زمین ہمین بھی جو ملتی مزار کو

توفیق دی خدا یہ ہماری غبار کو
دامن پکڑ کی روک لی اوس شہسوار کو

افسوس تم ہو غیر کی گھر اور ہم یہان
کاٹین تڑپ تڑپ کی شب انتظار کو

دل نی تڑپ تڑپ کی لحد مین ہزار بار
پھینکا ہی آسمان پہ سنگ مزار کو

جوش جنون مین بھی وہی باقی رہی تمیز
دیتا ہون آبلی مین جگہ نوک خار کو

کیا جانیی کھا گئی کدورت صبا کو تھی
برباد کر دیا مری مشت غبار کو

کس کسکو یاد کیجیی صفدر فراق مین
می کو چمن کو یار کو باد بہار کو

۲۳۳

گیا میں جیب کی اوس محفل میں لاغر ہو کے ایسا ہو
نہ دیکھا مجکو دربان نی مقدر ہو تو ایسا ہو

ہماری قتل نی منہ پھیرا نہ اوس شمشیر ابرو سی
بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو

می عرفان سی دم بھر چشم و دل خالی نہیں ہوتی
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

قضا بولی جو زیر تیغ قاتل سر جھکا میرا
نمازی مرتی دم اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

تڑپنی سی ہماری کوہ پانی ہو گئی لاکھون
پسیجا دل نہ اوس قاتل کا پتھر ہو تو ایسا ہو

تر ابسمل حباب آسا جو گذرا بحر ہستی سی
قضا بولی کہ کیا کہنا شناور ہو تو ایسا ہو

خدا نی ہمکو صفدر دل دیا اور دلکو الفت دی
کرم کہتی ہین اسکو بندہ پرور ہو تو ایسا ہو

۲۳۴

مین اک تنگی طلب مین چوڑ بیٹھا دین و ایمان تج
وفور شوق دیوانہ بنا دیتا ہی انسان کو

پریشان خاطروں کا حال تیری کان مین کہدی
خدا توفیق دی اتنی تری زلف پریشان کو

کہان تک زور وحشت اتنوائی دست جنون دم لی
بہت پرزی کیا دامن بہت پہاڑا گریبان کو

کیا نرگس کو حیران آپ کی چشم خماری نی
پریشان کردیا زلف دوتا نی سنبلستان کو

نہ گل توڑی کبھی گلچین نہ کاٹی باغبان شاخین
ذرا بلبل کی آنکھون سی اگر دیکھین گلستان کو

کسی محفل مین ہمکو کب ملی جمعیت خاطر
کہ ہر مجمع مین کہایا داوس زلف پریشان کو

خزان مین ہوش کسکو ہی اوٹھا ہاتھ کو آئی
بہار آئی تو صفدر دیکہ لینگی ہم گریبان کو

۲۳۰

یون مری دل کو ہی اوس گل پیرہن کی آرزو
جس طرح دولہا کو ہوتی ہی دولہن کی آرزو

ہمکو ای صیاد اب بھر چند آزاد کر
فصل گل آخر ہی اور دل مین چمن کی آرزو

آستین دامن گریبان اندنون بیکار ہین
کسکو ہی جوش جنون مین پیرہن کی آرزو

ہمکو غربت مین اجل آئی بڑا افسوس ہی
رہگئی دیدار یاران وطن کے آرزو

کاش صفدر اپنا جانا ہو مدینی کی طرف
ہی طواف روضۂ شاہ زمن کی آرزو

دیوانہ بنایا تری جلوی نی پری کو	۲۳۶	رفتار نی پامال کیا کبک دری کو
اوس شوخ نی سینی پہ مری ہاتہ تو رکہا		اللہ جزادی مری درد جگری کو
پیری نی گرایا مجہی محفل کی نظر سی		پوچہا نہ کسینی بہی چراغ سحری کو
وہ آنکہ کہان ہی جو رخ عیش کو دیکہین		وہ کان کہان ہین جو سنین خوشخبری کو

اوس زلف کی بولائی ہی جس طرح ہو صفدر

ٹہرالو کوئی دم تو نسیم سحری کو

ردیف ہای ہوز

کہا دل نی جو دیکہی نرگس مخمور جانانہ	۲۳۷	مئی حسن جوانی سی لبالب ہی یہ پیمانہ
ادائین اونکی دیتی ہین خبر جوش جوانی کی		نگاہین شرم آگین شوخ چتون چال مستانہ
وہ دل کیا ہی نہو جسمین تصور روی دلبر کا		وہ سر کیا ہی نہو جس مین ہوائی زلف جانانہ
غنیمت ہی وہ سمجہا تو جو کچہ سمجہا بجا سمجہا		مین آوارہ مین سودائی مین سرگردان مین دیوانہ

ذرا فرصت نہین ملتی ہی اونکو زیب و زینت سی
کبھی سرمہ کبھی مسی کبھی غازہ کبھی شانہ

کبھی تو ماجرای عاشقان زار بھی سن لو
عجب دلچسپ قصہ ہی عجب دلسوز افسانہ

تماشا ہی دل نادان کسیکی ساتھ جاتا ہی
قیامت ہی ہمارا آشنا ہوتا ہی بیگانہ

خرابات جہان برباد ہو جاتی تو ہو جاتی
رہی ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

جہان سی اٹھتی ہی صفدر کی برہم ہو گئی محفل
نہ شیشہ ہی نہ مطرب ہی نہ ساقی ہی نہ پیمانہ

۲۳۰

پریرو آدمی کا دل نہو کس طرح دیوانہ
تری بہکی ہوئی باتین تری چالین ہین مستانہ

سر مو فرق کچھ اسمین نہین تشبیہ کامل ہی
کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہی شانہ

بدلتا ہی مرا دل رنگ کیا کیا عشقبازی مین
کبھی بلبل ہی گلشن مین کبھی محفل مین پروانہ

انا لیلی کی اب تک ہر طرف آواز آتی ہی
مرقع عالم وحدت کا ہی مجنون کا ویرانہ

کھنچا ہی خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہی
وہان تیغ آزمائی ہی یہان ہمت ہی مردانہ

ہزاروں درد حسرت یاس ارمان دل میں مہماں ہیں
کہاں اوٹھیں کہاں بیٹھیں ذرا سا ہی یہ کاشانہ

جو اماں چمن اپنا نہ سمجھی آج تک مجکو
رہا باغ جہاں میں مثل سبزہ سب سی بیگانہ

غرض طوبی و کوثر سی نہ پروا حور و جنت کی
وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ میخانہ

دل اغیار کو صفدر ہماری دل سی کیا نسبت
یہ مسجد ہی وہ میخانہ یہ کعبہ ہی وہ بتخانہ

۲۳۹

سوداگر ہینگی دل کا کسی دلربا کی ہاتہ
اس باوفا کو بیچین گی اک بیوفا کی ہاتہ

سنکو نکا کچہ جواب جب اونسی نہ بن پڑا
گردن میں میری ڈالدی مسکرا کی ہاتہ

دو دو قدم وہ رقص میں چلنا سیکہا ہی
دامن پکڑ کی پاؤں بڑہا کر اوٹھا کی ہاتہ

گہونگہٹ اولٹ کی اونسی شب وصل یہ کہا
کچہ بک نہیں گئی مری دشمن حیا کی ہاتہ

سنتی ہی نام وصل وہ پہلو سی اوٹھ گئی
جہنجلا کی طیش کہا کی بگڑ کی چھڑا کی ہاتہ

بجلی چمک کی رہگئی انکہوں کی سامنی
منہ پر کسینی رکہلی جب مسکرا کی ہاتہ

اتنا رہی لحاظ کہ رسوا نہو کوئی
ہی عاشقون کی شرم تمہاری حیا کی ہاتہ

مقتل مین آج جمع ہین سامان نئی نئی
شمشیر ناز گردن بسمل قضا کی ہاتہ

صفدر رہی خوف کیا مجہی روز حساب کا
ہی شرم میری داور روز جزا کی ہاتہ

ہی عشق خط بہی الفت زلف دوتا کی ساتہ
کیونکر بچی گی جان بلا ہی بلا کی ساتہ ۲۴۰

طرز نگہ نی چہین لیی قدسیون کی دل
آنکہین جو اونکی اوٹہگئین دست دعا کی ساتہ

ہوکر شہید ناز یہ پایا ہی مرتبہ
خلق خدا ہی آج تری مبتلا کی ساتہ

منہ پہیر نا سیکا وہ شرما کی ناز سی
اور پہر سنبہالنا وہ دوپٹہ ادا کی ساتہ

خوشبو سی آج صحن گلستان مہک گیا
بیشک ہی بوی زلف رسا بہی صبا کی ساتہ

تو مجکو قتل کر مین تجہی مرحبا کہون
میری زبان چلی تری تیغ جفا کی ساتہ

کچہ انتہا ہی وہم کی اللہ ری احتیاط
آتی ہین خواب مین بہی وہ ناز و ادا کی ساتہ

رخصت ہی دلکی روتی ہین مل ملکی حسرتین
جاتا ہی آشنا کسی نا آشنا کی سات

صفدر نہین ہی تمسکو محبت تو کہو یہ
کیون دلکو تہامی جاتی ہو وش ہوا کی سات

۱۴۱

وہ تیغ ناز یارب ہو روان آہستہ آہستہ
مزہ لی لی کی تڑپین نیمجان آہستہ آہستہ

خفا بہی وہ ہوی بگڑی بہی برہم بہی ہوی لیکن
سنادی ہمنی ساری داستان آہستہ آہستہ

ہماری حال دل سی اور تو واقف نہین کوئی
صبا کچہ ہوگئی ہی رازدان آہستہ آہستہ

جگہ ہی سمین دلکی جان سن اور دل ہین حسرت ہے
نکالو میری پہلو سی سنان آہستہ آہستہ

لگادی ایک ٹھوکر جب وہ آئی فاتحہ پڑہنی
مٹایا قبر عاشق کا نشان آہستہ آہستہ

شب وصل صنم ہی صبح ہو نیمین نکر جلدی
روان ہو آج تو ای آسمان آہستہ آہستہ

کوئی رسوا نہو کچہ پاس اسکا بہی ہی صفدر
شب فرقت میں لازم ہی فغان آہستہ آہستہ

۲۴۲

کیا صدمون نی ہمکو ناتوان آخر آہستہ
بہار باغ پر چہائی خزان آخر آہستہ

کسیکی ابرو و مژگان نی ہمکو نیمجان چہوڑا
چلی شمشیر رک رک کر سنان آخر آہستہ

نہ پایا آج تک ظالم نی مجہسا صابر کامل
ہوی سب عاشقون کی امتحان آخر آہستہ

ابہی جلدی ہی کیا صیاد فصل گل تو آئیندی
سناؤنگا تجہی سب داستان آخر آہستہ

کہین گہبرا نجانا رعب سی اوس شوخ کی قاصد
ہمارا حال سب کرنا بیان آخر آہستہ

نہ ایوان فریدون ہی نہ جام جم رہا باقی
مٹی شاہان عالم کی نشان آخر آہستہ

اوٹھی یہ دوست اپنی منزلِ ہستی سی اے صفدر
کہ خالی ہوگیا سارا جہان آخر آہستہ

۲۴۳

خوش کرتی ہی دل دختر رز آکی ہمیشہ
رہتی ہی دولہن پاس یہ دولہا کی ہمیشہ

لب نی جو جلایا تو تیری آنکہ نی مارا
قاتل بہی رہا ساتہ مسیحا کی ہمیشہ

پردہ نہ اوٹھایا کبہی چہرہ نہ دکہایا
مشتاق رہی ہم رخِ زیبا کی ہمیشہ

غیر ونکو دیی بوسہ لب پیار سی اوسنی
ہم رہ گئی منہ دیکھکی للچا کی ہمیشہ

دن کو ہی اگر مہر تو شب کو وہ قمر ہی
جلوی ہین نئی اوس بت رعنا کی ہمیشہ

اللہ ری حیا وصل مین سو جاتی ہین اتنک
وہ جیب کی منہ پہیر کی شرما کی ہمیشہ

وہ دن ہمین جینی کا بھروسا نہین صفدر
چرچی تو رہینگی ہی دنیا کی ہمیشہ

۲۲۴

وہ عارض گلگون ہی گل تر سے زیادہ
وہ قامت موزون ہی صنوبر سی زیادہ

ٹوٹا جو حباب لب جو آئی یہ آواز
وقفہ نہین اس بحر مین دم بھر سی زیادہ

بنیاد ہی سب سعی ہی بیکار ہی کوشش
ملتا نہین انسان کو مقدر سی زیادہ

کوچی مین تری کون یہ فرہاد کو آیا
ہنگامہ ہی ہنگامہ محشر سی زیادہ

میری طپش دل مین اگر کچہ نہین تاثیر
بیتاب ہو تم کیون دل مضطر سی زیادہ

صدمہ او نہین پہنچی نہ کہین دل کی تڑپ سے
سینی سی لگاتا نہین اس ڈر سی زیادہ

بقدر نسمجھو اسی ہمقدر نسمجھو
پاوگی وفادار نہ صفدر سی یاد

۲۴۵

بدلتا ہی صفدر کچہ ایسا زمانہ
کہ ہی آج اسکا کل اوسکا زمانہ

حباب لب جو تھی ہم اس چمن مین
کھلے آنکہ اپنے تو گذرا زمانہ

لڑکپن تھا جبتک نہ تھی فکر کوئی
بہت یاد آتا ہے پچھلا زمانہ

بہت مہربان تھا وہ بی مہر مجھپر
ہوا ہی ابھی اسکو تہوڑا زمانہ

کبھی دشت گلشن کبھی باغ صحرا
دکھاتا ہی نیرنگ کیا کیا زمانہ

جو ہی قتل مدنظر سر ہی حاضر
مگر یہ کہو کیا کہے گا زمانہ

ہوا وصل اوس سی جدائی تھی جس سی
ہی ان روز ون صفدر تمہارا زمانہ

ردیف یای تحتانی

کسی زندگی کی امید ہی کہ خبر ہی فرقت یار کی

یہی دن ہی اپنی وصال کا یہی شب ہی اپنی فرار کی

گئی تھی چمن سی گلی مین کیا کسی شوخ لالہ عذار کی

تری پیرہن مین ہی ای صبا جو مہک عروس بہار کی

نہین چین دام مین ایک دم یہ تڑپ ہی بلبل زار کی

کوئی صحن باغ سی ہو نہو خبر آئی فصل بہار کی

وہ چھپا کی چہرہ کو زلف سی پی سیر آئین سر لحد

کوئی گردش ایسی ہوا ای فلک مری بعد لیل و نہار کی

پس مرگ پھر نہ ہی ہوس چمن جنان کی کسیطرح

تری کوچی مین جو زمین ملی پی دفن مجکو مزار کی

چو شعور ہے تو نہ آ دلا کبھی مرشدون کی قریب مین

جو یہ لبنی لبنی ہین داڑھیان بھی ٹمٹیان ہین شکار کی

مین وہ بادہ خوار ہون ساقیا کہ خدا سی ہی یہ مری دعا

جو قضا کرون تو مزار پر چڑھی ہی چادر ابر بہار کی

رہی زندگی مین جو مختصی پس مرگ ساری وہ ٹلی ہوی

نہ طلب ہی دولت و زر کی اب نہ خبر ہی یار و دیار کی

مین اخیر وقت مین صفدر اب کہون کس سی حال شباب کا

وہ سرور نشۂ بادہ تہا یہ بلا ہے رنج خمار کی

دل رہی یا نہ رہی وہ ستم ایجاد رہی ۲۲۰ سر رہی یا نہ رہی خنجر جلاد رہی

مشق غم ہجر مین یہ ای دل ناشاد رہی ۔ سانس لینی مین بھی کیفیت فریاد رہی

شانہ زلفون مین جو کرنا تو سمجھکر کرنا ۔ دل بھی اوجھا ہی کسیکا یہ ذرا یاد رہی

جب کیا قصد فغان ضبط پکارا کہ خموش ۔ دل ہی مین حوصلہ نالہ و فریاد رہی

الفت قید تھی مرغان قفس کو ایسی
شب فرقت مین ہمین بھول گئی سب ایسے

چھوٹ جانی پہ بھی گرد سرِ صیاد رہی
یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہی

کبھی فرقت مین بھی آنی نہ دیا رنج کو پاس
دل وہ دل ہی کہ رہی تیغ جفا کا چورنگ

شادی وصل کی امید پہ ہم شاد رہی
سرو وہ سر ہی جو تہ خنجر بیداد رہی

آہ بلبل تھی کہ ہم نکہت گل بھی صفدر
کہ رہی جب تلک اس باغ مین برباد رہے

۲۴۸

اوڑایا ہی ستارون نی چمکنا اونکی گلیسکی سی
چمک کر منہ چھپانا برق نی سیکھا ہی چنچل سی

نہ بھولونگا شب وصلت مین یہ بہ مانگنا اونکا
لجا کر مسکرا کر منہ چھپانا اونکا آنچل سی

جو کھولا آپ نی جوڑا تو خورشید ابر مین آیا
اوٹھائی زلف چہرہ سی تو نکلا چاند بادل سی

جنونکا جوش مین نازک طبیعت فصل گل سر پر
کہو فصاد سی لی فصد شاخ گل کی کونپل سی

غضب ہی آپکا اس ناز اس انداز سی چلنا
ہزارون فتنی برپا ہر قدم ہوتی ہین چھاگل سی

ابھی تک حسرت دیدار قاتل دل مین باقی ہی
صدا ہر دم شہید ناز کی آتی ہی مقتل سی

یہ بدلا رنگ عالم آسمان کی ایک گردش نی
نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ احباب کی محفل سی

پریشان ہونا بل کھانا بکھرنا پیچ مین لانا
یہ لٹکی سیکھلی کوئی تری زلفِ مسلسل سی

لطافت مین نزاکت مین صفا مین تو مین صفحہ سی
وہ بہتر ہی صبا سی گل سی آئینی سی صندل سی

۲۴۹

تمہاری سادگی پر دم فنا ہی روز اول سی
علاقہ ہی نہ مہندی سی نہ سرمی سی نہ کاجل سی

علاج دردسر ممکن نہین نازک دماغون کا
ہماری سر گرانی بڑھ گئی خوشبوی صندل سی

ہوای چشم لیلی کا اثر ہی خاکِ مجنون مین
ابھی اک غبار سر نہ گون اٹھتا ہی جنگل سی

مجھی محروم رکھا وصل مین بھی تیرہ بختی نی
ملی فرصت نہ اونکو رات بھر مسی سی کاجل سی

چمک کر آسمان پر ابر مین جب چھپ گئی بجلی
تمہارا جھانکنا یاد آگیا پردی کی اوجھل سی

اگر ہو چشم روشن فرق کیا گبر و مسلمان مین
چراغ دیر و کعبہ مشتعل ہی ایک مشعل سی

خدا جانی بنی کی آج کیونکر ہمسی ای صفدر
مزاج اونکا نظر آتا ہی کچھ بگڑا ہوا کلسی

پری نی حور نی انسان نی کب یہ شکل پائی ہی
خدا نی ہاتھ سی اپنی تری صورت بنائی ہی

۲۵۰

عبث گھبراتی ہی ای روح تو اس جسم خاکی مین
یہ زندان چند روزہ ہی قیامت تک ہائی ہی

نہ کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہ سرمہ ہی نہ مسّی ہی
یہ وضع سادہ تمکو سچ بتاؤ کب سی بہائی ہی

نہ تجھمین یہ کاوٹ تھی نہ تجھمین یہ کھچاوٹ تھی
تری شمشیر نی یہ چال کیا تجکو بتائی ہی

ہوا جو کچھ ہوا قاتل سی کچھ شکوہ نہین ہمکو
جنازی پر ہماری جمع کیون ساری خدائی ہی

کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی قسمت ہے
وہ بگڑی ہین جو ہمسی کیسی غیرونکی بن آئی ہی

یقین ہی اب دلِ بیتاب فرقت مین نہ تڑپیگا
اوٹھا کر یار کی تصویر سینی سی لگائی ہی

ذرا ای آفتاب حشر برقع ڈالکر آنا
اری ظالم خدا سی ڈر یہ روز خود نمائی ہی

مقابل ساری عالم سی کیا الفت نی ای صفدر

ادہر مین ہون تن تنہا ادہر ساری خدائی ہے

۲۵۱

جہان اس گلشن عالم مین ننگ آشنائی ہے
وہان دیکھا تو اوسکی ساتہ ہو بیوفائی ہے

نہ ہم واقف کسی سے ہین نہ کوئی ہمسے ہی واقف
فقط آئینہ سان لوگون سے صورت آشنائی ہے

جدا ہم یار سے ہین غیر ہین ہر وقت پاس اوسکے
خداوند جہان کیا تیری شان کبریائی ہے

فراق و وصل کی ہین لوٹتا ہون لذتین کیا کیا
کبھی اوس سے صفائی ہی کبھی اوس سے لڑائی ہے

نہ دل ہی اپنی قابو مین نہ آنکھین اپنی ہین
جسے کہتی ہین محشر وہ روز جدائی ہے

غنیمت ہی مرا جو دم ہی امید بقا کیسے
عناصر مین بھی باہم چار دن کی آشنائی ہے

بنا ہون بلبل تصویر اس گلزار مین صفدر
مری نزدیک سب یکسان اسیری و رہائی ہے

۲۵۲

بسکہ ہی عشق قد یار مین شہرت میری
منتظر ہین ہون قیامت کا قیامت میری

کبھی ہون بلبل گلشن کبھی پروانہ بزم
بھیس بدلی ہوئی پھرتی ہی محبت میری

اوس نظر سی جو گرا سب کی نگاہون سی گرا
آنکھ کیا اوسکی پھری پھر گئی قسمت میری

دل حسینون کو دیا جان اجل کو بخشی
وہ سخی ہون کہ نہین کام نہین ہمت میری

تم جسی چاہتی ہو اوسکی قسم صاف کہو
ہی تمہین غیر سی الفت کہ محبت میری

نوحہ گر کوئی جو مرقد پہ نہین کیا پروا
بیکسی روئیگی سر پیٹ کی حسرت میری

پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کرو
تمکو غیرون سی مناسب ہی شکایت میری

مجھسی کہتی ہی جوانی کہ بسر عیش مین کر
چند روزہ سی ملاقات غنیمت میری

گردش چرخ سی صفدر ہون حباب دریا
بنکی یکلخت بگڑ جاتی ہی صورت میری

۲۵۲

نہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری
آسمان نی نہ نکالی کبہی حسرت میری

سو رہی رات وہ سر رکھکی مری زانو پہ
بخت بیدار ہوی جاگ اوٹھی قسمت میری

پھر دم حشر نہوگا کسی مجرم سی حساب
پہلی آئی جو گنہگارون مین نوبت میری

دل تڑپ کر مجھی لیجای گا جو رو بحضور	بیقراری ہی کلید درِ جنت میری
ہون وہ برگشتہ مقدر کہ نہایت رویا	کی رقم کاتب قدرت نی جو قسمت میری
ہون رہا قید تعلق سی تو دیکھون اوسکو	پردۂ چہرہ مقصود ہی غفلت میری

کسنی کسنی مری مضمون نہ لیی ای صفدر
جب سی دیوان چھپا لٹگئی دولت میری

کھو آگئی ہمسی وہ پوچھلی جسی شرب مین کلام ہے

جو وصال ہی تو حلال ہی جو فراق ہی تو حرام ہے

وہ مئی نشاط سی مست ہین شب و روز جام بدست ہین

اونہین کیا خبر اونہین کیا غرض جو کسیکا کام تمام ہے

نکیا لحاظ فدا صنم کہ کہا ہمیشہ حسن سے ہے

تجھی اب بڑھا دن کہان تلک کہ خدا کا آگی تو نام ہے

جو تمہارا عاشق زار تہا وہ تڑپ کی رات کو مر گیا

ہی یقین کہ تمنی بھی ہو سنا یہ خبر زمانی مین عام ہے

نہ ملینگی ہم نہ ملینگی ہم کبھی آبرو کو نہ دینگی ہم

جو رقیب سی بھی پیام ہے تو ہمین سی اونکو سلام ہے

نہ وہ آتی ہین نہ بلاتی ہین ہمین باتون ہی مین لگاتی ہین

وہی ابتدا سی ہی آج کل وہی صبح ہی وہی شام ہے

کبھی لگیا جو زمین سی سر چرخ نشۂ شراب کا

تو یقین ہوا ابھی ساقیا یہ سمند برق خرام ہے

جو شراب نوش تھی ہر سحر وہ لحد مین سوتی ہین بیخبر

نہ ہوای سبزہ و باغ ہی نہ تلاش شیشۂ و جام ہے

دم حشر صفدر خستہ جان وہی دیگا ہمکو خط امان

جو ذبیح ہے جو قتیل ہے جو شہید ہی جو امام ہے

۲۵۵

وحشت فزا ہوا ہی کچہ ایسی بہار کی
پہولا جو پہول اوسنی قبا تار تار کی

نرگس کی آنکہ کیون نہ چمن مین کہلی رہی
تصویر بن گئی ہی تری انتظار کی

اب ترک عشق وضع سی اپنی خلاف ہے
ناصح ہی دم کی ساتہ جو بات اختیار کی

اوس سنگدل کا دل نہ پسیجا کسی طرح
ہمنی تو اپنی جان تلک بہی نثار کی

بارش یہ آنسوونکی ہی یا بارش سحاب
بجلی ہی یا تڑپ ہی دل بیقرار کی

ہمسی کدورتین ہین رقیبونسی صحبتین
ہی طرفہ شان قدرت پروردگار کی

صحرا کو چہوڑتا ہون تو روتی ہین آبلی
لذت ملی ہی کیا خلش نوک خار کی

آئی وہ خط نکال کی رخ پر ہمارے پاس
پنہان جو تہی کدورت دل آشکار کی

صفدر شراب پینی سی توبہ تو کی مگر
مجبور ہون کہ فصل پہر آئی بہار کی

۲۵۶

لیجای کاش آکی ہوا کوی یار کی
مٹی خراب ہو نہ ہماری غبار کی

اللہ ری طول روز قیامت بھی ہو چکا
لیکن ہوی نہ صبح شب انتظار کی

بجلی سی کم نہین یہ تڑپ مین کسیطرح
پوچھو نہ مجھسی میری دل بیقرار کی

کھولی ہی کسنی کاکل مشکین ای صبا
آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

دن رات اوسکی نرگس میگون فکر ہی
توبہ شکستہ ہو کسی پرہیزگار کی

ہوتا خیال یار سی اس دن کا سامنا
مٹی جو درمیان مین نہوتی غبار کی

قاصد تو کیا فرشتی کا اسکو یقین نہین
حیدر دوا ہے کیا دل بی اعتبار کی

در صنعت عاشق شدن معشوق

۲۵۷

سیر دیکھو بلبل آکی گل کا وہ گل رخسار ہی
لالہ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہی

طالب دیدار ہین سب جسکی ہو نہی کیطرح
آپ وہ برق تجلی طالب دیدار ہی

جسکی ہی شیرینی گفتار عالم کو پسند / خود وہ محو لذتِ شیرینی گفتار ہی

خشک لب ہین وہ مسیحائی کا دعوی کیا ہوا / ہو گی عیسی اپنی آنکھون کیطرح بیمار ہی

ہین خجل جسکی خرام ناز سی طاؤس و کبک / کیا تماشا ہی وہ خود وارفتہ رفتار ہی

طرہ طرار جسکا دام تہا سب کی لیی / دام اب اوسکو کسیکا طرۂ طرار ہی

کنگہی چوٹی سی نہ اب مطلق نہ آرائش سی کام / کس پریشانی مین شل گیسوِ خمدار ہی

مہر طلعت غش تہی جسکی سایۂ دیوار پر / اب وہ خود مانند سایہ غش پس دیوار ہی

جو گل خندان تہا گریان ہی وہ شبنم کیطرح / عین فصل گل مین پامال خزان گلزار ہی

گرم و سرد عشق کا اب حال ظالم کو کہلا / اشک آنکھون مین ہین لب پر آہِ آتش بار ہی

گریۂ صفدر پہ رہتا تہا جو ہر دم خندہ زن
ابر نیسان کیطرح اب خود وہ گوہر بار ہی

تاب نظر ہی شرط رخ یار کی لیی ٢٥٨ چشم کلیم چاہیی دیدار کی لیی

صدمہ جو ہجر کا ہی تو اغیار کی لیی
ہی یار میری واسطی ہین یار کی لیی

مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک
انکھین ترس گئین تری دیدار کی لیی

منظور شہرہ حسن کا ہی جانتا ہون مین
پازیب تمنی پہنی سہے جھنکار کی لیی

کیا کیا مزی اوٹھی نہ شب وصل یار مین
بوسی کبھی جبین کبھی رخسار کی لیی

بوسہ تو کیا بگڑتی ہین وہ بات بات پر
حیلی نئی نکالے ہین تکرار کی لیی

دامن سی اشک پوچھ رہا ہی وہ ہجر حسن
کیا مزتی ہین چشم گہربار کی لیی

کافی ہین درد و غم ہمین جائین سرور عیش
یارون سی کیون بگاڑیی اغیار کی لیی

دریا و دشت گلشن و بتخانہ و حرم
کس جا کہان کہان نہ پھری یار کی لیی

شاید وہ آئین میری جنازی پہ دوستو
انکھین کہلی رہین مری دیدار کی لیی

تازہ رہینگی پہول مضامین کی حشر تک
صفدر خزان نہین مری گلزار کی لیی

٢٥٩

جمالِ یار دیکھا ہمنی فیضِ چشمِ پرنم سی ‌‌ ‌ نظر آیا ہمین خورشید عالمتاب شبنم سی

عجب ویرانہ ہی جسدن سی دل خالی ہوا غم سی ‌ ‌ ‌ اس اوجڑی گھر کی آبادی تھی اوس کمبخت کی دم سی

عجب نیرنگ دکھلایا ہی ہمکو جوشِ وحشت نی ‌ ‌ ‌ نئی عالم مین پہنچی ہین نکل کر دونون عالم سی

محبت ہو نہ کیونکر قید مین زنجیر سی ہمکو ‌ ‌ ‌ کہ اسکو سلسلہ ہی کچھ تری گیسوی پرخم سی

غمِ الفت جو پایا ہی مزی کیسی اوٹھای ہین ‌ ‌ ‌ ہماری دل سی پوچھی قدر اسکی یا کوئی ہم سی

کبھی اونسی ہوی وصلت کبھی اونسی ہوی فرقت ‌ ‌ ‌ جہنم مین گئی جنت سی جنت مین جہنم سی

مآلِ کار سی دونون کی ہم از بسکہ واقف ہین ‌ ‌ ‌ خوشی سی غم ہمین ہوتا ہی ہوتی ہی خوشی غم سی

وہ بیکس ہین ہمین دنیا نی چھوڑا ہمنی دنیا کو ‌ ‌ ‌ نہ عالم ہمسی واقف ہی نہ ہم واقف ہین عالم سی

ہوئی تقدیر اولٹی جسقدر تدبیر کی صفدر
دوا سی دردِ دل چمکا اوٹھایا داغ مرہم سی

٢٦٠

قفس مین یا الہی ایسی ہو گویا زبان میری ‌ ‌ ‌ کلیجا تھام لی صیاد سنکر داستان میری

بجھی گی جام سی کیا پیاس ای پیر مغان میری
صراحی کی دہن مین کاٹ کر رکھدی ہی زبان میری

بہار آئی ہی مین دیوانہ نازک طبیعت ہون
گہو گلچین رگ گل سی بنای بیڑیان میری

لیا تہا خواب مین بوسہ کبہی لبہای شیرین کا
فرہ اوس روز سی ہوتی نہین اب تک زبان میری

اس اندیشی سی کہسکر ہاتہ وہ سینی پہ سوتی ہین
شب مہتاب مین دیکہی نہ کوئی چہاتیان میری

نہ اونکو ہوش ہی اپنا نہ مجکو ہی خبر اپنی
عجب حالت ہی فرقت مین وہان اونکی یہان میری

کسی پر حال میری غنچہ دل کا نہین افشا
صبا کچہ رفتہ رفتہ ہوگئی ہی رازدان میری

ہوا یون لب بلب تو کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی
مری منہ مین زبان تیری تری منہ مین زبان میری

یہ کہنا وصل مین اوس کج روش کا یاد ہی صفدر
بڑہا و طوق گردن کا اوتار و ہیکلیان میری

٢٦١

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہی
خدا جانی اب کیا ہوا چاہتا ہی

تڑپ دل مین ہی دید شوق تر ہی
وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہی

بہت اسکو ایذا ہی پہلو مین میری
یہ دل اب کسیکا ہوا چاہتا ہی

دکہا کر وہ تلوار کہتے ہین مجہسی
خبر ہے تمہین کیا ہوا چاہتا ہی

وہ اٹہکیلی کی چال چلنی لگی ہین
کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہی

بہت تیز ہی آجکل تیر مژگان
کوئی دل نشانہ ہوا چاہتا ہی

وہ رخسار پر ملنے والے ہین غازہ
یہ قرآن مطلا ہوا چاہتا ہی

مری قتل کرنیکو آتا ہی قاتل
تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہی

بلائین جو لین زلف کی ہمنس کی بولی
کہ صفدر کو سودا ہوا چاہتا ہی

۲۶۲

اونکی رخصت کی شب وصل جو سامان ہونگی
صبح کی ساتہ ہی ہم چاک گریبان ہونگی

دو قدم نازسی جسدم وہ خرامان ہونگی
فتنی اوٹہین گے نئی حشر کی سامان ہونگی

بزم ہو باغ ہو مسجد ہو صنمخانہ ہو
تو جہان ہوگا وہین سب تری خواہان ہونگی

سونگہنی والی ہین جو لوگ تری زلفون کی
نکہتِ گل سی دماغ اونکی پریشان ہونگی

تیغ و بازو کی صفت ایک جہان کرتا ہی
قتل کرکی مجھے وہ جفا کی پشیمان ہونگی

ایک ہم ہین کہ بجز غم نہین کچھ ہمکو نصیب
ایک وہ ہین کہ وہان عیش کی سامان ہونگی

آپ ہی جان کو ہم دینگی شب فرقت مین
ملک الموت کی شرمندہ احسان ہونگی

سر پہ جسنی کہ لیا روز ازل عشق کا بوجھ
اور کوئی نہین وہ حضرت انسان ہونگی

اونکی محفل مین گذر ہوگا جو اپنا صفدر
کبھی گریان کبھی خندان کبھی حیران ہونگی

۲۶۳

اوٹھی لطف جبتک کہ طالع رسا تھی
ہم اونپہ تصدق وہ ہمپہ فدا تھی

نہ تھا چین جبتک کہ اونسی جدا تھی
وہ آزردہ ہم زندگی سی خفا تھی

یہ تھا عشق مین پاس اخفای الفت
کہ نالی زبان پر مری بی صدا تھی

یہ انداز یہ ناز کس دن تھی دلکش
یہ غمزی یہ عشوی کہان دلربا تھی

وہ بیگانی ہین اب تو بیگانی ہین سب
جو وہ آشنا تھی تو سب آشنا تھے

جھکایا جو محراب شمشیر مین سر
ادا ہوگئی جتنی سجدی قضا تھے

نپوچھو جوانی کا بیسری ہین قصہ
وہ دن اور کچھ تھی وہ عالم جدا تھے

عدم مین کہین گی یہ ہستی سی جا کر
کہین کیا کہ کس رنج مین مبتلا تھے

نہ خاک کی سیر ہمنی جو صفدر
وہی مہر طلعت وہی مہ لقا تھے

۲۶۴

مصاحب ان روزون آئینہ ہی سنگار کا اونکو مشغلا ہے
کبھی ہی سرمہ کبھی ہی مسی کبھی ہی غازہ کبھی حنا ہے

بھار آئی چمن مین ساقی کہ بادہ خواری کا دور آیا
کھڑی ہی ساغر بدست نرگس درخت جو ہی وہ جھومتا ہے

جو ہمسی دلکو لیا ہے تمنے تو اسکو رہنی دو پاس اپنے ؟

غریب اچھا ہی یا برا ہے مطیع فرمان تو آپ کا ہے

گلی ہی اوس سنگدل کی محشر ہجوم فریادیون کا ہر سو

ہزار رو دھزار پٹو کسیکو وہان کون پوچھتا ہے

ہماری طرز اطاعت ایسی عتاب ظالم کا ہمپر ایسا

قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا کہ سر کا فی خون بھرا ہے

دیا جو قاصدنے میرا نامہ تو اپنی غشی سے وہ یہ بولی

لفافہ کرتا ہے چاک ناحق کہ خط کا مطلب کہا کہا ہے

نہین ہی کچھ ساتھیونکی پروا جو آگی جاتا ہی اونکو جائین

کبھی تو ہم بھی پہنچ رہینگی کہ ہم غریبونکا بھی خدا ہے

یہ اوسکی آگی سی کھینچتا ہی وہ اسکی آگی سے انجمن مین

غرض کہ آئینی کا بھی طوطی عجب حسینون مین بولتا ہے

رہائی ان بیڑیون سی ہرگز نصیب ہوتی نہین کسیکو

محبت اون گیسوون کی صفدر بری بلا ہے بری بلا ہے

٢٦٥

عشق کامل ہو تو اتنا چاہیے ناگوارا سب گوارا چاہیے

ظاہری کچھ لطف اونکا چاہیے دل لگانیکو سہارا چاہیے

تم جفا مین ہین وفا مین لاجواب جو ہو جس پیشے مین پورا چاہیے

پوچھتی ہو کیا ہمارا حال دل یہ تو اپنی دل سے پوچھا چاہیے

جان یون دین ہم کہ جانان بھی کہی عاشق جانباز ایسا چاہیے

جلوہ گاہ یار مین پہنچی تو ہین آنکھین کیا دکھلائین دیکھا چاہیے

چاہتا ہون مین تمہین تنہا تو کیا تم مجھی چاہو تو پھر کیا چاہیے

لطف بوسی کا اوٹھانا ہی اگر ناز بھی اوسکی اوٹھانا چاہیے

کل سی ہین صفدر وہ کچھ بگڑی ہوئی

آج کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیی

۲۶۶

تعریف کیا ہو اوسکی رخ بی نقاب کی
خوشبو جو گل کی ہی تو چمک آفتاب کی

بجلی سی ہی یہ قول دلِ بیقرار کا
سیکھی ہے طرز تو نی مری اضطراب کی

کبتک ہو صبر ظلم اوٹھائین کہا تلک
کچہ حد نہین رہی ستم بی حساب کی

برپا کرونگا حشر مین مین ایک اور حشر
صورت یہی رہی جو مری اضطراب کی

عصیان ہماری ہوگئی باہر حساب سی
دہشت نہین رہی ہمین روز حساب کی

مجکو لحاظ اونکو حیا تھی شب وصال
حسرت نہ نکلی اس دل خانہ خراب کی

مشہور ہی جہان مین جو چودہوین کا چاند
تصویر ہے وہ آپکی حسن شباب کی

سیماب کو سپند کو آتش پہ دیکھلو
پوچھو نہ مجہسی شرح مری اضطراب کی

صفدر یہ کم نہین ہی شرف میری واسطی
امت مین ہون جناب رسالت مآب کی

٢٤٧

اوس تبسم کی یاد آئی ہے
جب کلی کوئی مسکرائی ہی

دونون آنکھون نی مجکو لوٹ لیا
نازکی غمزی کی دوہائی ہی

ہم ادب سی وہ کہہ نہین سکتی
بات جو اپنی جی مین آئی ہی

آفرین کہیی اوس مصور کو
جسنی صورت تری بنائی ہی

ای بتو حسن پر نہو نازان
چار دن کی یہ خودنمائی ہی

کچہ تو دلکو خوشی ہو ای صبا
جہوٹ کہدی کہ اب آئی ہی

مجہسی مجرم کو خلد مین بہیجا
واہ کیا شان کبریائی ہی

ہاتہ کہینچا تو ناز سے بولی
دیکہو نازک مری کلائی ہی

کس اداسی وہ کہتے ہین صفدر
اب نہ چہیڑو کہ نیند آئی ہی

٢٤٨

مرغ قفس اسیری کی صدمی اوٹہا چکی
خوش ہون کہ دن بہار کی نزدیک آچکی

نالونکو میری حشر جو لانا تہا لا چکی
قلابی آسمان و زمین کی ملا چکی

آئینگی ملک دل پہ وہ شبخون یقین ہوا
ہاتہو نمین سنہدی آنکہو نمین سرمہ لگا چکی

آتی ہین میری گہر مین وہ اب بہی نہین ہی دیر
کپڑی بدل چکی ہین سواری منگا چکی

کیا جانیی دین و دل لائین کیا بلا
سوسو مصیبتون مین تو ہمکو پہنسا چکی

کہائینگی لا کہ زخم نہ موڑین گی منہ کبہی
کیا آزما رہی ہو جسی آزما چکی

ہی حوصلہ ہنوز حسینون کی عشق کا
سو بار بیوفاون سی دہوکا اوٹہا چکی

آئی نہ آئی رحم اونہین اختیار کیا
ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکی

قسمت کی خوبی دیکہیی صفدر کہلی آنکہہ
ساتہی جو تہی سحر کو سدہاری وہ جا چکی

۲۶۹

نارسا طالع ہماری جب رسا ہو جائینگی
آج بیگانی جو ہین کل آشنا ہو جائینگی

ضبط کرتا ہون فقط نالون کو اپنی ابہی
درہم و برہم ابہی ارض و سما ہو جائینگی

چلکی صحرا جوش وحشت مین گریبان پہاڑکی
ایک دن بیکار اپنی دست و پا ہو جائنگی

دل حسینونکو دیا تہا کیا مجہی معلوم تہا
آشنا ہوکر وہ یون نا آشنا ہو جائینگی

فکر مضمونِ دہانِ یار گر یون ہی رہی
ایک دن ہم راہی ملک فنا ہو جائینگی

باغبان نازان نہو اتنا بہار باغ پر
گل چمن سی کہنا اک دن ہوا ہو جائنگی

دلمین آیا ہی تصور ابروِ دلدار کا
آج ظاہر جوہر تیغ قضا ہو جائنگی

پیچ و تاب اون گیسوونکا ہمکو آیا تہا پسند
یہ نہ سمجہی تہی گرفتار بلا ہو جائنگی

گر یونہین اوس شوخ کی ہر روز نظارے رہے
حضرت صفدر بہی اک دن مبتلا ہو جائینگے

نہ ایک دن ربط جسم و جان ہی نہ پاس یہ دولت و حشم ہی

فنا فنا ہی فنا فنا ہی عدم عدم ہی عدم عدم ہی

عجب دورنگی جہان مین دیکہی کوئی مسلمان کوئی ہی کافر

حرم مین ذکر صمد ہی صنمکدی مین صنم صنم ہی

بلا کی محفل مین پاس اپنی جو مجھسی ناچیز کو بٹھایا

تری توجہ ترا تلطف تری عنایت ترا کرم ہے

ملی گا دل خاک مین جو میرا غم محبت کہان رہیگا

نہین ہی مرنے کا رنج مجکو اگر الم ہے تو یہ الم ہے

یہ خواب غفلت رہیگا کب تک کہ پیری ائی گئی جوانی

ذرا ہو بیدار سونی والو سحر ہی نزدیک رات کم ہی

وہ کھینچکر تیغ آچکی ہین نہین ہی یہ وقت بیقراری

تڑپ نہ ای دل ذرا ٹھہر جا جو رحم آیا او نہین ستم ہی

جو دل جلانی پہ آگیا جی تمیز کیسی حسین ہو کوئی

بنی جو پروانہ ہم تو یکسان چراغ بتخانہ و حرم ہی

غنی گدا ہون متاع دنیا کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا

نہ اسکی آنی کی مجھکو شادی نہ اسکی جانی کا مجھکو غم ہے

رسول اکرم کی مرتبی سے جہان مین واقف ہی کون صفدر

تمام عالم سی سے زیادہ فقط جو کم ہی خدا سی کم ہے

۲۷۱

سچ ہی کہ صنم قابل آزار ہمین تھے
سب چاہنی والون مین گنہگار ہمین تھے

لیلی تھی اگر تم تو ہمین آپ کی مجنون
تم رشک مسیحا تھی تو بیمار ہمین تھے

خلوت مین پہنچنی بھی نپاتا تھا کوئی اور
ہمدرد ہمین محرم اسرار ہمین تھے

آتا تھا نہ ہرگز کوئی بی اذن ہماری
سرکار کی دربار مین مختار ہمین تھے

گلگشت چمن ساتھ رقیبون کی ہمیشہ
زندان مصیبت کی سزاوار ہمین تھے

ملجای وہ یوسف تو صبا اوس سی یہ کہنا
رسوائی کی قابل سر بازار ہمین تھے

اب ہمسی سوا غیر پہ ہی چشم عنایت
آگی تو نطنہ کردہ سرکار ہمین تھے

وقت آئیگا کوئی تو بہت یاد کروگی		جانباز ہمین مونس و غمخوار ہمین تھے

کیون سیر کو وہ جانبِ گلشن گئی صفدر
داغون کی یہ کثرت تھی کہ گلزار ہمین تھے

	۲۰۲	
کچھ اعتبار نہین تن مین جان رہی نہ رہی		روان چمن مین یہ آب روان رہی نہ رہی
ہماری بعد غرض کیا جہان رہی نہ رہی		زمین رہی نہ رہی آسمان رہی نہ رہی
ابھی بہار ہی ہو مین مچا لی اے بلبل		خزان مین طاقت شور و فغان رہی نہ رہی
شراب آج ہی جی بھر کی شام تک پی لین		کہ کل عنایت پیر مغان رہی نہ رہی
تمہاری یاد نہ جائیگی میری دلسی کبھی		تمہین خیال مرا جان جان رہی نہ رہی
وہ مست ہین کہ رہی اپنی میکشی باقی		سبوی خاک خُمِ آسمان رہی نہ رہی
مٹا رہا ہے فلک دیکھیے کہ بعد فنا		مزار کا بھی ہمارے نشان رہی نہ رہی
حباب وار یہان زندگی ہی دم بھر کی		یہ دم رہی نہ رہے یہ مکان رہے نہ رہی

خدا کی حمد کرین نعت مصطفی صفدر
دہن مین دیکھیے گویا زبان رہی نہ رہے

۲۸۳

جب چودہوین کو چاند کی صورت نظر آئی
تصویر کسیکی مری دل مین اوتر آئی

دو پہول غریبون کی جو تربت پہ چڑہای
کیا سوچ تجھی آج نسیم سحر آئی

اپنی دل افسردہ کو رویا مین چمن مین
پژمردہ گل جب کوئی مجھکو نظر آئی

ساقی مین وہ میخوار ہون میخانی مین تیری
خالی جو ہوا شیشہ مری آنکہ بھر آئی

شاید کہ پری سے تری تصویر خیالی
جب قصد کیا شیشہ دل مین اوتر آئی

شاخ گل تر کو جو لچکتی ہوی دیکھا
گلشن مین مجھی یاد وہ نازک کمر آئی

قاصد نے دیا لا کی سند مجھے یار کا نامہ
یا لخت گل لیکی نسیم سحر آئی

کیا جانیے کیا حال ہی یاران عدم کا
خط آیا کسیکا نہ کسیکی خبر آئی

صفدر مری رونیکی حقیقت کو نہ پوچھو

دریا ہی طبیعت جدھر آئی اودھر آئی

۲۷۴

اب دل مین ظلم سہنی کی طاقت نہین رہی
وہ تم نہین رہی وہ محبت نہین رہی

وہ دن گئی کہ لاکھون اوٹھاتی تھی جھڑکیان
اب ناز بھی اوٹھانی کی طاقت نہین رہی

دنیا وہی زمین وہی آسمان وہی
پھر کیون حضور کی وہ طبیعت نہین رہی

چندی مین تم بدل گئی یا ہم بدل گئی
کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہین رہی

تمکو تو سب طرح کی لیاقت خدا نی دی
سچ ہی ہمین مین کوئی لیاقت نہین رہی

شکوہ نہین ہی آپ جواب پوچھتی ہین
وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہین رہی

بولی وہ شکوہ اونسی نہ آنی کا جب کیا
ہان سچ ہی اندنون ہمین فرصت نہین رہی

ایذا اوٹھائی ایسی شب ہجر یار مین
کچھ طول روز حشر کی دہشت نہین رہی

دل کیا کہ اونکو جان بھی صفدر نی نذر کی
شکر خدا کہ کوئی شکایت نہین رہی

مانند سحر چاک گریبان نکرینگی	۲۰۵	رسوا تجہی ای مہرِ درخشان نکرینگی
گل پہولین تو پہولین جو بہار آئی تو آئی		ہم ہجر مین رخ سوی گلستان نکرینگی
ای جوشِ جنون شوق سی لیچل سوِ صحرا		چہالی گلہ خارِ مغیلان نکرینگے
اک بوسی کی طالب ہین عبث خوف ہی تمکو		ہم اور کسی بات کا ارمان نکرینگے
ہندو و مسلمان کو رخ و زلف دکہاکر		کس روز وہ حیران و پریشان نکرینگی
بوسی کی طلب خوب نہین کہوئی یہ بات		سن سن کی کہین گی وہ نہین ہان نکرینگی
صیاد وہ پایا ہی فرہ پہنس کی قفس مین		منہ خواب مین بہی سوی گلستان نکرینگی
کہتا نہین اس ڈر سی مین اوس کی نذر دل گی		سجدہ طرف کعبہ مسلمان نکرینگی

صفدر رہی سوِ ملک عدم قافلہ راہی
پچہتائینگی چلنی کا جو سامان نکرینگی

صبح اوٹھکر کوچۂ جانان مین جایا چاہیی	۲۰۶	جلوۂ خورشید آنکھونکو دکہایا چاہیی

سر سے کھتا ہی نیا نقشہ جمایا چاہیی — قصد مہندی کا ہی کوئی رنگ لایا چاہیی

صبر و طاقت کو بھی ای دل آزمانا ہی ضرور — ناز معشوقان عالم کی اوٹھایا چاہیی

آفتاب حشر مین گرمی اگر ہو گی تو ہو — ڈر نہین سر پر تری رحمت کا سایا چاہیی

دیکھکر محفل مین مجھکو ہنسکی فرماتی ہین وہ — شمع کی بدلی کسیکا دل جلایا چاہیی

کاسہ گر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہی — خاک سی میری کوئی ساغر بنایا چاہیی

مرتی دم تو دو دوپٹہ تم کفن کی واسطی — آخری پوشاک بھی ہمکو پنہایا چاہیی

صفحہ ہستی پہ برسون بھی رہی تو کیا رہی — نام اپنا آپ لکھ لکھکر مٹایا چاہیی

شہر مین بدنام ہو جاؤگی تم صفدر ابھی — کوچہ محبوب سی بستر اوٹھایا چاہیی

۲۸۷

مصیبت مین دلکو پھنسا کر چلی — ہم آی تھی کیا کرنی کیا کر چلی

چمن سی وہ یون مسکرا کر چلی — کہ پھولون پہ بجلی گرا کر چلی

جب آئی وہ محشر بپا کر چلی
کہ خوابیدہ فتنی جگا کر چلی

ہزاروں گریباں ہوی چاک چاک
وہ اس طرح دامن اوٹھا کر چلی

شگفتہ ہوی اونکی آنے سی گل
چمن مین وہ کار صبا کر چلی

دوا درد دل کی کہاں چند روز
تماشای دار الشفا کر چلی

مری قبر پر وہ جو آئی کبھی
کدورت سی ٹھوکر لگا کر چلی

ہو اجز خطا کون ہمسی ثواب
جہان مین ہم آئی تو کیا کر چلی

نہ رحم آی یا آی صفدر راہ نہین
جو کچھ حال تھا ہم سنا کر چلے

جو ملی تمہین کہین راہ مین تو کہو یہ بات نسیم سے
کہ دماغ تازہ کرے مرا کسی گلبدن کی شمیم سے

فقط اتنی تمسی ہے التجا کہ لیا ہے تمنے جو دل مرا

تو خبر بھی اسکی ضرور ہے کہ بلا ہے ناز و نعیم سے

کبھی وصل اوسکا نصیب ہو کبھی ہم ہون اور حبیب ہو

یہی آرزو یہی مدعا یہی التجا ہے کریم سے

تری برق حسن جو طور پر کبھی چمکے رخ سی نقاب اوٹھی

تو یقین ہے پھر نہ نکل سکی ارنی زبان کلیم سے

مری درد کی ہو دوا عبث مری واسطی ہے دعا عبث

کہین موت کا بھی علاج ہی کوئی جا کی پوچھی حکیم سے

نظر آئی شیشی مین دختِ رز تو قدح کشون کو یقین ہوا

کہ خدائی دھرمین بھیجدی کوئی حور باغ نعیم سے

تری دیکھنی سے ہی مدعا لب جان فنہ کا ہون مبتلا

نہ ہی بحث مجکو مسیح سے نہ ہی کام مجکو کلیم سے

کسی طائرون کی خبر رہی کہ پھنسایا اسنے ہی دام مین
مری حرص تھی کہ چھڑا دیا مجھی ہمرہان قدیم سے

کہون کیا مین صفدر خستہ جان سے نفع ہی نہ غم زیان
نہ طلب ہی مجھکو بہشت کی نہ خطر ہی مجھکو جحیم سے

٢٧٩

مین آواز جرس ہون قافلی مین وحشت دل سے
ٹھہرتی سب ہین منزل پر مین بڑھجاتا ہون آگے سے

برنگ شمع جب مہمان اہل بزم ہوتا ہون
جلاتی ہین بجھاتی ہین اوٹھا دیتی ہین محفل سے

کدورت اونکو ہی مجھسی نہین ہی سامنا جبتک
ادھر آنکھین ملین اونسی ادھر دل ملگیا دل سے

دم آخر ترا بسمل نہین قاتل تڑپتا ہے
یہ رخصت ہو رہی ہی بیقراری تیری بسمل سے

تری الفت مین دونون بت ہین دونونکو ہی حیرانی
نہ دل کہتا ہی کچھ ہمسی نہ ہم کہتی ہین کچھ دل سے

شکست ایسی تری مستون کی ہاتھون سی اوٹھائی ہے
کہ توبہ بھاگتی ہی دور میخوارون کی محفل سے

یہ سو سو بار کیون اوٹھتا ہی صفدر ماجرا کیا ہے

خفا ہی دلربا کی طرح شاید درد بھی دل سی

٢٨٠

رنگ بدلی ہوی وہ گلشن عالم مین رہی
خندۂ گل مین کبھی گریۂ شبنم مین رہی

سر ہوا تن سی جدا کب یہ خبر بھی نہوئی
ہم تماشای رخ قاتل عالم مین رہی

بیوفا تمسا جہان مین نہ وفادار کوئی
آپ ہی قتل کیا آپ ہی ماتم مین رہی

مرض عشق کا تہا آب دم تیغ علاج
ہم تلاش نفس عیسی مریم مین رہی

داغ وہ داغ ہی جو سینۂ یعقوب مین ہو
اشک وہ اشک ہی جو دیدۂ آدم مین رہی

رات دن اوٹھتی چلی جاتی ہین احباب و عزیز
ای فلک روز کہان تک کوئی ماتم مین رہی

غم عشق آی تو رہنی کو ہین دو گہر صفدر
دل پہ غم مین رہی دین پر الم مین رہی

٢٨١

ای خوشا دل جو شب و روز تری غم مین رہی
ای خوشا چشم جو اس گریۂ ماتم مین رہی

آپ مین بیخودی عشق سی آئی کب ہم
رہی عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہی

دل پر سوز کی قسمت کا ستارہ چمکی — بنکی جگنو جو کسی شب تری محرم مین رہی

قرب ہمجنس کا ہمجنس کو ہوتا ہی پسند — یاس کیون آگئی نہ میری دل پر غم مین رہی

تمسی مطلب ہی ہمین اور کسی سی کیا کام — رہین ہم تم نہ رہی یا کوئی عالم مین رہی

نہوی جوش جنون مین کبھی اتنی بھی تمیز — ونکو ہم دہوپ مین یا رات کو شبنم مین رہی

کبھی بیہوش کبھی ہوش مین صفدر یہ دل

اسی عالم مین رہی یا اوسی عالم مین رہی

۲۸۲

زمین مین اگئی چھپ جنکی ہم ستای ہوی — مزار پر ہین وہ اب فاتحہ کو آی ہوی

تمام رات رہی جنسی ہم بغل وہ صبح — حیا سی بیٹھی ہین دامن مین منہ چھپای ہوی

طلب جو آئینہ ہوتا ہی دیکھی لیکن — حضور ہمسی بھی انکھین ذرا ملای ہوی

مقابلی مین مری کیا رقیب ٹھہر گئی — ہزار بار یہ میری ہین آزمای ہوی

کبھی تو جہانک کی غرفی سی دیکھو کوچی کو — غریب بیٹھی ہین کچھ چادرین بچھای ہوی

وہ آتی ہین سرِ تربت تو ناز کہتا ہی
حضورِ خاک سی دامن ذرا اوٹہای ہوی

کسیکی سنگ جفاسی ہی چور شیشۂ دل
نپوچہو حال کہ صفدر رہین چپ ٹکہای ہوی

۲۸۲

رکی وہ نہ ہمکو برا کہتے کہتی
ہوا خشک منہ یہان بجا کہتی کہتی

نہ کانون کو مہلت نہ ہونٹون کو فرصت
برا سنتی سنتی بہلا کہتی کہتی

نہ راضی ہوی وہ یہان عمر گذری
دعا دیتی دیتی ثنا کہتی کہتی

تہ تیغ اس صبر سی زخم کہای
قضا بہی تہکی مرحبا کہتی کہتی

سنا کر او نہین حال دل بوسہ مانگا
یہ بہکی زبان ماجرا کہتی کہتی

جواب ایک بہی ادنسی سیدہا نپایا
زبان تہک گئی مدعا کہتی کہتی

جو تہا خوف صفدر بتون کی گلی مین
گئی یا خدا یا خدا کہتی کہتی

٢٨٤

صفدر کبھی رخ جانب دنیا نکرینگی
گلزار فسونگر کا تماشا نکرینگی

مرجائین مگر شکوہ مسیحا نکرینگی
آزردگی یار گوارا نکرینگی

جو درد مین لذت ہی کہان ہی وہ دوا مین
منت کشی حضرت عیسی نکرینگی

سودائی ہین پر چاک گریبان سی ہی نفرت
ہم فاش جنون کا کبھی پردا نکرینگی

قبرون پہ اگر آؤگی تم فاتحہ پڑھنی
مردی کبھی جینی کی تمنا نکرینگی

رسوائی محبوب نہین شان محبت
ایسا نکرینگی کبھی ایسا نکرینگی

مست مئ الفت ہین ہمین مے سی غرض کیا
صفدر طلب ساغر و مینا نکرینگی

٢٨٥

انکھو نمین ادا پھرتی ہی ہر بار کسیکی
دل چھینی لیی جاتی ہی رفتار کسیکی

سوتونکو جگادیتا ہی ٹھکرا کی چلنا
مردونکو جگادیتی ہی رفتار کسیکی

پھر باغ مین آتا ہی کوئی رشک مسیحا
مشتاق ہی پھر نرگس بیمار کسیکی

مین شور قیامت سی بھی جبتک نہ اٹھیگا
سن لونگا نہ پازیب کی جھنکار کسیکی

کہہ کوئی قاتل سی کہ لے خبر لی
اک لاش پڑی ہی پس دیوار کسیکی

وہان غیر کی گھر عیش مین ہوگا کوئی مصروف
یہان کٹتی ہی حسرت مین شب تار کسیکی

حورون مین تو آیا ہون مگر یاد ہی صفدر
وہ ناز وہ انداز وہ گفتار کسیکی

۲۸۶

ہای یہ کیا طلسم ہی دید بھی ہے حجاب بھی
منہ بھی دکھا رہی ہین وہ چہری پہ ہی نقاب بھی

یار ہی بخت چاہیے بزم طرب مین کیا نہین
سیخ پہ ہے کباب بھی شیشی مین ہی شراب بھی

وصل تو یار سے ہوا وجہ مگر ہے اسکے کیا
انکھون مین اشک ہین وہی دل کو ہی اضطراب بھی

بحر جہان کی دیکہ لین سیر ذرا ھم ای فلک

وقفۂ عمر اگر ملے کچہ صفت حباب بہی

اونکو صبا یہ دی پیام آپ کا انتظار ہے

باغ بہی ہے شراب بہی سبزہ بہی ہی سحاب بہی

دیکہکی پیر مدرسہ مستکو یہ محو ہو گیا ٭

ہاتہ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہے کتاب بہی

ہاے وہ کم سنی گئے آئی تمیز کچہ اونہین

اب نہین دیتے وہ کبہی بوسہ علی الحساب بہی

بند ملا در جنان نار جحیم چہوڑ کر ٭ ٭

دوڑے ثواب کو جو ہم مفت گیا عذاب بہی

صفدر اسے ہوا ذرا وقفہ نہ باغ دہر مین

بوے نسیم صبح تھا گیا گذران شباب سے

۲۸۷

دل سی اوس گل کی آرزو نگئی — مرتی مرتے کبھی یہ بو نگئی

روح تن سے جدا ہوئی لیکن — حسرت وصل دل سی تو نگئی

نیچی نظرین ہمیشہ اونکی رہین — کبھی شرم وحیا کی خو نگئی

خم کی خم پی گئے مگر دل سے — خواہش ساغر و سبو نگئی

ہم بغل مین ہوا تھا کس گل سے — عطر کی پیرہن سی بو نگئی

ہر چمن مین پھری برنگ نسیم — لالہ رویون کی جستجو نگئے

اور سب خواہشین گئین صفدر

نگئی اوسکے آرزو نگئے

۲۸۸

مرتی رہی ہم لی نہ خبر آکی کسی نے — مارا دل مجروح کو تڑپا کی کسی نے

کیا صاحب غیرت تھی تری کشتہ الفت — احسان اوٹھا ہی نہ مسیحا کی کسی نے

اغیار جو آجائین تو کچھ مجھ سے نہ کہنا
چپکی سے کہا یون مجھی سمجھا کی کسینے

زیبا ہے پس مرگ جو ہو طور پہ مدفن
مارا نے مجھے دیدار سی ترسا کی کسینے

کیا جانیی کس دام مصیبت مین پھنسایا
دل کاکل پر پیچ مین اولجھا کی کسینے

یاران عدم بھی تھی عجب وعدہ فراموش
رکھا نہ ہمین یاد وہان جا کی کسینے

دو روز بھی صفدر کسی صورت نہین بنتی
اس درجہ بگاڑا او نہین سمجھا کی کسینے

۲۸۹

ہر دل مین ہی آرزو تمہاری
ہر لب پہ ہی گفتگو تمہاری

یون زیر قدم نہ دل کو پیسو
پس جای نہ آرزو تمہاری

ہر گل کو چمن مین ہمنی سونگھا
پائی نہ کسی مین بو تمہاری

کرتا ہی کسی سی کوئی باتین
سنتا ہون مین گفتگو تمہاری

دیکھا نہین ایک نی بھی تمکو
کیون دھوم سے ہے چار سو تمہاری

مٹی سے مجھے دیتی تم جو آتے
مٹ جاتی نہ آبرو تمہاری

بوسہ جو لیا وہ ہنس کی بولی
صفدر یہ بری ہی خو تمہاری

۲۹۰

شمع کی طرح جلیں یہ شک سی جلنی والی
اونکی محفل سے نہین ہم تو نکلنی والی

چشم تو پوچھے ہے دم نزع مروت سی بعید
دیکھتا جا ہمیں او آنکھ بدلنی والی

تیری فرقت میں ہزار آنکھ سی آنسو نکلین
اپنی دل سے نہین ارمان نکلنی والی

قافلے والو عدم جانی مین جلدی کیا ہے
اک ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تو ہین چلنی والی

نظر آیا کوئی معشوق جہان لوٹ گیا
نہین دیکھی دل نادان سی مچلنی والی

چارہ گر روکی سی کتنی ہین کہین لخت جگر
اشک بن بن کی نکلتے ہین نکلنی والی

شغل دھر مین وقفہ ہی تو اتنا صفدر
بھیڑ مین جیسی ٹھہر جاتی ہین چلنی والی

٢٩١

مری دلکو ایسی ہی الفت کسیکی
کہ آنکھون مین پھرتی ہی صورت کسیکی

پری آنکہ کیونکر نہ شمس و قمر پر
کہ ملتی ہی انسی شباہت کسیکی

حسین ہمنی دیکھی زمانی مین لاکھون
تری سامنی کیا حقیقت کسیکی

دیا ایک بوسہ وہ کہتی ہین اسپر
کبھی ایسی دیکھی ہی ہمت کسیکی

ابھی ہجر مین جان دیتا تڑپ کر
کرون کیا نہین ہی اجازت کسیکی

مصیبت مین کب ساتہ دیتا ہی کوئی
نہ کام آئی صاحب سلامت کسیکی

نہین دل تمہارا جو قابو مین **صفدر**
مقرر ہے تمکو محبت کسیکی +

٢٩٢

روز وصال دلمین ہین ارمان نئی نئی
اس گھر مین آج جمع ہین مہمان نئی نئی

آئی بہار پہولون نی بدلی ہین پیرہن
دامن نئی نئی ہین گریبان نئی نئی

ہی ابتدای عشق مین کیا سیر کا مزہ
وحشت نئی نئی ہی بیابان نئی نئی

مدت ہوی ہی نازاوٹھاتی ہوی مجھے — غمزی کرو نہ مجھسی مری جان نئی نئی

شب بھر رہی جو یاد مجھی زلف یار کی — دیکھا کیا مین خواب پریشان نئی نئی

تلوون مین تازہ تازہ نکل آی آبلی — پیدا ہوی جو خار مغیلان نئی نئی

دست جنون کا پاس ہی صفدر کو اسقدر
کرتا ہے روز نذر گریبان نئی نئی

۲۹۳

جوانی مین بہار حسن صورت آہی جاتی ہی — ثمر جسوقت گدراتا ہی نکہت آہی جاتی ہی

شباب آیا ترقی پر تو بوسون کی اجازت دی — خدا دولت جو دیتا ہی تو ہمت آہی جاتی ہی

غضب کی چیز ہی یہ حسن انسان لاکہ بچتا ہی — مگر دل کہنچ ہی جاتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی

ہزار اندوہ فرقت کو مین دلمین ضبط کرتا ہون — مگر پھر کچھ نکچھ لب پر شکایت آہی جاتی ہی

ہراسان اسقدر راہ دل نہو دوری منزل سی — بشر ہمت جو کرتا ہے تو طاقت آہی جاتی ہی

یہ دیکھا ہی طبیعت کی حسین کتنی ہی نٹہٹی ہون — ہوی دو چار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہی

جب اوسکی گرمیان صفدر نظر آتی ہین غیرونسی
بدن مین آگ لگتی ہی حرارت آہی جاتی ہی

۲۹۴

آمد فصل گل ہوئی موسم ناو نوش ہی
رند ہین اور اندنون خدمت مےفروش ہی

آبلی میری پاون کی کانٹونسی ملکی ہٹ گئی ہین
روتی ہین پھوٹ پھوٹ کر طرفہ لہو کا جوش ہی

منتظر جو قتل سے ہے دیر نہ کیجیے ذرا
روح بھی تن کو بار ہی سر بھی وبال دوش ہی

ہجر مین حشر ہی نیا حشر ہی کس حساب مین
صور بھی پھک چکا مگر دل کا وہی خروش ہی

دل جو مرا سیاہ ہی فرط گنہ سی واعظو

طعن کی کچھ جگہ نہین کعبہ سیاہ پوش ہی

منظر ہی ساقیا عالم بیخودی کی سیر

اور بھی کوئی جام دی کچھ ابھی مجھمین ہوش ہی

پھر نصیحت آئی ہین ناصح اگر تو یہ کہو + +

قصہ سنین گی اور دن آج تو درد گوش ہی

مرگ پہ میری نالہ کش کوئی نہین جہان مین

شمع بھی میری قبر پر آئی ہی پر خموش ہی

صفدر خستہ جان کی قدر آپ کو چاہیئی ضرور

ایک ہی جان نثار ہی ایک ہی سرفروش ہی

لگا یا ہی دل اوسکی زلف رسا سی		٢٩٥	اگر جان جا ہی تو جای بلا سی	
مرا حال سنکر کہا کس ادا سی			مری یا ب جیسے کوئی میری بلا سی	

تڑپ وصل مین ہجر سی بھی ہی دونی — مرا درد دل بڑھگیا اس دوا سی

رسائی اگر عرش تک میری ہوتی — اوسی بت کا سائل مین ہوتا خدا سی

لگاوٹ تری خوب مین جانتا ہون — مری جان لینگی یہ جھوٹی دلاسی

شرم ہی حجاب اونکا ہنگام بوسہ — نہین کھسکی منہ پھیر لینا ادا سی

غضب ہی یہ بیماری عشق صفدر
نہ صحت دوا سی نہ حاصل دعا سی

۲۹۶

برہمی زلف یار دیکھیی کب تک رہی — کشمکش جان زار دیکھیی کب تک رہی

کاوش مژگان یار دیکھیی کب تک رہی — آبلۂ دل مین خار دیکھیی کب تک رہی

قالب خاکی سی روح اپنی نکلتے نہین — گرد مین یہ شہسوار دیکھیی کب تک رہی

گلشن عالم مین ہی گاہ خوشی گاہ رنج — دور خزان و بہار دیکھیی کب تک رہی

تیری دست جنون روز ترقی پہ ہی — پیرہن تار تار دیکھیی کب تک رہی

غیر سی ہی یار کو ربط بہت اندنون ن
پہلوِ گل مین یہ خار دیکھی کب تک رہی

حسن پہ مغرور ہین اپنی وہ صفدر بہت
آئینہ اونسی دوچار دیکھیی کب تک رہی

۲۹۷

داغ الفت لگا دیا کسنی
نقش ہستی مٹا دیا کسنی

گل سی شبنم بنا دیا کسنی
ہنس رہا تھا رولا دیا کسنی

ایک عالم ہی آج کیون بیہوش
رخ سی پردہ اوٹھا دیا کسنی

زلف تیری اگر نہین لیلی
مجکو مجنون بنا دیا کسنی

دربدر ہم تباہ پھرتی ہین
اپنی در سے اوٹھا دیا کسنی

دل جو چھالی کیطرح پھوٹ بہا
کسنے چھیڑا رولا دیا کسنی

دل دکھا اونکی آنکھ بھر آئی
حال صفدر سنا دیا کسنی

۲۹۸

نہین پرواسیکو زخم گہری ہین جو بسمل کی
خوشامد پیشہ اوٹہی چومتی ہین ہاتہ قاتل کی

قیامت کی تہی نالون نی خدائی خیر کی لیکن
تہا تہرا کی گردون عرش اعلی رہگیا ہل کی

ہوای بی ثباتی چل رہی ہی کیا گلستان مین
ہزارون پہول مرجہا جاتی ہین ہر روز کہل کہل کی

ہوا بیہوش مجنون دیکہتی ہی جلوہ لیلی
پڑی غفلت کی پردی اوڑ گئی پڑی جو محمل کی

ہوئی ہی کسکی اوٹہ جانیسی محفل مجلس ماتم
کہ پروانی گلی سی شمع کی روتی ہین مل مل کی

بہت نزدیک ہی ہم عاشقون سی کوچہ جانان
تہکی ماندی مسافر آگئی ہین پاس منزل کی

فراق یار مین کیسی رفاقت دل نی کی صفدر
وہی ہی آشنا جو کام آئی وقت مشکل کی

۲۹۹

بناوٹ کی ہین طور ساری تمہاری
بگڑ جای گی اب ہماری تمہاری

حسینو ہوا ہمکو افشان سی روشن
کہ چمکے ہوی ہین ستاری تمہاری

نہ ہی عشق ایسا نہ ہی حسن ایسا
جہان مین ہین شہری ہماری تمہاری

کہان لالہ و گل مین ہین رنگ ایسی — عجب گال ہین پیاری پیاری تمہاری

تماشا ہی لین غنچہ بوسی لبون کی — شکر رنجیان ہون ہماری تمہاری

بہلا غنچہ کیا ہنسی آنکھین ملاتی — جو اونکو نہوتے اشاری تمہاری

اداسی شب وصل بولے بگڑکر

بنی کی نہ صفدر ہماری تمہاری

۳۰۰

محفل سی تیری ہی ادب نا آشنا چلی — آئی تھی درد و رنج اوٹھانی اوٹھا چلی

جس روز سوی ملک عدم قافلا چلی — چلنا ہو جسکو ساتہ ہماری چلا چلی

اوس شک گل کو لاسی اوڑا کر ہوائی شوق — یارب چمن مین آج کچہ ایسی ہوا چلی

گل کیطرفسی پھر گئی بلبل کی آنکہ صاف — آئی جو وہ چمن مین نیا گل کھلا چلی

بسمل ہوا مین ابرو و مژگان کی عشق مین — تیغ ستم چلی کبھی تیر جفا چلی

مثل حباب آتی ہی ہستی مٹ گئی — اس بحر بی ثبات مین کیا آئی کیا چلی

صفدر رتبون کی بزم مین آنا تنہا ہمین
بیٹھی بٹھای ظلم ہزارون اوٹھا چلی

۳۰۱

لایا مکان سی طرف لامکان مجھی
پہنچا دیا ہی دل نی کہان سی کہان مجھی

رہبر ہی تو تو ایسی جگہ لیچل ای جنون
ڈھونڈی زمین تلاش کری آسمان مجھی

مجمع ہی میری گرد مین کچہ بولتا نہین
کہتی کو مثل شمع ملی ہی زبان مجھی

عیش جہان سی کام نہ رنج جہان سی کام
ہی مثل سرو ایک بہار و خزان مجھی

مسجد سی چپ کی آی تھی کل میکدہ مین شیخ
جھیپی بہت جو دیکہ لیا ناگہان مجھی

مطلب نہین کچہ اور بس اتنی ہی التجا
مین جان جاکہون وہ کہین خستہ جان مجھی

صفدر جب اونسی کہتا ہون آتی نہین کبھی
منہ پہیر کر وہ کہتی ہین فرصت کہان مجھی

۳۰۲

مری نفر جان کو یہ تازگی ہوی بوی گیسوی یار سی

کہ نہ سونگھون نکہت مشک بھی جو نسیم لای تتارسی

جو شگفتہ گل ہین بہارسی وہی سوکہ جائینگی خارسی

نہین ایک بلبل زارسی یہ خبر سنی ہی ہزارسی

گل کاغذی ہون مین ای صبا کہ ہمیشہ رنگ ہی ایک سا

نہ کبھی خزان سی فسردہ ہون نہ شگفتہ ہون مین بہارسی

نہ کسیکو مجھسی ہی ہمدمی نہ کسی سی مجکو ہی آگہی

مین جدا ہون شہر و دیارسی مین الگ ہون اہل جوارسی

شب وصل طرفہ سمان بندھا نہ ادہر حجاب و ادہر حیا

مجھی دیکھتی تھی وہ نازسی او نہین دیکھتا تھا مین پیارسی

جو ہزار نازون سی تھی پلی پس مرگ خاک مین ملگئی

نہ خبر ہی زینت و زیب کی نہ غرض ہی نقش و نگارسی

کہا اوسنی یہ دیکہ کر ہو نہو یہ وہی ہی صفدر مبتلا

پس مرگ بہی چلی آتی ہی جو صدای نالہ مزار سی

٣٠٣

چارہ گر ہم بہی اوسی کی ناز بردار تو نہین تہی
حضرت عیسی بہی جس ظالم کی بیمار تو نہین تہی

جبتلک تہا عشق کیسی شہرہ بازار تو نہین تہی
ہم تو کیا یوسف بہی اوسکی خریدار تو نہین تہی

حشر مین اون گیسوؤنکو دیکہکر کہدینگی صاف
یہ جو ہین دجال ہم انکی گرفتار تو نہین تہی

آزماتی تہی کبہی غیرون پہ بہی تیغ ستم
کیا ہمین ای قاتل عالم گنہگار تو نہین تہی

وای حسرت میری میت پر کوئی آتا نہین
پوچہتی ہین سب یہ ہندو تہین کہ دیندار تو نہین تہی

دیکہ تو گور غریبان کو پڑی ہی جن پہ خاک
جامہ زیبون مین تہا آئینہ رخسار تو نہین تہی

جہوٹی وعدی جہوٹی قسمونکا یقین کرتی تہی کب
وہ جو تہا مکار صفدر ہم بہی عیار تو نہین تہی

ہلچل ہی کیون جہان مین کیسا یہ زلزلا ہی
٣٠٤
کیا بیقرار کوئی پہلو بدل رہا ہی

دامان کوہ و صحرا ہوتے ہین پرزی گڑپی
دست جنون کا اپنی ادنی یہ شغلا ہے

کچہ دلکی قدر سمجہو کلفت کو تم نہ دیکہو
تیغ اصیل ہی یہ پر زنگ آگیا ہے

قاتل کا ہی ارادہ تلوار مین لگاؤن
ہان دور کرلپیٹ جا دل مجہسی کہ رہا ہے

کہتا ہی کوئی مجہسا آفاق مین نہین ہی
جب صبح کو وہ اوٹہکر آئینہ دیکہتا ہے

بتخانہ دیکہ آئی کعبی تلک بہی پہنچے
پایا نہ اوسکا کوچہ آگی خدا خدا ہے

کوچی کا اوسکی صفدر ملتا نہین ٹہکانا
مین دلسی پوچہتا ہون دل مجہسی پوچہتا ہے

۳۰۵

سنی نہ تمنی الگ ہوکی گفتگو دل کی
تمام عمر نہ برآئی آرزو دل کی

تمہین نی لطف و کرم سی اسی کیا گستاخ
تمہین یہ کہتی ہو مجہسی بری ہی خو دل کی

شب وصال گلی ملکی وہ یہ کہتی ہین
کہو کہ خوش ہوی اب نکلی آرزو دل کی

بجا ہی سیر چمن کو جو روز جاتا ہون
کہ کچہ تو آتی ہی غنچون سی مجہکو بو دل کی

تڑپ رہا ہون مجھی کوی یار مین بیچیل
ہمیشہ مجھسی یہ رہتی ہی گفتگو دل کی

نہ نکلی گوشی سی جس طرح کوئی گوشہ نشین
اوسی طرح سی رہی دل مین آرزو دل کی

فغان و نالۂ صفدر سی خلق نالان ہی
بپا ہی حشر دوہائی ہی چار سو دل کی

۳۰۶

جاتا ہی جلد دہر سی سوی فنا مجھی
روکی گی چار دن نہ یہ مہمان سرا مجھی

جلاد ایسی شوق سی کٹواون مین گلا
تو کیا زبان تیغ سی کہی مرحبا مجھی

دم بھر تری فراق مین جتیا نہ ای صنم
مرنی پر اختیار جو دیتا خدا مجھی

ٹکڑی ہو اجگر جو سنی آہ عندلیب
اللہ نی دیا دل درد آشنا مجھی

مستی مین گرم حرم کو مین آیا تو غم نہین
ہشیار میکدی مین نہ لای خدا مجھی

نفرت ہوئی شراب سی یہ ہجر یار مین
تہار ند لوگ کہنی لگی پارسا مجھی

صفدر قریب قافلہ مین بھی پہنچ گیا

کچھ کچھ سنائی دیتی ہی بانگ درا ابھی

۳۰۷

پھری سہ کیف برسون قاتل کی پیچھی
گئی جان سی ہم تو اس دل کی پیچھی

قضا تیغ دونون اوسی کی طرف ہین
یہ قاتل کی آگی وہ بسمل کی پیچھی

نمازون کی قصی ہین روزون کی جھگڑی
غضب کی بکھیڑی ہین عاقل کی پیچھی

بچی ہم جو ابرو سے گیسو یہ بولے
کہ ہین اور قاتل بھی قاتل کی پیچھی

خیال خزان خوف صیاد و گلچین
ہزار آفتین ہین عنادل کی پیچھی

کیا کفر منظور اسلام چھوڑا
نہ کیا کیا کیا مینی اس دل کی پیچھی

نہ سمجھا ہے ناصح نہ سمجھی گا صفدر
پڑی کون اس مرد جاہل کی پیچھی

۳۰۸

دل اپنا ہری پیکر پہ بیتابانہ آتا ہے
جدھر آتا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہے

ترا عاشق تری محفل مین بیتابانہ آتا ہے
کہ جیسی شمع کی جانب کوئی پروانہ آتا ہے

ہزاروں حسرتین ہمراہ ہین لاکہون تمنائین
ابہری ہنگامی سی تمپہ دل دیوانہ آتا ہی

مقرر ہی کوئی محبوب اس ہستی کی پردی مین
عدم سی جو ادہر آتا ہی بیتابانہ آتا ہی

گلہ کرتی ہی ہر دم بسملوں سی سخت جانی کا
زبان تیغ قاتل کو بہی افسانہ آتا ہی

سر بازار جب جاتا ہون مین یہ دہوم پڑتی ہی
پری رویو تماشے کو چلو دیوانہ آتا ہی

ہماری درد دل نی کچہ اثر پیدا کیا صفدر
برنگ اشک وہ بہی آج بیتابانہ آتا ہی

۳۰۹

یہ اب دریافت ہوتا ہی مجہی دل کی گواہی سی
زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل الہی سی

سوئی بتخانہ ہم جاتی تہی کعبی کو چلی آئی
کہان کا قصد تہا پہنچی کہان گم کردہ راہی سی

مطیع حسن ہین ہم ہو گدا زادہ کہ شہزادہ
فقیری سی نہ مطلب ہی نہ مقصد بادشاہی سی

جو میخوارونکو لذت ہی وہ اہل زہد کیا جانین
نہین واقف ہی صاف دکباب مرغ دماہی سی

شب وصلت چہری ہیری گلی پر کیون نہ چلجائی
کہ جاگ اوٹہی وہ آواز خروس صبحگاہی سی

جلو مین فوج طفلان داغ سودا سر افسری — مری یوانگی کچھ کم نہین ہی بادشاہی سی

ترا داغ الم دل مین چھپا ہی کس طرح صفدر

خبر مشہور ہی یہ ماہ تک عالم مین ماہی سی

۳۱۰

ہزارون صدمی سہا کرینگی کبھی نہ آہ و بکا کرینگے

وہ لاکھ ہمپہ جفا کرینگے ہم اوسکی بدلی وفا کرینگی

ابھی ہی عہد شباب باقی نہین ہین ہم ایسی شیخ فانی

رہینگی صحبت مین گلرخون کی شراب گلگون پیا کرینگی

چمن مین بلبل چہک رہی ہین شگفتہ گل مہک رہی ہین

سرور مین ہم بہک رہی ہین نہ ہاتہ خم سی جدا کرینگی

ہمیشہ عشق و جنون کی چرچی رہینگی ای دل اسی طرح سی

سرای فانی مین ہم نہونگی بھی تماشی ہوا کرینگی

جو جمع ہوتی ہین اہل مذہب تو مجکو حسرت سی کہتی ہین سب

جو یہ نہوگا تو رند مشرب اسیکا چرچا کیا کرینگی

بہت سی کی ہمنی سیر عالم بس اب ارادہ یہ ہی مصمم

اگلی مین اوس بت کی بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کرینگی

اوسی ہی کیا خوف روز محشر کہ جسکی صفدر علی ہون یاور

یہان بھی حامی رہی ہین اکثر وہان بھی جنت عطا کرینگی

۲۱۱

نازسی جس راہ وہ دلبر چلی
آگی آگی فتنۂ محشر چلی

عمر بھر جلتی رہی ہم مثل شمع
نام اس محفل مین ؤشمن کر چلی

لطف میخواری ہی ساقی باغ مین
جب ہوا ٹھنڈی چلی ساغر چلی

آگی بیٹھی بزم کو جنت کیا
جب اوٹھی اک حشر برپا کر چلی

وقت آخر تو اوٹھا لون مجہ پہ
رک کی اے قاتل ذرا خنجر چلی

ہمکو ہستی و عدم کی کیا خبر
چار دن غربت مین رہکر گھر چلی

یاد رکہ ہستی مین صفدر قول درد
جبتلک بس چل سکی ساغر چلی

۳۱۲

تمہین ای بتو کوئی کیا جانتا ہی
بڑی سخت دل ہو خدا جانتا ہی

مین عاشق مین شیدا مین وحشی مین مجنون
وہ جو جانتا ہی بجا جانتا ہی

مزہ ہی محبت کا کچہ جسکے دل کو
وہ تیرے جفا کو وفا جانتا ہی

مجھی کیا غرض کوئی جانی نجانی
مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہی

مین کشتہ ہون اوس قاتلِ حیلہ گر کا
لہو کو جو رنگِ حنا جانتا ہی

تمنا نہین وصل کی اوسکی دل کو
جو فرقت کا تیری مزا جانتا ہی

وہ صفدر جو مدت سی شیدا ہی تیرا
خدا جانی تو اوسکو کیا جانتا ہی

٢١٣

بیوفا و بدگمان خط مین مرا القاب ہے — خط سی درگذرا مین اس القاب کو اداب ہے

مین وہ بسمل ہون تڑپ کر سبکو مضطر کر دیا — تیغ اودہر بیتاب ہی قاتل ادہر بیتاب ہے

انکہ سی جو اشک ٹپکا پھر وہ ہاتہ آتا نہین — اس صدف مین جو گہر ہی گوہر نایاب ہے

عمر گذری طالع خفتہ کو چونکاتی ہوی — انکہ کہلتی ہی نہین یارب یہ کیسا خواب ہے

کیون لگائی ہی کفن کی قید یہ میت کی سات — کیا عدم بھی شامل ہستی عالم اسباب ہے

ہوشیار اے دل کہ دنیا ہی طلسم بی ثبات — آج جو کچھ دیکھتا ہی کل یہ سب کچھ خواب ہے

شعر گوئی کی ہمین فرصت کہان صفدر مگر
دو گہڑی یہ مشغلہ بھی خاطر احباب ہے

٢١٤

عجب چال چلتی ہو عادت نئی ہی — یہ محشر نیا ہی قیامت نئی ہی

تکلف بھی اک روز جاتا رہے گا — ابھی اون سی صاحب سلامت نئی ہی

مری گھر یہ جا جا کی اولٹی پھر آنا — پھر اولٹا تکدر کدورت نئی ہی

حرم سے سوئے بتکدہ آکے دیکھا
وہان سی یہان کچہ تو صورت نئی ہی

کبھی یادِ گیسو کبھی یادِ قامت
وہ تازہ بلا یہ قیامت نئی ہی

قدیمی ہون مین قیدی دامِ گیسو
نہ سودا نیا ہی نہ وحشت نئی ہی

زمانی مین جیتی ہین سب دل لگا کر
تمہاری سے ہے صفدر محبت نئی ہی

۳۱۵

پہولا نہ اگر گل تن افگار سے کوئی
پہل پائیگا پہر کیا تری تلوار سی کوئی

اچہی نہین یہ چال سرِ گور غریبان
برپا نہو فتنہ تری رفتار سی کوئی

بجلی ہو کہ سیماب ہو صرصر ہو کہ طوفان
کیا تڑہ کی چلیگا تری تلوار سی کوئی

قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہے
پہرتا ہی نہین کوچۂ دلدار سی کوئی

دل مجہسی جہگڑتا ہی حسینون کیطرف سے
کیا بات کری ایسے طرفدار سی کوئی

بجلی بھی ہی ڈرتی ہی تھمتی بھی ہی ہردم
اٹہکیلیان سیکہی تری تلوار سی کوئی

جو چاہی صفدر سے علی امداد کرینگی
محروم نہین حیدر کرار سی کوئی

۲۱۶

نہ شمعون مین جلوہ نہ پہولون مین بو ہی
چمن مین بھی تو انجمن مین بھی تو ہی

دکہا دبھی منہ تا کجا لن ترانی
مین موسی نہین ہون یہ کیا گفتگو ہی

دیا ساتہ اے درد فرقت مین تونی
برے وقت کا آشنا ایک تو ہی

یہ خون تمنا ہوا میری دل مین
کہ ترک تمنا کی اب آرزو ہی

مرا دل تو یکتا تجہی جانتا ہی
مگر اسمین آئینی کو گفتگو ہی

نکر دل کو پامال اسطرح ظالم
کہ مدت سی اسمین ترے آرزو ہی

عیان رنگ وحدت ہی عالم مین صفدر
وہی ہی وہی سے ہے نہ مین ہون نہ کوئی ہے

۲۱۷

اگر ہم سمجھی جو اوس بت نے جفا کی
پھر اس پر ہم بری قدرت خدا کی

شب فرقت مین دل نی ساتھ چھوڑا
کہان اس بیمروت نی دغا کی

مری غم مین نہ ملبی دست افسوس
کہ شوخی کم نہو رنگ حنا کی

نمک قاتل نی چھڑکا زخم دل پر
ہماری درد کی اچھی دوا کی

یہ کب احسان کیا احسان کی بدلی
مزاج اوسنی اگر پوچھا دعا کی

غبار دل جو باقی تھا پس مرگ
ہماری خاک سی آندھی اوٹھا کی

شبیہ اوسکی مین کیا کھچواؤن صفدر
وہ خود تصویر ہے ناز و ادا کی

تری آنکھ ای بت نازنین می بیخودی سی بھری رہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑتا ہے اسی تاک مین یہ پری رہی

نہ وہ اپنا جوش شباب ہی نہ وہ اونکی عشوہ گری رہی
مگر آگ حسرت وصل کی جو بھری تھی دل مین بھری رہی

سر بزم نرگس یار سی جھکے آنکہ اپنی جو مل گئے

تو نہ آیا ہوش مین دیر تک مجھی ایسی بیخبری رہی

تری بزم حسن مین شمع پر جو نگاہ کی تو سحر تلک

عجب آنکہ تھی کہ جلا تو کی مگر آنسوونسی بھری رہی

رہی جبتلک کہ جہان مین ہم نہ کسی سی ہمنی رجوع کی

تری سنگ در پہ جبین دہری تو وہ ساری عمر دہری رہی

نہ سمجھ تو صفدر اسی صنم پس مرگ اوج ملا مجھی

مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ مین جو بھری رہی

نہ ہماری اب ہین وہ ولولی نہ ہین صفدر اونکی وہ شوخیان

نہ وہ اپنا جوش جنون رہا نہ وہ اونکی جلوہ گری رہی

اوس بت سی نہ لین دو ن کی شمس و قمر ایسی | ۳۱۹ | پیدا کرین بھلی دہن ایسا کمر ایسی

حسرت ہی کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہون
حاصل ہوی ہی لذت زخم جگر ایسی

آئینی مین وہ پوچھتی ہین عکس سی اپنی
تم لای کہان سی ہی دہن ایسا کمر ایسی

لیلی ہوی یہ محو کہ ناقہ نہ بڑہایا
مجنون نی کہانی کہی وہ دوپہر ایسی

قاصد کو نہ کہنا تہا کہ خط اوسنی کیا چاک
دل ٹکڑی ہوا اوسنی سنائی خبر ایسی

بسمل کیطرح شبکو مین تڑپا سر بستر
فرقت مین ہوی شدت درد جگر ایسی

کیا زلف و رخ یار کی تعریف ہو صفدر
شام ایسی نہ ہمنے کبھی دیکھی سحر ایسی

٣٢٠

مسیحا ہمین تیغ قاتل ہوئی
یہان زندگی مرکی حاصل ہوئی

مجھی اوسنی بوسہ دہن کا دیا
مراد آج منہ مانگی حاصل ہوئی

ہوا ہجر ابیمار یہ ناتوان
کہ کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی

ترا عکس رخ آئینی مین پڑا
پری یا پری سی مقابل ہوئی

وہ لاغر ہون مانند نقش قدم
تصور نے تیرے ہی جگہ دل مین کی
جہان گر پڑا مجکو منزل ہوی
پری اپنی شیشی مین داخل ہوی

مری عمر غفلت مین صفدر کٹی
مین سوتا رہا طے یہ منزل ہوی

۲۲۱

نازنینون کو بھی تیرا عشق روی پاک ہی
دیکھ لیتا ہون مین گھر بیٹھی تماشای جہان
قتل کرنیکو ہماری اور سامان کیا ضرور
تیری غمزی سی کسیکی جان بچنی کی نہین
تن جو خاک و خون مین ہی کچھ غم نہین ہی اشنوا
ہستی دنیای فانی بھی ہی کتنی بی ثبات
خوب دیکھا ہمنی دنیا کو کہ ہی جای فنا
دیکھی جس گل کو گلشن مین گریبان چاک ہی
عرش پروازی مین کیا طایر ادراک ہی
اک ذرا سی جنبش ابرو مین قصہ پاک ہی
ایک ہی خونریز ہی یہ ایک ہی سفاک ہی
سر تو مجھ بسمل کا کٹ کر بستۂ فتراک ہی
جو ہوا ہی خاک ہی پیدا وہ آخر خاک ہی
روز ہنگامہ سا ہنگارہ تہ افلاک ہی

عرصہ ہستی کو طی کرتا ہی یہ کیسا شتاب | توسن عمر روان چالاک سا چالاک ہی

ذکر پر میری وہ ہنسکر کہتی ہین باوش نخچیر
صفدر رنگین بیان بھی ایک ہی بیباک ہی

۳۲۲

ای بت فدا ہین تجھپہ دیندار کیسی کیسی | کافر ہوی پہنکر زنار کیسی کیسی

گر چند گام یون ہی تم ناز سی چلوگی | برپا کری گی فتنی رفتار کیسی کیسی

غیرون سی اب ہی الفت ہمکو بہلا دیا ہے | کچھ یاد ہی کبھی تھے اقرار کیسی کیسی

تربت پہ فاتحی کو برسون کوئی نہ آیا | مونس تھی کیسی کیسی غمخوار کیسی کیسی

دنیا سی ہای ہی لا الفت کا کارخانہ | مجبور ہوگئی ہین مختار کیسی کیسی

کیا گلشن جہان کا گردون نی رنگ بدلا | کملا گئی ہین گل سے رخسار کیسی کیسی

اب لطف زندگانی دنیا مین کیا ہی صفدر
اوٹھی جہان سی اپنی غمخوار کیسی کیسی

٣٢٣

جفا سی منہ نہ پھیرینگی ستانی جسکا جی چاہی
وفاداری مین ہمکو آزمانی جسکا جی چاہی

مین دلکو ہاتھ مین لیکر حسینونسی یہ کہتا ہون
یہ طوطی بولتا لایا ہون پالی جسکا جی چاہی

مری قابو مین اگر کس غرلسی وہ یہ کہتی ہین
ہنسانی جسکا جی چاہی رولانی جسکا جی چاہی

حسینون کی برابر رکھدیا ہی نقد دل ہمنی
نہین کچھ کام اب ہمکو اوٹھانی جسکا جی چاہی

گداز عشق سی پایا ہی دل نی شمع کا رتبہ
بلا کر اسکو محفل مین جلانی جسکا جی چاہی

زکوٰۃ حسن کا بوسہ خدا کی راہ مین دیکر
ہمیشہ ہم فقیرون کی دعا لی جسکا جی چاہی

کبھی مانند گوہر آبرو صفدر نجاہی گی
بظاہر خاک مین مجکو ملانی جسکا جی چاہی

٣٢٤

کسی گل کو نہین نسبت تمہاری روی گلگون سی
کہان ہمسر کوئی سرو گلستان قد موزون سی

مقرر مرکی وصل عاشق و معشوق ہوتا ہی
آتا لیلی کی آواز آرہی ہی گور مجنون سی

بہار عیش سی دل باغ باغ اپنا نہو کیونکر
دماغ جان معطر ہی شمیم روی گلگون سی

ابھی دن تھا ابھی عالم شب تاریک کا دیکھا
قیامت کو تو آنے دے کریگا بحث اے قاتل
نشان نام آور ونکا یہ میٹا یا دور گردون نے

اندھیرا چھا گیا آنکھون مین یاد زلف شبگون سے
ہماری خون کا محضر تری دامان پر چون سے
سنی آواز کوکو قمری قصر فریدون سے

زہی رفعت بلندی طبیعت اسکو کہتے ہین
بڑھا یا اسمین کا مرتبہ صفدر نے گردون سے

۳۲۵

کس شمع رو سے لو ہے برابر لگی ہوئی
دنیا مین ظلم کرکے وہ ہوتے تو مطمئن
کوچے مین تیری لاش ہے یہ کس غریب کی
مین جان ابھی نثار کرون تیغ یار پر
مین کون ہون کہان ہون یہ مطلق خبر نہین
اپنے مریض ہجر کی تمکو ہے کچھ خبر

اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی
لیکن ہے قید پرسش محشر لگی ہوئی
قاتل جو بیٹھے ہے تری در پر لگی ہوئی
رہجائے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی
اک ٹکٹکی ہے جانب دلبر لگی ہوئی
ہچکی سے ہے چار دن سے برابر لگی ہوئی

دشوار ہجر یار مین تھی اپنی زندگی

لیکن امید وصل ہی صفدر لگی ہوئی

۳۲۶

کہین وہ ذرون سے آشکارا کہین ستارون سی وہ عیان ہے

وہی تو ہے ایک نور مطلق کہ جسکا جلوہ کہان کہان ہے

اوسی کی چہرے کی نور سی ہین سہا و خورشید و ماہ روشن

اوسی کی ابرو کا ہے یہ پرتو جو اوج گردون پہ کہکشان ہے

شمیم نسرین مین رنگ لالی مین تاب سنبل مین آب گل مین

اوسی کی نیرنگ حسن سب ہین عجب تماشا یہ بوستان ہے

عجیب نرگس عجیب سوسن عجیب سبزہ عجیب لالہ

چمن جو ایسا کھلا ہوا ہے چمن کا کوئی تو باغبان ہے

غرور ناحق ہے باغبان کا کہو کہ دی سیر کی اجازت

اگلون مین رنگ ثبات کب ہی بھار ہی آج گل خزان ہی

سرای فانی مین ہم مسافر جو آج اتی ہین جاینگی کل

جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اس آنی جانیکی درمیان ہی

سوِ عدم سب ہین جانیوالی قرار صفدر نہین کسیکو

یہ وہ مکان ہی کہ اس مکان مین جو میزبان ہی وہ میہمان ہی

۲۲۷

خط نکلنی پر نہ عاشق کوی جانان مین رہی
فصل گل تھی جبتلک بلبل گلستان مین رہی

اوس لب جانبخش کا بوسہ نپایا ایک شب
مثل اسکندر تلاش آبحیوان مین رہی

یا خدا قسمت رسا ہو اس دل صدچاک کی
شانہ بنکر یار کی زلف پریشان مین رہی

ایک عالم کشتہ تیغ ادای یار تھا
روز ہنگامی نئی شہر خموشان مین رہی

تمنی انکھین بند کرلین گرحیا سی وصل مین
کہد و شوخی حیا کی اب چشم غزالان مین رہی

عمر بھر اوس سی کبھی فرقت کبھی وصلت ہوی
ہم کبھی دوزخ کبھی گلزار رضوان مین رہی

حال مذہب آپکا صفدر نہ کچھ ظاہر ہوا
ایک مدت صحبت کعبہ و مسلمان مین رہے

اوقات عیش وغم مین یون ہی بسر کرینگی	٣٢٨	کاٹین گی رات روکر ہنسکر سحر کرینگی
آنکھون کی گردشین وہ سبکو دکھا رہی ہین		روشن ہوا ادہر کی دنیا ادہر کرینگی
آنکھونکا نور آنسو کہو مینگی رفتہ رفتہ		یہ طفل ناخلف ہین برباد گھر کرینگی
دنیا کی چار حد مین قبلہ نما کی صورت		ہو گا جدہر وہ ابرو ہم رخ ادہر کرینگی
کیونکر چھپائین عصیان ہمراہ دو ملک ہین		جاسوس ہین یہ اوسکی اوسکو خبر کرینگی
مہمان سرا ہی دنیا ہم لوگ ہین مسافر		دو چار روز رہکر آخر سفر کرینگی

اک عمر ہمنے صفدر کعبے مین کی عبادت
اب بتکدے مین جا کر چندی بسر کرینگی

نہین آگاہ آنکھین وہ کہان ہے	٣٢٩	نظر مین ہی نظر سی پر نہان ہے

ثنای خنجر قاتل ہو کیونکر
دہان زخم بسمل بی زبان ہے

موحد کو ہے یکسان دیر و مسجد
صدا ناقوس کی بانگ اذان ہے

نزاکت مین وہ ایسی ہین یگانہ
کہ اونپہ نازکی اپنی گران ہے

چمن مین طائر رنگ چمن ہین
کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہے

یہ رنگ بی ثباتی ہی جہان مین
کہ ہر گلزار پامال خزان ہے

کرون سجدے نہ کیونکر جھک کی صفدر
مرا کعبہ وہ سنگ آستان ہے

محل عبرت ہے اے غافل تماشا گاہ ہستی ہے
دہن سو تنگ تر ہوتا ہے کلی جس وقت ہنستی ہے

مین وہ میخوار تھا ساقی کہ اب تک میری تربت پہ
گھٹا مستانہ آتی ہے مے گلگون برستی ہے

نہین بعد فنا بھی حسرت دیدار سی راحت
لحد مین لاش میری روح جنت مین ترستی ہے

جھکا دی مے سے اے ساقی پلا دی خم کی خم مجکو
کہ عالم نوجوانی کا ہے وقت جوش مستی ہے

عدم کو چل تو آنکھین بند کرکی کچہ نہین کہٹکا
بہت ہموار رستہ ہی بلندی ہی نہ پستی ہی

متاع حسن کی قیمت ہے دل لون یا نہ لون یار
خرد کہتی ہی مہنگی عشق کہتا ہی کہ سستی ہی

تصور سی بجا باہر دل صفدر نکر ویران
اری او بیوفا ظالم یہ ارمانونکی بستی ہی

٣٣١

کب کبھی ہمنی نظاری گلشن ایجاد کی
پر نہ نکلی تہی کہ آئی دام مین صیاد کی

کہا بیان ہون ہمسی نہ افلاک کی بیداد کی
ہین یہ نوسفاک شاگرد اوس ستم ایجاد کی

کوہ پر فرہاد یہان دشت مین مجنون خراب
کارخانی ہین یہ عشق خانمان برباد کی

آمد آمد اوکی ہی پر آج تک آتی نہین
غلغلی مدت سی سنتی ہین مبارکباد کی

روح کو وقت شہادت کیا مزہ حاصل ہوا
گرد پہرتی ہی جو تیغ و بازوِ جلاد کی

ہمنی عبرت سی کہا ایوان کسری دیکہکر
رہنی والی کیا ہوی اس خانہ برباد کی

قدر جانان کی نہ الفت جائیگی مرنی کی بعد

قبر صفدر بہی بنی گی سائین شمشاد کی

	۲۲۲	
نہین پروا کشیدہ ہی اگر شمشیر گردن سے		مری قاتل نی مجکو مار ڈالا نیچی چتون سے
نہ بتخانی کا نہن رہنی والا ہی نہ کعبی کا		شناسائی ہی جیسی شیخ سی ویسی برہمن سے
مری قاصد نی جب مجکو دیا خط یار کا لا کر		مین سمجہا بوی گل باد صبا لائی ہی گلشن سے
چمن مین اوس مسی مالین لب کی مین ثنا کرتا		دہن ملتا جو غنچی سی زبان ملتی جو سوسن سے
کسی سی کب کدورت کہتی ہین جو صاف باطن ہین		نگاہ چشم آئینہ ہی یکسان دوست دشمن سے
اسیران قفس کو چین ای صیاد کیا آی		صدائین ہمصفیرون کی چلی آتی ہین گلشن سے

خدا جانی جہان سی حسرتین کیا لیگیا صفدر

صدای نالہ و زاری چلی آتی ہی مدفن سے

	۲۲۳	
داغ ہاتہ آی عشق خوبان سے		پہول چن لای ہم گلستان سے
خاک ہونی پہ بہی بسان غبار		جا لپٹتا ہون اوسکی دامان سے

تیری دل جدا نہین ہوتا
کتنی الفت ہی تیری پیکان سے

زلف جانان کی دیکھنی والی
کیا ڈرین طول شام ہجران سے

باغبان مجھسی تو خفا ہی عبث
لگ گیا کیا تری گلستان سے

لب جانان کو دیکھتی ہی خضر
ہاتھ دہو بیٹھی آب حیوان سے

ہای صفدر کی ناتوانی ہای
کچھ نہ بس چل سکا گریبان سے

زندگی دو روزہ کب قابل اعتبار ہے
پیرہن اپنی عمر کا جامۂ مستعار ہے

سیر چمن کو جائین کیا روز فراق یار ہے
شاخ نہال گل ہمین خنجر آبدار ہے

دل کو تو مجھسی لیلیا پر رہو دیکھتی ذرا

تم اسی جانتی ہو کیا فتنۂ روزگار ہے

کوئی کہین باغ مین دشت مین کوہسار مین

تجکو کہین قرار بھی اے دل بیقرار ہے

بد رگی یہ تا کجا پی لو شراب پھر ذرا

آنکھین ہین پھر چڑھی ہوی نشے کا پھر اوتار ہے

لالہ رخون کا کشتہ ہون حاجت روشنی نہین

گل جو اوگا ہے خاک پر شمع سر مزار ہے

صفدر خستہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہی

سینہ بھی چاک چاک ہی جیب بھی تار تار ہے

کبھی ہاتھو نمین مہندی ہی کبھی زلفو نمین شانہ ہے ۔ ۲۳۵ ۔ یہ سب اونکی بہانی ہین نہ آنا ہی نہ جانا ہے

خدا کیواسطی ای ضعف اتنا تو نکرو عذر ۔ ابھی تو ناز اوسکی مدتون مجکو اوٹھانا ہے

وہ رخ پر ملکی غازہ دیکھتی ہین آج آئینہ
ہوا روشن کہ اونکو آگ پانی مین لگانا ہے

عجب یہ ربط حسن و عشق صحرا مین نظر آیا
غبار قیس لیلی کی لحد پر شامیانا ہے

عزیز احباب یہ سب گور تک جاکر پھر آئینگی
مری تابوت کی ہمراہ کیون سارا زمانا ہے

وفور سیل اجل مار رہزن دزد غارتگر
یہ ساری آفتین ہین جسطرف قاصد روانا ہے

سنا حال دل مضطر تو وہ بولی جلبیون سے
کہ دیوانہ سا ہی کیا اسکی باتو نکا ٹھکانا ہے

۲۳۶

آمد ہماری گھر مین کسی مہ لقا کی ہی
یہ شان کردگار یہ قدرت خدا کی ہی

ہر شعر مین ثنا کسی زلف رسا کی ہی
کیو نخر نہو کہ اپنی طبیعت بلا کی ہی

جو دیکھتا ہی تیری تجلی کو اے صنم
بی ساختہ یہ کہتا ہی قدرت خدا کی ہی

دونون طرف ہی شکر شکایت کا کیا مقام
عادت مجھی وفا کی اونہین خو جفا کی ہی

شاید کہ قافلی مین وہ یوسف لقا نہین
آوازہ دلخراش نہایت درا کی ہی

نادان ہی جو تمیز کری خوب و زشت مین | اچھی بری ہین ایک یہ خلقت خدا کی ہی

انجام کیا ہو دیکھیی صفدر رفنا کی ہین
تکلیف ابتدا مین ہمین انتہا کی ہی

دل خانقہ مین صحبت زاہد سی تنگ ہی | پیر مغان سی جا کی ملین یہ ترنگ ہی
کسکی خیال رخ مین یہ کہایا ہی دلنی داغ | خوشبو ہی اسمین پہول کی لالی کا رنگ ہی
کوچی مین تم اگر نہین دیتی جگہ ندو | ملک خدا ہی تنگ نہ یہان پاؤن لنگ ہی
دل دیکی مین حسینون سی کرتا نہین طلب | اس درجہ مانگنی سی مجہی عار و ننگ ہی
گل نی برنگ غنچہ سمیٹا ہی پیرہن | اس درجہ میری پنجۂ وحشت سی تنگ ہی
نازک دلون کو سخت دلون سی ہو ربط کیا | شیشی کی حق مین موت ملاقات سنگ ہی

صفدر دعا بھی کرتی ہوی شرم آتی ہے
قانع ہون مانگنا مری نزدیک ننگ ہی

۳۳۸

دل بیمار است عشق نرگس مستانہ ہی — کیا غرض ساقی سی ہی کیا حاجت پیمانہ ہی

ہم رہینگی امتحان عشق مین ثابت قدم — ہار جانا دل کا ننگ ہمت مردانہ ہی

خط مجھی لا کر دیا لیکن بڑی اغماض سی — قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہی

آمد آمد آج ہی کس شاہد می نوش کی — صوت آغوش ساقی وادر میخانہ ہی

کچھ عجب سامان سی ہین وہ بزم مین مسند نشین — خاصدان ہی عطردان ہی آئنہ ہی شانہ ہی

قمریان عاشق ہین تیری سرو بندہ ہی ترا — بلبلین تجھ پہ فدا ہین گل ترا دیوانہ ہی

جان دی کن حسرتون سی ہا صفدر نی یہان — اور وہان اتبک وہی اک ناز معشوقانہ ہی

۳۳۹

یوسف کی رخ مین نور تھا یا ضیا نہتی — پر تجھ مین جو ادا ہی وہ اون مین ادا نہتی

پہولون مین تازگی کہ چمن مین غضب نہتی — اتنا مگر تھا عیب کہ بوی وفا نہتی

مدت ہوی اثر کا الہی نشان نہین — کیا قابل قبول ہماری دعا نہتی

تربت پہ فاتحی کو وہ آئی نہی نصیب
اتنی بھی ہمکو اونسی امید وفا نتھی

یا وہ تپاک یا ہین اب ایسی کدورتین
جو ابتدا تھی آپ کی وہ انتہا نتھی

چونکا کبھی نہ خواب تغافل سی کوئی بت
شاید شکستِ شیشۂ دل مین صدا نتھی

دیتا تھا اونکو دل تو کہین امتحان کی بعد
صفدر ترا قصور تھا اونکی خطا نتھی

۲۴۰

یہ ولولی جنون کی یہ جوش غم نہونگی
مٹ جائینگی یہ چرچی جس روز ہم نہونگی

ظالم ہماری دل کو پامال شوق سے کر
آزردہ تجھسی تیری سر کی قسم نہونگی

صحبت بتون کی سمجھو آفاق مین غنیمت
جنت مین یہ نہونگی دوزخ مین ہم نہونگی

گلزار ابر سبزہ معشوق جام مینا
پھر ساری عمر ایسی سامان بہم نہونگی

تصویر تیغ ابرو ہرگز نہ کھینچ سکی گی
مانی کی ہاتھ دونون جب تک قلم نہونگی

اس غمکدی مین ہمکو آنی کبھی نہ دیتی
پر چلتی وقت واقف اہل عدم نہونگی

ہین کشتہ تغافل راحت ہی ہمکو صفدر

ہکنی دو صور محشر بیدار ہم نہونگی

۲۲۱

الفت مین لاکہ طرح کی ایذا اوٹھائیے

سر اوسکی آستان سی نہ اصلا اوٹھائیے

بیماری فراق مین مرنا ہی خوب ہے

کیون رنج انتظار مسیحا اوٹھائیے

اللہ نی ہمین دل نازک عطا کیا

کیونکر بتون کی غمزہ بیجا اوٹھائیے

شرم و حیا نثار ہین نیچی نگاہ پر

انکہین نہ مثل نرگس شہلا اوٹھائیے

مدت سی ہم ہین طالب نظارۂ جمال

رخ سی نقاب زلف چلیپا لو اوٹھائیے

گڑ جائیے جو آپ زمین مین تو خوب ہے

احسان مرکی بہی نہ کسیکا اوٹھائیے

صفدر کمال ضعف سی طاقت نہین رہی

کیونکر بتون سی اب دل شیدا اوٹھائیے

۲۲۲

نہین ملتا ہے وہ حسن جسکا فروغ ہر شام ہر سحر ہے

خدا کی قدرت ہین دونون عارض جو یہ ہی خورشید وہ قمر ہے

اوسیکا کوچہ ہی باغ جنت اوسیکا در سجدہ گاہ عالم

دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کس آستانی پہ اپنا سر ہے

روان کیا ہی گر یہ ڈر ہی کہین نہ رستی مین کوئی ٹوٹے

نہ میرا نامہ ہی وحی باری نہ طائر سدرہ نامہ بر ہے

خدانی اوسکو کیا ہی یکتا نہین ثانی مین کوئی ثانی

شبیہ کہینچی گا کیا مصور نہ وہ دہن ہی نہ وہ کمر ہے

جو خوبرو زینت جہان تہی وہ سوی ملک عدم سدہارے

ہی دونون عالم کا ایک عالم جو کچہ ادہر تہا وہی اودہر ہے

عجب راحت سی سو رہی ہین ملی ہوی کشتگان الفت

کسی کی گردن کسیکا بازو کسیکا زانو کسیکا سر ہے

نظر مین حور جنان ہی صفدر پری گو گہر بیٹہی دکہتی ہین	
	تصور اپنا کہان کہان ہی خیال اپنا کدہر کدہر ہے

مری رونی کی اب کوئی حد نہین ہی	٣٤٣	کہ آنکھون پر اوس شوخ کی آستین ہی
جو مضمون ہی تصویر سے کم نہین ہی		مرا خامۂ فکر نقاش چین ہی
غرض بتکدی سی نہ کعبی سی مطلب		ترا آستان ہی ہماری جبین ہی
کہی کوئی جا کر یہ اوس بیخبر سے		کہ مل جاو اگر دم واپسین ہی
ہی اقرار سی صاف انکار ظاہر		زبان پر ہی ہان دلمین اونکی نہین ہی
نہین دیتی جنت تو دوزخ کو بہیجو		ہمارا بہی آخر ٹہکانا کہین ہی

جدا بزم قاتل سے ہم گز نسمجھو
بدن ہی یہان جان صفدر وہین ہے

بسمل پڑی ہوی ہین جو بسمل کی سامنے	٣٤٤	اک باغ ہی کہلا ہوا قاتل کی سامنے

کعبہ بھی عرش بھی ہی متبرک مقام ہین ‏ ‏ پر کچھ نہین یہ دونون مری دل کی سامنی

آئی بہار پھر مجھی جوش جنون ہوا ‏ ‏ پھر اندنون ہین طوق و سلاسل کی سامنی

پھولونکو ای صبا مرا کہنا سلام شوق ‏ ‏ پر روکنا زبان کو عنادل کی سامنی

آیا قریب یار تو جاتی رہی حواس ‏ ‏ لوٹا گیا یہ قافلہ منزل کی سامنی

حورین کھڑی ہین ساغر کوثر لیی ہوی ‏ ‏ تلوار کی تلے تری بسمل کی سامنی

صفدر بہار گلشن ہستی ہی بی ثبات ‏ ‏ کیا کیا نہ پھول مٹ گیی کھل کھل کی سامنی

۳۴۵

ہستی کا طلسم کوئی دم ہے ‏ ‏ آیا جو عدم سے پھر عدم ہے

اس عمر مین کیا تمام ہو حرص ‏ ‏ قصہ ہے طویل رات کم ہے

یارب وہ ہماری دلکو ملجای ‏ ‏ جتنا کہ جہان مین الم ہے

اتنا ہی دراز روز فرقت ‏ ‏ جتنی کہ شب وصال کم ہے

ای جوشِ جنون تری بدولت
ہستی سی عدم نہین بہت دور

دنیا کا نہ آخرت کا غم ہی
رہرو کو یہ راہ دو قدم ہی

دیکھا ہی بتون مین اوسکا جلوہ
صفدر مجھی بتکدہ حرم ہی

۳۴۶

صدمی شب فرقت مین گذر جاتی ہین کیسے
بیموت جو مشتاق ہین مرجاتی ہین کیسے

یارب نہین ہوتی ہین بسر ہجر کی راتین
اور وصل کی دن جلد گذر جاتی ہین کیسے

اقرار بھی کرتی نہین دینی کا تو کیا ذکر
عاشق کا وہ دل لیکی مکر جاتی ہین کیسے

کم سن ہین ابھی ہمکو وہ کیا قتل کرینگی
کشتو نکا لہو دیکھکی ڈر جاتی ہین کیسے

مژگان کو یہ حسرت ہی دمِ اشک فشانی
دامن سی مری مفت گہر جاتی ہین کیسے

تمنی کسی مارا ہے کہ ہنگامہ ہی برپا
یہ لوگ ادہر اور ادہر جاتی ہین کیسے

۳۴۷

پوچھو دلِ صفدر پہ ہی کیا صدمۂ جانکاہ

شعر التقطیع

hur

تمامی ہوی ہاتہون سی جگر جانی وہن کیسے

۳۴۵

پیار سی ایک نظر دیکہ لی جانی والے
نیم بسمل ہین تری نازاوٹہانی والے

شمع کا حال نہ پنہان ہی نہ پروانی کا
خود بہی جلتی ہین غریبون کی جلانی والے

سب کی سنتی ہو کسی روز ہماری ہبی سنو
ہم بہی کچہ حال دل اپنا ہین سنانی والے

سامنی اونکی کسیکو نہین یارای سخن
کیسی چپ بیٹہی ہین باتون کی بنانی والے

باغ مین آج ہی کس رشک چمن کی آمد
پہول چہری کو ہین پتون مین چہپانی والے

کوئی خالی نہین دنیا کی مذمت سی کتاب
کچہ تو سمجہی ہوی تہی اگلی زمانی والے

فاتحہ پڑہنی کو آ تربت صفدر پہ کبہی
فتنہ حشر کو ٹہوکر سے جگانی والے

۳۴۶

تخت اسکندر نہ اورنگ سلیمان چاہیے
بیٹہ رہنی کو زمین کوی جانان چاہیے

وصل مین ایجان آرایش کا سامان چاہیے
لب پہ مسی چاہیی ہاتہی پہ افشان چاہیے

بیخبر کب تک رہیگا عاشقان زار سے
ہی مسیحا اپنی بیماروں کا درمان چاہیے

آج ساقی بیٹھا ہی بزم مین جام شراب
ہاتھ آجای یہ سودا دست گردان چاہیے

زندگی مین پیرہن ہو بعد مرنی کی کفن
جو یہان درکار ہی ہمکو وہی وہان چاہیے

آدمی حیوان کو الفت سی بنالیتی ہین ہم
لطف صحبت ہر جگہ حاصل ہی انسان چاہیے

ہی انہین پہ منحصر صفدر قیامت مین نجات
مومنون کو اعتقاد آل و قرآن چاہیے

۳۴۹

ترا وصل ہو خواہش دل بھی ہی
محبت کا الفت کا حاصل یہی ہے

تری تیغ دیکھی تو بسمل یہ بولے
گلی سے لگانی کی قابل یہی ہے

اوسی دیکھکر مجھسی کہتا ہی یہ دل
مین بسمل ہون جسکا وہ قاتل یہی ہے

وہ کہتی ہین منہ دیکھکر آئینہ مین
اگر ہی تو میرا مقابل یہی ہے

مہ نو جو فرقت مین گردون پہ دیکھا
مین سمجھا کہ شمشیر قاتل یہی ہے

جنازہ مرا جب سر قبر پہنچا — قضا نے کہا پہلی منزل بھی ہے

کوئی غنچہ دیکھا جو گلشن مین صفدر
تو سمجھا کہ شاید مراد دل بھی ہے

۳۵
جفا پہ اونکی کمر بند ہی ہی مگر وفا کا خیال بھی ہے
ہماری مرنیسی خوش ہوی مین مگر او نہین کچھ ملال بھی ہے

وہ زخم کہای ہین تیغ غم کی کہ دل کا احوال کچھ نہ پوچھو
شہید بھی ہے ذبیح بھی ہی قتیل بھی ہی حلال بھی ہے

نہ توڑ شیشونکو محتسب یون کہ میکدہ مین ہین جمع میکش
کسیکا دل ٹوٹتا ہی ظالم تجھی کچھ اسکا خیال بھی ہے

نہ حور جنت کی یہ ادائین نہ قاف مین یہ پری کی غمزی
کہین تمہارا جواب بھی ہی کوئی تمہارا مثال بھی ہے

جو جلوه رخسار کا دکهایا کلیم کو طور پر غش آیا

کرم سے کیا قهر کو ملایا جمال بهی هی جلال بهی هے

بهار عارض سے چند روزه غرور اتنا نهین هی اچها

فلک په همنی قمر کو دیکها کمال بهی هی زوال بهی هے

هزار فتنه قسمتین داغ کهاؤن هزار اندوه غم اوٹهاؤن

کلام شکوه زبان په لاؤن مری یه صفدر مجال بهی هے

۳۵۶

اور کوئی ڈهونڈهی جور و جفا کی واسطے — کبهی آزاد بندیکو خدا کی واسطے

هر طرح کی لوگ هین سرکار کی دربار مین — مجه گدا کو بهی لگا رکهیے دعا کی واسطے

حیف هی مطلق نه پاس آشنائی هووے — سب سی بیگانی هوی جس آشنائی کی واسطے

کسطرح کعبے کو آئین شیخ بتخانی سے هم — پاؤن په گر گری دین جب بت خدا کی واسطے

زخم سینی کی نه سی جرح گهبرای گا دل — رهنی دی باقی کوئی روزن هوا کی واسطے

ای توانگر دی کی محتاجون کو زاد راہ لی ۔۔۔ چاہیی کچھ خرچ بازار جزا کی واسطے

چاہیی ہر وقت ای صفدر خیال مصطفی
دل محبت کو زبان پائی ثنا کی واسطے

۳۵۲

تری ہاتھ مین آرسی یا رب کب ہے ۔۔۔ کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہے

تری ہر ادا ہی قضا بہر عاشق ۔۔۔ تکلم ستم ہی تبسم غضب ہے

قمر کسکو کہتی ہین خورشید کیا ہے ۔۔۔ ہمین تو تصور ترا روز و شب ہے

مجھی بیخودی نی کیا سب سی فارغ ۔۔۔ نہ عیش و طرب ہی نہ رنج و تعب ہے

وہ بت طالب وصل ہی ہمسی اوٹھا ۔۔۔ یہ فضل خدا ہی یہ تائید رب ہے

اوس آیینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو ۔۔۔ یہ زنگی بچہ پادشاہ حلب ہے

جو آتا ہی مین وہ کہتی ہین صفدر
ادب سی ہی خموشی یہان مہر لب ہے

سر دی کی ہم عشق سر کی	۳۵۳	کیا بات مری دل و جگر کی	
ہلتی ہوی شاخ گل جو دیکھی		یاد آئی لچک کسی کمر کی	
یہ خون ہوا وہ خاک جلکر		یہ دل کی خبر ہی وہ جگر کی	
دو بوسی لیے تو وہ یہ جہیپی		چار آنکہ نہ ہمسی عمر بھر کی	
طول شب ہجر ہی قیامت		امید نہین ہمین سحر کی	
کہینچین گی نہ پاؤنسی کوئی خار		کہاتی ہین قسم جنون کی سر کی	

صفدر نہو خشک باغ الفت

جاری رہی نہر چشم تر کی

وہ نفرت سی تیوری چڑہای گئی	۳۵۴	مگر داغ دل ہم دکھای گئی	
کہین ضعف سی ہم نہ آی گئی		مگر ناز تیری اوٹھای گئی	
گئی میری گھر سے مگر اسطرح		کہ نقش قدم بھی مٹای گئی	

مدد اسکو کہتی ہین تقدیر کی — مین رو تہا کیا وہ منا ہی گئی
بہت ہاتہ کانون پہ رکہی مگر — ہم احوال اونکو سنا ہی گئی
نہ آئی کبہی شرم سی اغیا بانٔ — او نہین کچہ لگائی بجہا ہی گئی

سنا ہی یہ ہمنی کہ صفدر کی شعر
زبانون سے حورون کی گا ہی گئی

۳۵۵

عاشقون سی تمہین غفلت کبہی ایسی تو نتہی — انکی سوتی ہوئی قسمت کبہی ایسی تو نتہی
بولی وہ ناز سی ٹہکرا کی مری میت کو — میری غافل تجہی غفلت کبہی ایسی تو نتہی
ابتو سایی سی بہی اپنی وہ جہجک جاتا ہی — تیری دیوانی کو وحشت کبہی ایسی تو نتہی
غائبانہ نہین کچہ سامنی خاطر سب کچہ — تمکو منہ دیکہی کی الفت کبہی ایسی تو نتہی
برق و سیماب سی بہی بڑہ کی تڑپتی ہی ابتو — دل بیتاب کی حالت کبہی ایسی تو نتہی
صاف کہتی ہو نہ مین آؤنگا مٹی دینی — خاکسارون سی کدورت کبہی ایسی تو نتہی

ابتو بی دیکھی کسیکی نہین صفدر کو قرار
پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نتھی

۲۵۶

فغان ہی آہ ہی نالہ ہی بیقراری ہی — فراق یار مین حالت عجب ہماری ہی

نئی طرح کی ہی پیدائش دل نالان — صدا ہی رعد کی بجلی کی بیقراری ہی

وہ بت گیا تو گیا کوہ غم گرا تو گرا — ہر ایک حال مین شکر جناب باری ہی

کیا ہی وصل کی وعدی نی اور بھی بیچین — تڑپتیون یہ مری دل کی بیقراری ہی

جفا کی طرز تمہین یاد ہی وفا کی ہمین — چلو وہ چال تمہاری ہی یہ ہماری ہی

کلیم کر چکی غش طور جل چکا ہو خبر — کہ سامنا ہی وہی اور ہماری باری ہی

شبیہ یار یہ تصور سی آگئی دل مین
عمل سی شیشی مین صفدر پری اوتاری ہی

۲۵۷

لگا دی ہی جھڑی ساون کی اپنی اشکباری نی — دکھا دی ہی چمک بجلی کی دل کی بیقراری نی

چمن مین دہوم ہی گلگشت گلشن کو وہ آئینگی / خبر دی ہی یہ ہمکو قاصد باد بہاری نے

عجب شان خدا ہی اوس بت کافر کو رحم آیا / کیا پتہر کا دل پانی ہماری آہ و زاری نے

ہماری آبرو کیا ہو حسینو نکی نگاہون مین / ملایا خاک مین ہمکو ہماری خاکساری نے

تڑپ کر جان دی کس آرزو سی پای قاتل پر / کیا کیا خاتمہ بالخیر میرا بیقراری نے

خوشا تقدیر اوسنی اشک پونچہی اپنی دامن سی / ہمین کیا آبرو بخشی ہماری اشکباری نے

وہ آئی ہی گئی بہی اور نہ کچہ کہنی دیا صفدر

وفور اشکباری نی کمال بیقراری نے

۳۵۸

وہ میری پہلو سی گہر سدہاری ادہر کی دنیا اودہر ہوی ہے

قیامت آئی ہی یا الہی یہ آج کیسی سحر ہوی ہے

مریض الفت کی روح تن سی روانہ پہلی پہر ہوی ہے

تمام آفاق مین ہی شہرہ تمہین بہی اسکی خبر ہوی ہے

تجھی ہی معلوم تھا کہ زاہد کہ عاشقی مین ہے کیسی لذت

یہ پوچھہ مجھسی کہ عمر میری اسیمین ساری بسر ہوی ہے

نہین طبیعت ہین اب وہ گرمی نہین وہ آنکھون مین طرز شوخی

ہمین یہ ثابت ہوا مقرر کسیکی تمکو نظر ہوی ہے

خدا نی ایسا جمال روشن کیا ہی اوس مہر کو عنایت

جو روی تابان سے زلف اوٹھی تو شام کو بھی سحر ہوی ہے

کبھی جو در تک مین اونکی پہنچا تو مجکو دربان نی دی یہ لت

بلائینگے وہ غرور تمکو ذرا تو ٹھہرو خبر ہوی ہے

نیا ہی پیری مین یہ تکلف کہ لوگ صحبت سی بھاگتی ہین

برہنہ شمشیر بن گئی ہم خمیدہ جب سی کمر ہوی ہے

نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مسند ناج او نکا نہ ہمسی بدلا

اگرچہ سو بار سے زیادہ ادھر کی دنیا ادھر ہوئی ہی

گذر گئی جب شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی

زبان ہی بند اپنی صفدر خموش شمع سحر ہوئی ہے

۳۵۹

ہوای گیسو و رخسار یار باقی ہے
اگرچہ گردش لیل و نہار باقی ہے

ہنوز اوگتی ہی خاک مزار سی نرگس
کہ ہمکو حسرت دیدار یار باقی ہے

ابھی تمام نکر دور جام ای ساقی
کہ بزم مین کوئی امیدوار باقی ہے

مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کی چلتی ہین
مری طرف سی جو دلمین غبار باقی ہے

بتونکو دیکھ چکی اب بسر ہو کعبی مین
ذرا سی عمر جو پروردگار باقی ہے

عدم کو جانی کی سامان ہو چکی ہین سب
یہ دیر ہے کہ ترا انتظار باقی ہے

فقط ہماری ہی صورت بدل گئی صفدر
وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہے

۳۶۰

گر گئی اندھیر برپا ہو وفائی آپکی — چار دن کی چاندنی تھی آشنائی آپکی

سمجھا کہوں کیا کچہ مزی لوٹی نگاہ شوق نے — ہٹ گئی جسوقت سینی سی دولائی آپکی

سادی سادی ہونٹھ کیوں ہین صاف کہدو جانمن — کسنی ملکر منہ سی مسی چھڑائی آپکی

آمد فصل خزان ہی یہ رخصت فصل بہار — وصل دیکھا دیکھنی ہی اب جدائی آپکی

یاد ہی کہنا کسیکا سر جھکا کر وصلمین — ابتو کچہ شکوہ نہین حسرت بر آئی آپکی

شیخ کعبہ محتسب پیر کلیسا برہمن — ای صنم مداح ہی ساری خدائی آپکی

رفتہ رفتہ حضرت صفدر کہان پہنچا کلام

آسمان پر کل غزل زہرہ نی گائی آپکی

۳۶۱

ستم سہتی ہین نیمجان کیسی کیسی — وہ لیتی ہین روز امتحان کیسی کیسی

گل اندام دیکھے جوان کیسے کیسے — نگاہون مین ہین بوستان کیسی کیسی

قفس مین پہنسی نغمہ سنجان گلشن — اوجاڑی گئی آشیان کیسی کیسی

نپایا مکان اوسکا قاصد پھر آیا
بتائی تھی ہمنے نشان کیسی کیسی

مٹی جب سی عشق دھان وکھر مین
کھلی ہمپہ راز نہان کیسی کیسی

کبھی اوسنی پھر کر ندیکھا نہ پوچھا
تڑپتی رہی نیم جان کیسے کیسی

کسیطرح صفدر کی تیور نہ بدلے
لیی عشق سنے امتحان کیسی کیسی

۲۶۲

غضب تو قتل عاشق کی لیی پہلی ہی تھی مہندی
تمہاری دستگیری سی زیادہ اوڑ چلی مہندی

تمہاری حسن پر آرایشین بھی جان دیتی ہین
گھلا سرمہ مسی مٹ مٹ گئی پس پس گئی مہندی

لہو ہو ہو کی دل اپنا بہا جاتا ہی آنکھونسی
کف پای صنم مین غیر نی شاید ملی مہندی

نصیب دشمنان بیدست و پا ئی تھی وہ کیا کرتی
لیی جی بھر کی بوسی وصل مین کام آگئی مہندی

سحر تک وصل مین اونکو بھی حیلی ہی صفدر
کبھی غازہ کبھی مسی کبھی سرمہ کبھی مہندی

۳۶۳

ابھی کس شوق سی ملتا وہ شوخ فتنہ گر مہندی
جو لیجاتی شہید ناز سی خون جگر مہندی

ہمارا ایک دل طالب بہت کس کس کو دین یار
ادہر سر مار دہر مسی ادہر غازہ ادہر مہندی

خوشی اونکو بھی ایسی تھی ری گھر صبح آئی گی
لگی شب کنگھی چوٹی مین لگائی تا سحر مہندی

نہین منظور ہیرا قتل کرنا یہ بھی حیلہ ہی
بندہی ہتی ہی دست یار مین دو پہر مہندی

ہمارے خون دل کو پوچھتا ہی کون اے صفدر
مگر شوخی سی کرتی ہی کبھی اسیر نظر مہندی

۳۶۴

کھلی زلف شب جلوہ گر ہو گئی
اوٹھی رخ سی جس دم سحر ہو گئی

وہ سفاک محشر مین آیا تو خلق
ادہر ہو گئی کچھ ادہر ہو گئی

الٰہی یہ کس کو لکھا خط شوق
کہ دل کی تڑپ نامہ بر ہو گئی

الٰہی فغان بی اثر تھی تو تھی
دعا میری کیون بی اثر ہو گئی

کہی کوئی صفدر سی سو ہی بہت

اوٹھو آنکھ کھولو سحر ہو گئی

۳۶۵

کچھ اندنون یہ عجب دور چرخ پیر ہوی
امیر ہمسی تری عشق مین فقیر ہوی

خدا کی شان کہ ای بت ہین یہی دستگیر
وگرنہ ہمتو زمانی کی دستگیر ہوی

کمان کشونکو تری تیر کا یہ خوف ہوا
کہ سہم سہم کی چلون مین گوشہ گیر ہوی

تری جبین کا قیامت ہی ای صنم قشقہ
اسی لکیر پہ ہین سیکڑون فقیر ہوی

بھی تو لوگ ہین دو تین شاعر ای صفدر
میان امیر ہوی ہم ہوی امیر ہوی

۳۶۶

امید کہان ہی وہ کبھی شاد کرینگے
ہم خاک بھی ہونگی تو وہ برباد کرینگی

جنت مین بھی حسرت تری کوچی کی رہیگی
ہم اور فراموش تری یاد کرینگی

وہ بیکس و ناشاد ہین دنیاسی چلا ہون
افسوس مری حال پہ جلاد کرینگی

یہ حال تمہارا ہی تو غربت مین پہنچکر
ای اہل وطن ہم تمہین کیا یاد کرینگی

نالون کی سوا شغل قفس مین نهین صفدر

هو جائینگی چپ خاطر صیاد کرینگی

تری گدا کی مشام جان مین طمع کی بو بهی نهین گئی هی

بری هی لوٹ جهان سی دامن په گرد چهو بهی نهین گئی هی

جو بعدت کی آگئی هو نجاو جلدی ذرا تو ٹههرو

ابهی تو نظروں سے دیکه لینی کی آرزو بهی نهین گئی هی

مری مقدر نی مجهکو کیسی دکهائی دشت جنون کی منزل

وهان هین ای عقل جاکی پهنچا جهان که تو بهی نهین گئی هی

نه آشنا غیرونکو منه لگاؤ یه لوگ صحبت کی کب هین قابل

که جسکو کهتی هین آدمیت وه ان مین چهو بهی نهین گئی هی

وه شرمگین آنکه اوسکی صفدر لجای آئینی سے کیونکر

کہ آرسی ہاتھ مین ہے لیکن وہ رو برو بھی نہین ہے

۲۶۸

خدا کا سوز غم پایا تو نکلی دل گداز ایسی — جلی شمع حقیقت شعلۂ عشق مجاز ایسے

نہوتی ظلم بندون پہ اگر تجکو سزا ملتی — تری نخوت بڑہی اے بت خدا کے بے نیاز ایسے

شب فرقت معاذ اللہ کہ با طول رکھتی ہے — سر مو کم نہین تیری گیسو کی درازی ایسے

بتون کی حسن مین اللہ کا جلوہ نظر آیا — حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجاز ایسے

ہمین اوس ماہوش سی وصل تو حاصل ہوا صفدر
مگر دل کانپتا ہی چرخ کی نیرنگ سازی ایسے

۲۶۹

اوس آنکھ مین سرمی کی تحریر نظر آئی — یا مست کی قبضی مین شمشیر نظر آئی

چہری پہ تری خط کی تحریر نظر آئی — یا سورۂ یوسف کی تفسیر نظر آئی

کیون عشق کیا ہمنی اوس فتنۂ عالم سے — دیکھا تو ہمین اپنے تقصیر نظر آئی

محفل تھی حسینون کی یا کوئی مرقع تھا — جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

ہر ایک زمین میں ہم سر سبز ہوئی صفدر
اقلیم سخن اپنی جاگیر نظر آئی

۲۷۰

چمن میں عبث جستجو تھی کسیکی — نہان جامۂ گل میں بو تھی کسیکی

وہی دن کچھ اچھی تھی ای چشم حسرت — نہ دل تھا کسیکا نہ تو تھی کسیکی

کسی گل کو ہمنی نہ سونگھا نہ دیکھا — سو اتنی ہی کب آرزو تھی کسیکی

کہون کیا مجھی کیسی ملتی تھی لذت — زبان پر جو شب گفتگو تھی کسیکی

نہ آتا میں بازار محشر میں کیونکر
کہ صفدر مجھی جستجو تھی کسیکے

۲۷۱

گلرنگ ہوا دشت جو پہوٹی مری چھالے — کانٹون نی بھی پہولون کیطرح رنگ نکالے

فرقت جسی کہتی ہین وہی سخت مصیبت — دشمن کو بھی اللہ اس آفت مین نہ ڈالے

چھوڑا ہی عزیزون نی نکالا ہی وطن نے — اب ہمسی غریبون کی خبر لے تو خدا لے

نی شبہ خطا کی جو دل اوس بت سی لگایا　　خود ہمنی کیا شیشی کو پتھر کی حوالی

حیدر کا بھی کیا نام خدا نام ہی صفدر
اس نام نی گرتی ہوی لاکھون ہی سبھالی

۲۷۲

پہنچی حضور یار تو خاموش ہوگئی　　سب شکوی اگلی پچھلی فراموش ہوگئی
شکر خدا کہ خنجر قاتل سے مر گیا　　بار گران سی آج سبکدوش ہوگئی
کچھ ہمسی حال حضرت واعظ نہو چھیی　　بگڑا مزاج رند قدح نوش ہوگئی
اقرار کچھ کیی تھی کبھی ہمسے آپ نی　　کیسی وہ یاد ہین کہ فراموش ہوگئی

صفدر بڑی رفیق تھی ہوش و حواس و صبر
سب روز ہجر دیکھکی روپوش ہوگئی

۲۷۳

کچھ خبر بھی ہی تمہین اپنی گرفتارون کی　　جان آنکھون مین ہی اب عشق کی بیمارون کی
بڑھ گیا نیل تصور مین بھی بوسہ جو لیا　　کسقدر جلد ہی نازک تری رخسارون کی

دشت وحشت کو دیا ہی مری وحشت نے فروغ
نوک رنگلی ہی مری آبلون نے خارون کی

رحمت حق جو اوٹھا دی ابھی چہرسی نقاب
بیگنہ دوڑین خوشامد کو گنہگارون کی

درد دل زخم جگر ہجر بتان رشک عدو
ہای کچہ حد نہین صفدر تری آزارون کی

۳۷۴

نہ دلکو چین مرکر بھی ہوای یار مین آیی
تڑپ کر خلد سے پھر کوچہ دلدار مین آیی

عجب راحت ملی کچہ دین و دنیا کی نہین پروا
جنون کی سایہ مین پہنچی بڑی سرکار مین آیی

عوض جب ایک دل کی لاکھ دل ہون ہر عضو پہلو مین
تڑپنی کا مزہ تب فرقت دلدار مین آیی

یہی راہ و روش اپنی رہی وحشت کے عالم مین
بیابان مین کبھی پہنچے کبھی گلزار مین آیی

ہماری دل کو ربط اہل دنیا سی تنفر ہے
یہ وہ یوسف نہین خلوت سے جو بازار مین آیی

نہین پروا ہمارا سر جو کٹ جای تو کٹ جای
تھکی بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار مین آیی

دم آخر وہ پونچھی اشک صفدر اپنی دامن سے

الٰہی رحم آنا تو مزاج یار میں آئے

٢٧٥

خوشی جو شام سی یاد رخ حسین میں رہے
ضیاے قمر کی سحر تک مری جبین میں رہے

وہ میری قتل کو اوٹھی تو دوست دشمن میں
نپوچھو بحث جو ہان ہان نہین نہین میں رہے

تری مریض کو صحت کہان طبیبونسے
نظر تلاش مسیح فلک نشین میں رہے

عجب رسائی قسمت ہی ای حنا تیری
چمن جو چھوٹ گیا دست نازنین میں رہے

پس فنا بھی نہ کمبخت کو قرار آیا
تڑپ وہی دل بیتاب کی زمین میں رہے

خدا کیواسطی اب تو نہ بھیجیے انکا
کہ رات وصل کی تھوڑی نہین نہین میں رہے

ہزار طرح سی چھیڑا وصال میں صفدر
مگر حیا سی حیا چشم شرمگین میں رہے

سلام

۱

نبی کی دل مین بی حب علی گھر ہو نہین سکتا — سلامی گھر مین داخل کوئی بی در ہو نہین سکتا

زمانی مین کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہین سکتا — چمک کر ذرہ خورشید منور ہو نہین سکتا

فضیلت مین علی کی نکتہ چین ہو کوئی کیا قدرت — کلام اللہ مین داخل سخنور ہو نہین سکتا

علی ممتاز ہین بی شبہ گلزار پیمبر مین — شجر سب ہین مگر کوئی صنوبر ہو نہین سکتا

کری کیا فرق کوئی رتبہ شبیر و شبر مین — دو نیمہ بی پر جبریل گوہر ہو نہین سکتا

کہا حضرت نی فوج شام سی ہم کیا کدر ہون — غبار آلودہ روی ماہ انور ہو نہین سکتا

سنا ان بھی سر شبیر سی اعجاز ظاہر تھا — کسی سی اس طرح قران از بر ہو نہین سکتا

کہا شہ نی ہمارا سر بھی کٹ جای تو کٹ جای — قدم تسلیم کی جادی سی باہر ہو نہین سکتا

نہ روی شاہ بیتابانہ اکبر کی بھی لاشی پر — کسی سی صبر یہ اللہ اکبر ہو نہین سکتا

کسینی حاکم فاسق کو اتنا بھی نہ سمجھایا — ترا محکوم فرزند پیمبر ہو نہین سکتا

غم شہ میں گریاں دوش پہ گریاں ملک صفدر
رقم انسی مری عصیان کا دفتر ہو نہیں سکتا

۲

معراج پیش حق ہی یہ رتبا حسین کا
روضہ ہی تاج عرش معلا حسین کا

موسی سی بڑہ کی کیون نہو رتبا حسین کا
ہر نقش پا ہو جب ید بیضا حسین کا

الیاس خضر دونون مین پریاں مدح خوان
دم بھرتی ہین فلک پہ مسیحا حسین کا

مشہور ہی جہان میں محبوب کردگار
سو جان سی تہا عاشق شیدا حسین کا

ذرہ انہیں کی فیض سی ہوتا ہی آفتاب
ظل خدای پاک ہی سایا حسین کا

بہائی بہتیجی بہانجی سب ہو گئی شہید
خشکی مین ہی تباہ سفینا حسین کا

مقتل میں لاکہ طرح کی صدمی سہی مگر
راہ رضا سی پاؤن نہ سرکا حسین کا

فوج شقی یزید کا بہرتی تہی دم ادہر
نعرہ تہا اہل دین مین ادہر یا حسین کا

فرزند فاطمہ تہا پیمبر کا جانشین
رتبہ ستمگرون نی نجانا حسین کا

قدسی فلک پہ روتی ہین حورین بہشت مین	ماتم کہان کہان نہین برپا حسین کا
صفدر نہین ہی شبہ کچہ اوسکی نجات مین	محشر کی دن ہی جسکو وسیلا حسین کا

٣

مجرائی خاک و خون مین ہی لاشا حسین کا	سر لیچلی ہین کاٹ کی اعدا حسین کا
بازو ہین بیبیون کی رسن سی بندہی ہوی	اونٹون پہ سر برہنہ ہی کنبا حسین کا
وہ بیکسی وہ یاس وہ حسرت وہ زخم تن	وہ تشنگی وہ دہوپ مین جلنا حسین کا
وہ تیغ آبدار وہ حلقوم نازنین	وہ پای نحس شمر وہ سینا حسین کا
اک دن یہ ہی کہ جسم مبارک ہی خاک پر	کوئی نہین ہے پوچہنی والا حسین کا
اک دن وہ تہا کہ آگی گلستانِ خلد سے	روح الامین جو لاتی تہی جہولا حسین کا
اوٹہا یہ شور گہوڑی سی عباس جب گری	مارا گیا فرات پہ سقا حسین کا
حیدر برہنہ سر ہین گریبان نبی کا چاک	بی بی کی نام روتی ہی زہرا حسین کا

صفدر کسی سی کام نہین کوئی کچہ کہی
سو جان سی ہون عاشق شیدا حسین کا

۴

ای مجرئی حسین کی کیا بارگاہ ہی | جسمین گدا کو مرتبہ بادشاہ ہی

حیران ہون منہ دکہائیگا محشر مین کیا یزید | خون حسین خون رسالت پناہ ہی

اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا | بازو کا ہی یہ زور وہ نور نگاہ ہی

کس کس خوشی سی کرتی ہین مولا پہ سر نثار | میدان قتل غازیون کو عیدگاہ ہی

میدان مین شادیانی بجاتی ہین اہل کین | انکی زبان پہ اشہد ان لا الہ ہی

رو رو کی اہلبیت یہ کہتی تہی شمر سی | خوف خدا بہی کچہ تجہی ای روسیاہ ہی

خنجر کی رگڑی دیتا ہی جس حلق خشک پر | ای بیحیا رسول کی یہ بوسہ گاہ ہی

ظالم ہی جسکی سینہ زخمی پہ تو سوار | یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہی

اونٹون پہ سر برہنہ ہین سب بیبیان سوار | نوک سنان پہ فرق شہ دین پناہ ہی

سجاد ملک شام کو جاتی ہین اسطرح
تن پر نہ پیرہن ہی نہ سر پر کلاہ ہے

بازو رسن مین پاؤ نمین بیڑی گلیمین طوق
بیمار ہی ضعیف ہی حالت تباہ ہے

لیکن ہی ہر قدم پہ زنجیر کی صدا
تھا یہی تو بخشش امت کی راہ ہے

صفدر چلو حسین کی روضی پہ ہند سے
سب کچھ وہان ملیگا بڑی بارگاہ ہے

۵

ای ہجری جو بیت ہی اپنی سلام کی
مفتاح ہی وہ روضہ دار السلام کی

حضرت برای بخشش امت ہوی شہید
واجب ہی سب پہ تعزیہ داری امام کی

بزم عزای شاہ کا اللہ رہی مزہ
سرمہ ہی چشم حور کا خاک اس مقام کی

ہر بزم غم مین مہدی ہادی ہی کا نزول
تسبیح مین ضرور ہی شرکت امام کی

حورین بھی رونی آتی ہین غلمان بھی شاہ کو
کچھ کم نہین بہشت سی مجلس امام کی

سر تک دیا نہ بیعت فاسق قبول کی
کیا شان ہی حسین علیہ السلام کی

حقا حسین پر ہی شہادت کا خاتمہ | حق فی نبی پہ جیسی نبوت تمام کی

فرمایا شاہ دین نی جو اکبر ہوی شہید | تصویر آج سٹ گئی خیر الانام کی

نیزون پہ سر شہیدون کی اونٹون پہ اہلبیت | غل تھا کہ آج فتح ہوی میر شام کی

کپڑی بدل کی آئین تماشی کو مردوزن | ہی عید قتل سبط رسول انام کی

صفدر جو سر پہ حیدر صفدر کا سایہ ہی

دہشت نہین ہی گرمی روز قیام کی

سلام او سپر عبادت مین ہا مصروف جو کیسے | خبر تھی سجدۂ حق مین نہ خنجر سی نہ قاتل سے

سر شہ طشت مین اور ساغر مئی دست حاکم مین | علاقہ کیا تھا دیندارونکو میخوارونکی محفل سے

ستم اعدا کا شہ کی بیکسی مشہور ہی اب تک | کہین عالم مین پوشیدہ ہوا ہی حق بھی باطل سے

نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنیسی اکبر کی | جوان بیٹی کا کوئی داغ لوچھی باپ کی دل سے

بدن مجروح آنکھون مین اندھیرا پیاس شدت کی | اوٹھائی لاش اکبر ضعف مین حضرت نی مشکل سی

لعینون نے ستم کیا کیا کیے سجاد بیکس پر — جگر تا ہی کوئی بیمار کو طوق و سلاسل سے

لہو جو راہ مین عابد کی چھالون سے ٹپکتا تہا — بیابان تک بھی نالان تہے زبان خار منزل سے

کہا اہل حرم نے جب دیار شام مین پہنچے — کہان ہین وہ اوتارا کرتی تھی ہمکو جو محمل سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدر
تو ہو آسان سے آسان جو مشکل ہو مشکل سے

مجرئی جنگ کی میدان مین جو اکبر آئے — غل ہوا فوج عدو مین کہ پیمبر آئے

شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب — سر دیا پانی جو کہین تمکو میسر آئے

روکی صغرا نے کہا پھر گئی قسمت کیسی — پھر کے شبیر نہ بھائی نہ علی اکبر آئے

دی صدا حر نے کہ کیون اے عمر سعد لعین — بھوکا پیاسا رہے مہمان جو تری گھر آئے

غل ہوا شام مین ناموس پیمبر ہین بھی — جب حرم اونٹون پہ بے مقنع و چادر آئے

لاشۂ شبیر پہ ہر رات عزاداری کو — فاطمہ آئین علی آئے پیمبر آئے

یہی صفدر کی تمنای دلی ہی یارب
آستان بوسی شبیر میسر آئی

رباعیات

خلوت مین اوسی نہ انجمن مین دیکھا
گلزار مین دیکھا نہ چمن مین دیکھا
دیکھا جو بغور ہمنی اوس یوسف کو
اپنی ہی حجاب پیرہن مین دیکھا

رباعی

فرقت مین کسی ہمسے کنارا نہوا
دل کو بھی کبھی ساتہ گوارا نہوا
اس فتنۂ عالم کو عبث لیتی ہو
کیا ہو گا کسیکا جب ہمارا نہو

رباعی

دل پہلی تو عیش وصل سی شاد رہا
پھر فرقت دلدار مین برباد رہا
اب رہتی ہین اسمین غم و اندوہ و الم
اوجڑا بھی یہ کمبخت تو آباد رہا

رباعی

ان ظلم شعارون مین ہر اک قاتل تھا — دل دیکھی نباہ چارون مشکل تھا

صدمی سہی الفت مین مگر آہ نہ کی — یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا

رباعی

غفلت مین گذر گئی جوانی افسوس — کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس

وہ ولولی اب خزان پیری مین کہان — افسوس بہار زندگانی افسوس

رباعی

گلزار جہان کا کیا تماشا دیکھون — اشک شبنم کہ گل کا ہنسنا دیکھون

شل گل رعنا ہین نظر مین شب و روز — دو روز کی ہے بہار کیا کیا دیکھون

رباعی

وہ لطف چمن وہ سیر گلزار کہان — وہ نغمہ وہ می وہ بزم وہ یار کہان

پیری نی تمام کہو دیا حسن شباب — وہ ناز کہان وہ ناز بردار کہان

رباعی

ہم خوب سمجہتی ہین تمہاری باتین — دکہلانی کی ہین فقط یہ ساری باتین
منظور ہے جلوہ لن ترانی حیلہ — اللہ ری تمہاری پیاری پیاری باتین

رباعی

جو لوگ گذر گئے اونہین یاد کرین — یا الفت خوبان پر بیداد کرین +
ہردم ہی ہجوم یاس و حسرت صفدر — فرصت اتنی کہان کہ دل شاد کرین

رباعی

جو مرتبۂ درد و الم جانتی ہین — دنیا کی بقا کو کالعدم جانتی ہین
بیدرد کو درد کی کہان ہی لذت — جو ذائقہ اسمین ہی وہ ہم جانتی ہین

رباعی

اوس رخ سی اوٹھی نقاب توبہ توبہ
وہ ہمسی ہون بی حجاب توبہ توبہ

یہ آہ وفغان یہ بیقراری ہی عبث
ایدل نکر اضطراب توبہ توبہ

رباعی

عالم کو جہان مین جستجو تیری ہی
ہر ایک کی دل کو آرزو تیری ہی

بتخانی مین ڈہونڈہتی ہین ہندو تجکو
کعبی مین تلاش چارسو تیری ہی

رباعی

گلزار رضا مین وہ کہلی غل ہوجای
فردوسی کی روح سنکی بلبل ہوجای

وہ طبع رسا سی پڑہ کی افسون ہونکو
محفل مین چراغ انوری گل ہوجای

رباعی

اب ہمکو حسینونسی وہ الفت نہ رہی
وہ جور وستم سہنی کی طاقت نہ رہی

ہمراہ جوانی کی گئی جوش وخروش
وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نہ رہی

رباعی

تھی خوی تواضع جو ہمارے نگئی — منظور تھی جسکی پاسداری نگئی
کپڑون مین ملا عطر تو مٹی کا ملا — زینت مین بھی اپنی خاکساری نگئی

رباعی

روشن ہی تمہاری کج ادائی ہمسے — آئینہ صفت نہین صفائی ہمسے
آنکھون سی نہان ہوی تو دل سی اتری — نہ دیکھی کی ہے یہ آشنائی ہمسے

رباعی

قدرت تمہین وصل و ہجر مین حاصل ہی — مجسی نہ ملو ملو تمہارا دل ہے
مجبور ہون مین غریب مختار ہو تم — آسان ہی تمہین سب مجھی سب مشکل ہے

رباعی

افسردہ ہے دل کمال اس گلشن سی — صرصر کی چلون مین چالی اس گلشن سی

...ساک ہوا امید وفا ۔۔۔ طبل ہوی کیا نہال اس گلشن سی

رباعی

آخر ہوی عمر عشق کرتے کرتے ۔۔۔ بیدم ہوی دم بتون کا بھرتی بھرتی

معشوق وفادار نہ پایا صفدر ۔۔۔ حسرت سی یہ حسرت رہی مرتی مرتی

رباعی

دنیا فانی ہے زندگانی فانی ۔۔۔ یہ ساز طرب یہ کامرانی فانی

صفدر کبھی فال بھی جو ہمنی دیکھی ۔۔۔ نکلا کلمہ یہی کہ فانی فانی

قطعات تاریخ طبع

قطعہ تاریخ از جناب منشی مظفر علیصاحب اسیر مدظلہ العالی

عجب دیوان کہ سطرین کہکشان ہین ۔۔۔ مہ و خورشید کی رکہتا ہی ضو خط

ہوی تاریخ اسیر اسکی چہپا جب ۔۔۔ زہی محبوب دل معشوق نو خط

۱۲۹۵ھ

قطعۂ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

زہی عرائس افکار و شاہدان خیال	نہ پہنچیں گرد کو پریان جنہیں شرارت مین
امیر شوخ سا مصرع لکھو پی تاریخ	یہ بو ہی پہولون مین معنی نہین عبارت مین
	١٢٩٥ھ

قطعۂ تاریخ از جناب سید محمد اسمعیل حسین صاحب منیر

یہ دیوان فضل خدا سی چہپا جب	ہوی اہل دل اسکی خوبی سی ماہر
منیر اسکی تاریخ مینی یہ پائی	کہ زیبا و نایاب نظم جواہر
	١٢٩٥

تاریخ طبع از میر حشمت علیصاحب مصلح سنگ

زہی فہم مرتبہ صفدر علیخان	کہ شد سودا نچنین دلچسپ دیوان
فصاحت ناز بردار زبانش	بلاغت جلوہ آرای بیانش
ادا و حسن الفاظ و معانی	ہمہ ہمپایۂ نظم فغانی
چو شد مطبوع این دیوان والا	بخط دلکش و آئین زیبا

۳۱۶

Hasan Bukhsh

پی تاریخ حشمت گوہری سفت

کلام شاعر شیریں بیان گفت

۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از امراؤ مرزا صاحب ناداں تخلص

شاگرد نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

زمانی کی ہمنی بھی دیکھے کلام | کہاں اسقدر آب و تاب سخن

کہو اسکی تاریخ ناداں تم | یہ دیوان ہے آفتاب سخن

۱۲۹۵ھ

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنت کہ دیوان سراپا فصاحت سے

بنگارستان الفت باہتمام کارپردازان مطبع

در ماہ ذی قعدہ سال یکہزار و دو صد و نود

و پنج ہجری مثل شاہدان رعنا جلوۂ

ظہور نمود

۱۹

۱۲۹۵ھ